٨٣٢٥

وَاَصحابُ الشِّمالِ مَا اَصحابُ الشِّمالِ فی سَمُومٍ وَّحَمِیمٍ وَّظِلٍّ مِّن یَّحمُومٍ

از تصانیف علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامہ مرغم اناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ وجادۃ السلامۃ ذو السیف الشاہر والنفس الطاہر والمجد الباہر والکمال الظاہر الطبیب الحاذق الماہر صاحب الشر الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ابن العلامۃ الفقیہ البارع المؤتمن مولانا السید حسن ادام اللہ معالیہما وبارک فی ایامہما ولیالیہما

موسوم بہ

سیف اللہ الاکبر ثم بذو الفقار حیدر

معروف بہ

اسکات اللئام بہ منتہی الکلام

حصہ دوم

مع رسالہ ارغام اللئیم والجام القسیم برحاشیہ

در مطبع خادم التعلیم اسٹیم پریس واقع لاہور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ

الحمد للہ الذی جعلنا من اصحاب الیمین المتمسکین بولایۃ امیر المومنین واولادہ المعصومین ولم یجعلنا من اصحاب الشمال الکفرۃ الشاکین والفجرۃ المرتابین والفسقۃ الضالین المعاندین المحدثین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین واخیہ وصنوہ وصہرہ سید الوصیین واہلبیتہ الطیبین الطاہرین حجج اللہ فی الارضین الذین نصبہم اعلاماً للدین ورضوان اللہ وغفرانہ علی اصحابہ الذین صاحبوہ ونصروہ فی اشاعۃ الدین المتین لا الذین یقال فیہم انہم لن یزالوا مرتدین والی اعقابہم القہقری راجعین اما بعد پس کہتا ہے بندۂ افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر سید علی اظہر بن المولی الاولے الفقیہ المؤتمن السید حسن خلد اللہ ظلہ العالی وحشرنا فی زمرۃ الموالی کہ یہ جلد ثانی ہے مجلدات کتاب سیف اللہ الاکبر الملقب بہ ذو الفقار حیدر سے بہ ذیل شرح حدیث متفق علیہ مشہور بہ حدیث اصحابی جس علماے اہل حق شکر اللہ سعیہم قدیم الایام سے واسطے ابطال قضیۂ کلیہ مقبولہ سنیہ الصحابۃ کلہم عدول کے پیش کرتے ہیں چونکہ صاحب ضرب

منکر نے بڑے فخر اور افتخار و ابتہاج و مباہات و استبشار سے اس حدیث کو اپنے رسالہ منکرہ میں درج کیا اور بزعم اہل سنت خود جواب اُس کا لاجواب جانا لہذا فقیر نے بھی بہ نظر کشف تمام حقیقت حال فوائد اشتمال اس مادہ میں بامراعات اختصار قدرے تفصیل[ف۱] احوال کے امید ناظرین با تمکین اندک طویل سے ملول اور دلگیر نہ ہوں کہ الضرورات تبیح المحظورات اور بحسب ایماے مخاطب خوش نام اس حصہ کو مشتہر کیا بہ اسکات اللئام بنقض منتہی الکلام و ان عثرتم علی غفلۃ و سہو فنرجو منکم العفو و قلما یخلو الانسان من النسیان والذہول والغدر عند کرام الناس مقبول قال المنکر المعاند الجاحد للحق المبین مع العلم والیقین المسمی بنقیم الدین فی رسالۃ المنکرۃ المسماۃ بالضرب المنکر و منہا قد ظہران شرا ذناب اہ ولیس غیر الجہل حظہ ماہذہ الفظہ واضح رائے ارباب عقل سلیم و فہم مستقیم ہو کہ جس وقت اس اضعف العباد نے رسالہ ابتر مذکورۃ الصدر کو سراسر دیکھا[ف۲]

ف۱ چنانچہ باوصف کمال ایجاز و اختصار ہر یکے از ہر اربہ مبحث تین جلدوں میں اختتام پایا جلد اول جواب تاویلات باطلہ اہل سنت میں دہو ہذا المجلد جلد دوم طرق استدلال اہل حق ہیں اوپر انطباق اس حدیث کے صحابہ کبار مخصوصین اہل سنت پر۔ جلد سوم بیان میں وجوہ انطباق اس حدیث کے خلفاے ثلثہ پر واللہ بالغ علی امرہ و ہیسر لکل عسیر و ہو علی کل شی قدیر ۱۲ ارغام اللئیم +

ف۲ جملہ خبط ہو گیا (جس وقت) بطور شرط واقع ہے اُس کی جزا غائب ہے حرف جزا جملۂ مابعد پر لانا ضرور تھا +

جواب[1] مجیب مصیب میں سے کہ جواب میں سوالات سائل کیبب کئے ہے اولاً
اسی قدر عبارت کو مؤلف متعسف نے لکھا ہے اور اس پر اعتراضات
کئے ہیں کہ جواب خدشۂ اول انتہی اس عبارت کے دیکھنے سے شک[2] گذرا
کہ مؤلف متعسف نے یہاں کا طریقہ اسلاف معدن اختلاف کا اپنے
اختیار ہے اور داد تحریف کی دی ہے چنانچہ ہرگاہ برادر بجان برابر
باعث تردید رسالۂ ابتراعنی برادرم مولوی محمد عبد الحق سلمہ اللہ الاکبر
نے اصل[3] جواب مجیب مصیب کا نوشتہ دست خاص مجیب مصیب میرے
پاس بھیجا صاف روشن[4] کالشمس فی نصف النہار ہوگیا کہ مؤلف[5] متعسف
محرف بے عدیل اور متعسف بے مثیل ہے الغرض ایسی[6] حالت میں اول

---

[1] یہ عبارت بالکل مہمل ہے یوں لکھنا تو صحیح ہوتا (رسالہ) مذکورۃ الصدر کو سراسر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مؤلف متعسف نے کلام مجیب مصیب سے اسی قدر عبارت نقل کی ہے کہ جواب خدشۂ اول اور اُس پر اعتراضات کئے ہیں ۱۲ ارغام

[2] مگر شک کی وجہ نہ لکھی اس پر بھی عبارت بالکل خبط بے ربط ہے ۱۲

[3] یہ عبارت بھی نغوب ہے مجیب مصیب اسکا سخن تکیہ معلوم ہوتا ہے ورنہ یہی عبارت کافی تھی (اصل جواب از نوشتۂ دست خاص ...) ۱۲

[4] یہاں سے تو محذوف ہے (توصاف)

[5] متعسف بھی سخن تکیہ معلوم ہوتا ہے جو اس قدر بہ تکرار بیکار ایک جملہ میں آیا ہے (مؤلف محرف بیعدیل متعسف بے مثیل ہے کافی تھا علم فصاحت و بلاغت کی کتابیں پڑھئے اخباروں کے لکچر دیکھئے۔ تب عبارت اردو دیکھئے ورنہ ہر دفعہ یہی نوبت ہوگی ۱۲

نقل کرنی اصل عبارت جواب مجیب مصیب کی ضرور[1] ہوئی تاکہ مادۂ تحریف مولف متعسف ظاہر اور اس فعل قبیح سے اس کے ہر شخص ماہر ہو جاوے

نقل عبارت مجیب مصیب غفرہ اللہ در جواب سوال سائل کئیب ہداہ اللہ بلفظہ بلا ریب مرہب[2] حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃً جاہلیۃً یہ حدیث فریقین ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے پس اب بتائیے کہ آپ لوگوں کا امام زمانہ کون ہے بیان فرمائیے جب امام زمانہ آپ کا کوئی نہ ہوا اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانے کے مر گئے تو موت آپ کی جاہل کی ہوئی اور جاہل کے واسطے نہیں ہے مگر جہنم اور حدیث اصحابی کی صحاح ستہ میں آپکی موجود ہے مگر یہ نہیں اس وقت بخوبی معلوم ہے کہ صحیح مسلم یا بخاری میں ہے اس حدیث کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور حدیث اوپر کی صحیح مسلم و صحیح بخاری و اور کتاب میں بھی موجود ہے واضح رہے نحل و ملل جواب خدشۂ اول قولہ من مات الخ اقول ترجمہ[3] اس کا یہ ہے کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اُس نے اپنے زمانے کے امام کو

---

[1] ضرورت کوئی نہ لکھی گئی حکم بضرورت ہو گیا بغیر اطالۂ حجم کتاب اور کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوئی ۱۲

[2] سوائے قافیہ بندی کے اور کوئی فائدہ اس جملۂ مہملہ کا معلوم نہیں ہوتا ۱۲

[3] اصل تحریر مجیب میں جو مؤلف رسالہ فاروق اکبر کے پاس آئی تھی ترجمہ لکھا تھا جس پر اعتراض بھی کیا گیا مگر صاحب ضرب منکر نے بتحریف اُس کو ترجمہ بنایا ۱۲ ارزوم الائیم

مرا مانند موت اہل جاہلیت کے قولہ یہ حدیث فریقین ہے الخ اقول ہم انشاء اللہ
تعالےٰ عنقریب امام زمانہ کو بتا دینگے اور اس حدیث کا جواب شافی دینگے لیکن
باقرار آپ ہی کے ثابت ہے کہ یہ حدیث آپ کے یہاں بھی ثابت ہے اب
ہم استفسار کرتے ہیں کہ آپ امام زمانہ کو پہچانتے ہیں یا نہیں اگر نہیں پہچانتے
اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے تو موت آپ کی مثل موت اہل
جاہلیت کے ہوئی اور آپ خود مقر ہیں کہ جاہل کیواسطے نہیں ہے مگر جہنم اور اگر پہچانتے
ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کون ہیں ائمہ اثنا عشر ہیں یا سوا انکے اگر سوا انکے ہیں تو یہ ممکن نہیں کسواسطے کہ
امامت آپکے یہاں منحصر ہے ائمہ اثنا عشر میں پس غیر انکا امام زمانہ نہیں ہوسکتا اور اگر ائمہ اثنا عشر
ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ گیارہ امام سابقین سے ہیں یا امام مہدیؑ آخر الزمان
لیکن شق اول پس باطل ہے اسواسطے کہ زمانہ ائمہ احد عشر اولین منقضی ہوچکا
ہے پس اُن میں کا کوئی اب امام زمانہ نہیں ہوسکتا۔ باقی رہی شق ثانی وہ بھی
ممنوع ہے اسواسطے کہ اگر مراد امام مہدی آخر الزمانؑ ہوں تو ضرور ہے آپ پر
اثبات انکے وجود کا اسواسطے کہ وجود اصل ہے اور معرفت فرع اور وجود فرع
کا بدون اصل کے ممکن نہیں ہے ودونہ خرط القتاد۔ اور اگر فرض کیا جاوے
وجود امام مہدیؑ کا پس ہم آپ سے استفسار کرتے ہیں کہ امام موصوف کی صورت
و شکل کیسی ہے اور قد کتنا بڑا ہے اور ڈاڑھی کیسی ہے اور کتنی بڑی ہے اور
رنگ آپ کے بدن کا کیسا ہے اور کب پیدا ہوئے اور کہاں پیدا ہوئے اور
بالفعل کہاں ہیں وقس علیٰ ذٰلک غیرھا من الحالات اور جب آپ اس کو
بدلیل بیان نہ کرسکے تو عارف امام زمانہ کے نہ ہوئے اور جو مرے تو بغیر پہچانے ہوئے

امام زمانہ کے مرے اور ایسے شخص کے واسطے آپ خود ارشاد فرما چکے ہیں کہ نہیں ہے مگر جہنم من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ **قولہ** پس اب بتائیے الخ **اقول** ہم لوگ کے امام زمانہ جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کسواسطے کہ امام کا اطلاق نبی پر بھی آیا ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے خطاب کر کے طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انی جاعلك للناس اماما **ترجمہ** میں تجکو کرونگا سب لوگوں کا پیشوا انتہی اور حضرت ابراہیم نبی تھی پس ترجمہ حدیث مذکو کا یہ ہوا کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اُسنے نبی آخر الزمان کو مرا مثل مرنے اہل جاہلیت کے اور اہل سنت وجماعت نبی آخر الزمان کو خوب پہچانتے ہیں تو موت اُن کی مثل مؤمنین کے ہو گی نہ مثل اہل جاہلیت کے یا مراد امام سے حدیث موصوف میں قرآن ہے اور اہلسنت والجماعت قرآن کو خوب جانتے ہیں اظہر من الشمس ہے کہ کسقدر حفاظ اس فرقہ میں موجود ہیں بلکہ یہ نعمت عظمیٰ انہیں کے نصیب میں ہے اور ناظرہ خوان تو لاتعد ولاتحصے ہیں پس موت اہل السنت والجماعت کی مثل موت مؤمنین کی ہوئی نہ مثل اہل جاہلیت کے اور اگر امام سے حدیث موصوف میں خلیفہ ارادہ کیا جاوے تو بھی مضایقہ نہیں اسواسطے کہ معنی حدیث مسطور کے یہ ہیں کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے خلیفہ کو در صورت وجود خلیفہ کے تو مرا مثل موت اہل جاہلیت کے کیونکہ معرفت شخص موقوف ہے اوپر وجود شخص کے کما لایخفی **قولہ** جب امام زمانہ الخ **اقول** امام زمانہ ہمارے یہاں کیوں نہیں ہیں ہم ثابت کر چکے کہ امام زمانہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا قرآن مجید اور اگر خلیفہ مراد لیں تو بھی کچھ قباحت نہیں کما مر ہاں آپ کے یہاں

البتہ کوئی امام زمانہ نہیں معلوم ہوتا اگر ہو تو دلیل سے ثابت کیجئے **قولہ** اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے الخ **اقول** ہم ثابت کر چکے امام زمانہ کو لیکن آپ کے یہاں ابھی تک امام زمانہ ثابت نہ ہوا تو جزا بھی اسکی آپ ہی لوگوں کے اوپر مترتب ہے **قولہ** تو موت آپکی الخ **اقول** صواب یہ ہے کہ کہا جاوے تو موت آپ کی مثل موت اہل جاہلیت کے ہوئی فتدبر **قولہ** اور جاہل کے الخ **اقول** یہ قضیہ غلط ہے ہم پوچھتے ہیں کہ ایک شیعہ جاہل ہے اور عزاداری امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خوب کرتا ہے اور وقت ذکر واقعہ کربلا کے خوب روتا پیٹتا ہے تو ایسا شخص جنّتی ہے یا جہنّمی اگر جنّتی ہے تو یہ قول آپ کا باطل ہوا کہ جاہل کے واسطے نہیں ہے مگر جہنم اور اگر جہنّمی ہے تو من بکیٰ علی الحسین علیہ السلام او ابکیٰ او تباکیٰ دخل الجنۃ کے کیا معنی ہیں ہاں اگر جاہل سے مراد اہل جاہلیت لیا جاوے تو البتہ یہ خدشہ دفع ہو جاویگا لیکن یہ ارادہ خلاف ظاہر ہے فتامل ولاتکن من الغافلین **جواب**[ف] خدشہ ثانی **قولہ** اور حدیث اصحابی کی الخ **اقول** اول و آخر حدیث کو حذف کر کے ایک لفظ حدیث کا لکھا اور اپنے مطلب کو بھی بیان نہ کیا کہ مطلب

[ف] واضح باد کہ چونکہ متعلق حدیث اول رسالہ فاروق اکبر سابقاً تحریر ہو چکا ہے اور تردید اُس کی ضرب منکر صفحہ ۲۳ سے شروع ہے لہذا یہاں اُس سے کوئی بحث نہیں کیجاتی یہ جلد صرف خدشہ ثانی یعنی حدیث اصحابی سے متعلق ہے لحاظ رکھنا چاہئے فافہم اور چونکہ سوال ثانی میں نہ کوئی اعتراض ہے نہ کوئی سوال اُس میں درج ہے فقط بطور جملہ خبریہ ہے کہ یہ حدیث آپ کے یہاں موجود ہے تو اب خدشہ کس کو کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ حدیث مذکورہ اصحابی کو خدشہ ثانی قرار دیں جیسا کہ حدیث من مات کو خدشہ اول قرار دیا ہے ۱۲ ارغام

اس حدیث کے نقل کرنے سے کیا ہے لیکن[ف۱] ہم کہتے ہیں کہ غرض اس حدیث سے یا
طعن کرنا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر منظور ہے یا کوئی غرض آخر ہے اگر
کوئی غرض آخر ہے تو اس کو بیان کرنا چاہئے کہ اُس میں نظر کیجاوے اور اگر
طعن کرنا صحابہ پر منظور ہے پس کلا وحاشا کہ اس حدیث سے کسی طرح مذمت
صحابہ ثابت ہوتی ہو اب ہمیں ضرور ہوا کہ بالکل حدیث کو نقل کریں بعد اس
کے رفع خدشہ[ف۲] کریں فیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول
اصیحابی اصیحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت
الرقیب علیہم وانت علی کل شیٔ شہید فیقال لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم
منذ فارقتہم ترجمہ[ف۳] لائے جاوینگے بعض مرد مت میری سے پس پکڑ لے جاوینگے اُنکو
بائیں طرف تو کہونگا میں یار میرے ہیں یار میرے ہیں پھر[ف۴] کہا جاویگا تو نہیں جانتا

ف۱ لیکن یہاں بیکار ہے اور ہرگاہ سائل نے کوئی مطلب بیان نہ کیا تو اسکو سر مغز ان کرنے سے کیا فائدہ
ف۲ جب سائل نے کوئی خدشہ وارد ہی نہ کیا پھر رفع کس کا ہوگا ۱۲
ف۲ فیجاء یہ بھی نئی ترکیب ہے کہ نہ کتاب کا پتہ نہ راوی کا نام نہ پوری حدیث نہ کوئی اسکی علامت
کہ اب ہم حدیث کو نقل کرتے ہیں سائل پر جو اعتراض کیا تھا اُس میں خود مبتلا ہوتے یوں لکھتے تو صحیح
ہوتا کہ اصل حدیث بقدر حاجت یہ ہے کہ صحیح مسلم میں فرمایا آنحضرت نے ۱۲
ف۳ ترجمہ بالکل غلط اور خلاف محاورہ ہے۔ پس پکڑے جاوینگے وہ لوگ بائیں طرف
سے ۱۲
ف۴ یہاں پس ہونا چاہیے ۱۲ ادغام

ہے جو کچھ کہ نوپیدا کیا ان لوگوں نے بعد تیرے۔ تب کہونگا میں جیسا کہ کہا بندہ صالح یعنی
عیسٰے علیہ السلام نے (ترجمہ آیت) میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا
پھر جب تو نے مجھے پھیر لیا تو تو ہی خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے
(انتہی) پس کہا جاویگا یہ گروہ رہے[1] پھرے اپنی ایڑیوں پر جب سے جدا ہوا تو ان
سے انتہی۔ اب غور کرنا چاہئے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا[2] اور یہ دلالت کرتا ہے
قلب پر پھر آگے چل کے اصیحابی کا لفظ فرمایا کہ وہ صیغہ تصغیر کا ہے دلالت کرتا ہے
تقلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اشخاص قلیل ہیں اب اس حدیث سے بالکل صحابہ
کا ارتداد سوائے پانچ چھ شخص کے سمجھنا نہایت بعید ہے آگے چل کے اخیر حدیث
میں لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا یہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکور سے
مراد چند قوم[3] ہیں کہ عہد خلیفہ اول و خلیفہ ثانی میں مرتد ہوگئے اور اُن کے ساتھ
خلیفہ اول و خلیفہ ثانی نے قتال کرکے زیر وزبر کیا اور اُن لوگوں کو کسی اہل سنت
وجماعت سے صحابہ نہیں کہا ہے اور نہ کوئی اُن کی عظمت اور بزرگی کا معتقد ہے
اگر کوئی کہے کہ لفظ اُصَیحابی کا فرمایا کہینگے ہم کہ اصحاب کے معنی لغت میں ساتھی
کے ہیں اور چند اشخاص ان کے برسم رسالت و ایلچی گری کے زیارت سے آں

[1] ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہئے۔ یہ لوگ ہمیشہ مرتد رہے یعنی پھرنے والے اپنی ایڑیوں پر ۱۲ عام

[2] فرمانے والے کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ کس نے فرمایا۔ اضمار قبل الذکر بلکہ بلا ذکر
مرجع اسی کو کہتے ہیں ۱۲

[3] پہلے چند اشخاص کہا اب چند قوم کہنا کیونکر صحیح ہوگا ۱۲

حضرت صلعم کے مشرف ہو جاتے تھے اور چند اشخاص منافقین بطمع حصول غنیمت
کے لڑائیوں میں آپ کا ساتھ دیتے تھے تو لغتہً ان پر اصحاب کا لفظ صادق آگیا
اور کلام اہل السنت والجماعت کا ان میں نہیں ہے بلکہ کلام ان کا ان صحابہ میں ہے
کہ قائلین ان کے ہیں اور جب تک زندہ رہے خوب اجراے اسلام کیا اور کفار کو
مسلمان کرتے گئے اور تاحین حیات ان کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریک ان کے
رہے اور نماز وغیرہ احکام دینی میں اتباع ان کا کیا اور اُن کے ساتھ لڑائیوں میں
شریک رہے ہاں اگر ان کے حق میں[ف۱] کوئی روایت موجود ہو تو پیش کیجئے ورنہ دونہ
خرط القتاد اقول بعون اللہ العلی الاکبر ارباب عقول زاکیہ واصحاب اذہان
صافیہ پر واضح ولائح ہو کہ ہر چند فقیر کو تا بحال نہیں معلوم کہ کینے اہل حق سے دربارہ
حدیث اصیحابی کوئی سوال مجیب سے کیا تھا یا نہیں چنانچہ اسی وجہ سے رسالہ فاروق
اکبر میں اس کا ذکر بھی نہیں ہوا شاید مولف ضرب منکر نے بغرض ابطال اعتراض
فاروق پر جملہ لیکن خدشہ اول یہ پیش بندی کی ہو تو ممکن ہے بہرکیف ہر گاہ صاحب
ضرب منکر نے اس حدیث کا ذکر چھیڑا اور بڑی طمطراق سے بکمال فخر و مباہات اس
جواب کو یہاں پیش کیا اور بدانست خود ممتنع الجواب سمجھا لہذا فقیر بھی حسب مودائے

رشتہ در گردنم افگندہ دوست — مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

تعاقب مخاطب میں اصل کیفیت اس جواب کی اور حقیقت اس حدیث کی مصادیق

ف۱ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ایسے صحابہ کی شان میں کوئی روایت مدح یا ذم کی نہیں
ہے اور اگر مراد نفی سے نفی روایت مذمت ہے تو قید کرنا ضرور ہے یوں کہیں (اگر آپ کے
حق میں کوئی روایت مذمت موجود ہو) ارغام الئیم والجام القسیم ۱۲

کی انشاء اللہ بیان کرونگا اور چونکہ حدیث من مات کے متعلق رسالہ فاروق اکبر سابقاً تحریر ہوچکا ہے اب جہاں منکر اُس رسالہ پر اعتراض کریگا وہاں جواب اُس کا دیا جاویگا اس جلد میں صرف حدیث ثانی یعنی حدیث اصحابی سے بحث مخصر کیجاتی ہے جسکو ناحق مخاطب نے اس طمطراق سے لکھا جو باعث پردہ دری اسلاف اہلسنت ہو اور اہلحق کو احوال صحابہ اہلسنت لکھنا پڑا حالانکہ عبارت مجیب مذکور بالکل تحفہ اثنا عشریہ سے مسروق ہے جس کا جواب متعدد اہل حق کی طرف سے ہوچکا ہے اور یہ بحث ایسا عظیم الشان ہے کہ قبل سے علمائے فریقین اس میں معرکہ آرا ہوچکے ہیں چنانچہ منتہائے سعی علمائے اہلسنت کے لئے منتہی الکلام ملقب بہ تنبیہ اہل الخوض فی حدیث الحوض شاہد قوی موجود اور غلبہ علمائے کرام اہلحق شیعہ اثنا عشریہ رضوان اللہ علیہم کے لئے اس معرکہ میں کتاب مستطاب

استقصاء الافحام و استیفاء الانتقام فی رد منتہی الکلام بحمد اللہ المعبود دلیل کافی و برہان شافی کالشمس فی وسط النہار واضح و آشکار صاحبان ادراک ان دونو کتابوں کو ملاحظہ کریں اور حقیقت حق و بطلان باطل کا اذعان کریں ہرچند فریقین سے اب کسی کو منصب مناظرہ و مباحثہ نہ تھا تا وقتیکہ اہلسنت تردید رد منتہی الکلام نہ کریں وہو محال ۔ مگر چونکہ اس زمانہ کے حضرات اہلسنت کا معمول ہوگیا ہے کہ جو کچھ کتاب شاہ عبدالعزیز و حیدر علی میں پاتے ہیں اسکو وحی منزل سمجھکر عوام میں اُڑاتے ہیں ؛ جوابات دندان شکن کو اُس کے ملاحظہ کرتے ہیں نہ ذرا شرماتے ہیں بلکہ وہی بے تکا ہانک اُٹھاتے ہیں اور حافظوں کی طرح آنکھیں بند کرکے بے تال

دوسرے وہی گایا ہوا راگ گاتے ہیں اور وہی پُرانا ربانا بجاتے ہیں چنانچہ جناب صاحب
ضرب منکر بھی اُس طریقہ پر چلے ہیں لہذا بندہ نے بھی ذوالفقار حیدری علم
کیا اور بغرض اسکات لئام عصائے موسوی کی بجائے قلم لیا علاوہ براں اس
رسالہ میں بھی منتہی الکلام کی ابحاث متعلقہ بہذا المقام کی پوری خبر لی گئی
ہے پس قبل از توجہ باصل مطلب ورد جواب غیر مُصوّب اصل مقصود
علمائے اہلحق کو درباره ذکر مطاعن خلفا و صحابہ مخصوصین اہل سنت
سمجھنا چاہئے اور فواید و مقاصد کو اُس کے ہر وقت خیال رکھنا چاہئے
اول یہ کہ چونکہ بمقابلہ حکم خدا اور رسول بہ تمسک ثقلین و متابعت ذریات
معصومین جیسا کہ آیہ قل لا اسئلکم الخ اور حدیث تمسک و سفینہ سے ظاہر
ہے اہلسنت نے یہ اختراع جدید کیا کہ متابعت ثقلین کو ترک کر کے اطاعت
صحابہ بلکہ خلفائے ثلثہ میں سرگرم ہوئے اور ایسی بنیاد فاسد پر بمقابل عصمت
اہلبیت طاہرین یہ قاعدہ بنایا کہ الصحابۃ کلّہم عدول لہذا علمائے اہلحق واسطے
اظہار حقیت و تائید احکام خدا و رسول بتمسک عترۃ طاہرہ و ابطال قضیہ کلیہ
موضوعہ اہلسنت کے فسق و فجور صحابہ مخصوص کو آیات و احادیث سے ثابت
کرتے ہیں تا حقیت مذہب و بطلان اس عقیدہ باطلہ کا بخوبی واضح و آشکار
ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ یہ خلافت ساختہ و پرداختہ اُنہیں صحابہ کی تھی
اس لئے حضرت اہلسنت واسطے تصحیح خلافت بکری کے قائل بفضیلت عموم
صحابہ ہوئے ہیں اس دلیل سے کہ انہیں صحابہ کے فضائل میں آیات کثیرہ و
احادیث متعددہ وارد ہیں پس کیونکر ممکن ہے کہ وہ لوگ ایسے امر باطل پر

اجماع کریں لہذا علماے اہل حق بغرض ابطال خلافت بکری و بطلان اجماع کذائی اُن صحابہ کے بارے میں آیات قطعیہ واحادیث صحیحہ جن سے فضایح وقبایح اُن صحابہ کے ثابت ہوں پیش کرتے ہیں جس سے فسق و فجور اُن صحابہ کا ثابت ہوجاے اور اس اجماع کا بطلان عقلاے عالم پر واضح ولایح قرار پاے۔ تیسرے یہ کہ چونکہ اہلسنت اُن آیات و احادیث کو جو فضائل مہاجر وانصار بسبیل جزئیت مشروط بایمان و عمل صالح ودیگر قیود وشروط وارد ہیں تمامی مہاجر وانصار کے حق میں بطور کلیہ پیش کرتے ہیں تاکہ بشمول اُن کے خلفا کی فضیلت ثابت ہو لہذا اہلحق اُن آیات واحادیث کو جن سے فسق و فجور اُن کے ثابت ہوتے ہیں پیش کرتے ہیں تاکہ امر حق واضح ہوجائے کہ جو لوگ ممدوح ہیں وہ مصداق احادیث فضیلت رہیں اور فاسقین وفاجرین مصادیق احادیث قسم ثانی چوتھے یہ کہ خلفاے ثلثہ ودیگر مہاجر وانصار سے ترقی کرکے اہلسنت ازراہ معاندۂ اہلبیتؑ طاہرین بغرض پردہ پوشی امثال معاویہ وغیرہ کے عموم آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہیں اس وجہ سے علماے اہلحق اُن آیات واحادیث کو جس سے بطلان اُن دعاوی کاذبہ کا ظاہر ہو پیش کرتے ہیں تاکہ مکر وفریب اہلسنت کا واضح ہوجاوے اور جو جس مرتبہ کا مستحق ہے اُسپر قرار پاے ازینجاست کہ بہت سے آیات اور بیشمار احادیث فضائح وقبائح صحابہ میں نزد اہلسنت موجود ہیں مگر باغراض فاسدہ اپنے اُنکے تاویلات دوراز کار کرتے ہیں اور مقبوح کو ممدوح اور ممدوح کو مقبوح

بتلاتے ہیں لہذا صاحبان انصاف کو ضرور ہے کہ جدول واعتساف سے درگذر کرکے مطلب آیات واحادیث پر غور کریں اور جو جس مرتبہ کا لایق ہے اُس مرتبہ پر اُس کو پہنچائیں۔ نہ یہ کہ ظلمت و نور آفتاب و شب دیجور کو ایک درجہ میں قرار دیں اور از آنجاکہ احصا اُن آیات واحادیث کا اس مختصر میں ناممکن ہے لہذا ایسی احادیث اصیحابی کی طرف بنظر انصاف دیکھیں کہ اس حکیم عالم عقل مجسم نے کس طرح پوست کندہ اپنے اصحاب کے احوال پر اختلال کو الفاظ مختصرہ میں بیان کیا اور کیسے کیسے علامات بینہ اعلان کیا کہ اگر بنظر غور اس حدیث کے ہر پہلو و جوانب پر انسان نظر کرے تو مثل آئینہ کے حالات اُن صحابہ کے معلوم ہو جاویں اور بالیقین معلوم ہو کہ کون لوگ اس کے مصداق ہیں اصل حدیث جس کو مجیب نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے عن ابن عباس قال قام فینا رسول اللہ[ص] خطیباً بموعظہ فقال یا ایھا الناس انکم محشورون الی اللہ حفاۃ عراۃ کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسی یوم القیمۃ ابراھیم الا وانہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید فیقال انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم الحدیث یعنی حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا[ص] ہم لوگ کو وعظ فرما رہے تھے

[illegible] صفحہ ۲۰۵ [illegible]

اُسی حالت میں فرمایا کہ ایہا الناس حشر تم لوگوں کا بروز قیامت عریان ہوگا
جیساکہ خدا نے فرمایا ہے اور سب سے پہلے جسکو لباس عطا ہوگا وہ ابراہیم
خلیل اللہ ہونگے اور کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے گرفتار ہوکر آئیں گے ہم
کہیں گے کہ پروردگارا یہ تو میرے اصحاب ہیں تب خطاب باری ہوگا کہ تو
نہیں جانتا ان لوگوں نے کیا کیا امور بعد وفات تیری حادث کئے ہیں پس ہم
اُس آیت کی تلاوت کرینگے جسکو خدا نے حضرت عیسےٰ سے نقل کی ہے اکہ خداوندا
جب تک ہم اُن لوگوں میں رہے اُن کے احوال سے مطلع تھے اب بعد وفات
تو ہی خوب اُن کے حالات کو جانتا ہے پس خطاب باری ہوگا کہ یہ اصحاب بعد
تیرے مرتد ہوگئے اور اُلٹے پاؤں پھر گئے جسوقت سے تو ان لوگوں سے جدا ہوا
انتہی پس اس حدیث سے یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ وہ حضرت اپنے بعض اصحاب
کو مرتد فرماتے ہیں کہ بعد آں حضرت کے وہ لوگ مرتد ہوئے اور اُن لوگوں نے
بدعتیں دین میں قائم کیں تواب مجیب کا یہ کہنا کلّا وحاشا کہ اس حدیث سے کسی
طرح مذمت صحابہ ثابت ہوتی ہو یقیناً باطل ہوا ہاں اگر مرتد ہونے سے بھی مذمت
نہ ثابت ہو تو خیر اور الحق یعنی شیعہ اس درجہ سے بڑھ کر تو کوئی درجہ اُن کے لئے
ثابت بھی نہیں کرتے اگر اہلسنت اور یہ شیعوں سے اتفاق کرلیں کہ ہاں صحابہ
مرتد ہوئے مگر مرتد ہونے سے کوئی مذمت نہیں ثابت ہوتی تو پھر کوئی اختلاف
ہی نہیں رہتا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ صحابہ وہی لوگ ہیں جو دنیا
میں حضرت کے اصحاب کہلاتے تھے اور سب لوگ اُن کو اصحاب جانتے تھے۔
چنانچہ تصریح اسکی مابعد باوضح طرق مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ نہ وہ لوگ جن کو

کوئی صحابی بھی نہیں کہتا جیسا کہ خود مجیب نے کہا ہے پس ضرور ہے کہ وہی
صحابہ مراد ہوں جو ہر وقت حضرت کے پاس حاضر باش رہتے تھے اور اکثر امور میں
دخل انداز ہوا کرتے تھے کہ حضرت اکثر اُنپر ناراض و غضبناک بھی ہوئے مگر
بوجہ خلق عظیم چنداں تعرض اُن سے نہ کیا کہ بمقتضائے شفقت عامہ روز
قیامت بھی فرماوینگے خدایا یہ تو میرے اصحاب تھے یہ انکی کیا حالت ہے
کہ کشاں کشاں جہنم کی طرف چلے جاتے ہیں نہ وہ لوگ جن کو کبھی حضوری
بھی حضرت کی نصیب نہ ہوتی تھی بلکہ گاہے گاہے بذریعۂ ایلچی گری کے
شرف زیارت سے آنحضرت کی مشرف ہوجاتے تھے اور وہ لوگ کافر ہوکر
مرے کیونکہ خود مولوی حیدر نے لکھا ہے کہ قیامت کے روز کافروں کا فرقہ
الگ ہوگا اور مومنوں کا فرقہ الگ پس کب ممکن ہے کہ وہ حضرت کافروں
کی شفاعت فرمادیں اور معاذ اللہ ایسا کذب صریح فرمائیں کہ یہ لوگ میرے
اصحاب تھے پس معلوم ہوا کہ یہ دار و گیر اُن لوگوں سے ہوگی جو بظاہر
حضرت کے روبرو پیش پیش رہا کرتے تھے کہ بہ سبب بدی اعمال کے
خدا کا اُن پر عذاب ہوگا اور حضرت رسولؐ انکی بظاہر شفاعت خواہ ہونگے
انتہا آنکہ خود رسولؐ نے اس حدیث کے مضمون کو بمقابلہ حضرت خلیفہ
اول صدیق اعظم اہلسنت ارشاد فرمایا جب اُنہوں نے کہا کیا ہم لوگ مثل
شہداء احد کے اصحاب آپ کے نہیں ہیں تو حضرت نے فرمایا اصحاب کیوں
نہیں ہو لیکن کیا معلوم تم لوگ ہمارے بعد کیا احداث کروگے جس پر خلیفہ
صاحب بہت روئے جیسا کہ جذب القلوب عبد الحق دہلوی و سو طائے امام مالک

و دیگر کتب اہلسنت میں موجود ہے پس اس حدیث و دیگر احادیث سے بخوبی
معلوم ہوا کہ مراد آنحضرتؐ اصحابی سے اس حدیث میں امثال خلیفہ اول ہیں
جنہوں نے بعد وفات سرور کائنات بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ میں جاکر انصار
رسول مختار سے کہ منکم امیر و منا امیر کہتے تھے کما فی صحیح البخاری لڑ جھگڑ کر خلافت
لی او برادر و داماد رسولؐ کے حق کو غصب کیا اور اسی جرم پر کہ بیعت ان کی نہ
کی بضعہ رسولؐ کے گھر جلانے کو آگ لکڑیاں لے گئے اور قسم کھایا کہ اگر نہ نکلوگے
تو گھر جلا دینگے اور دختر رسول کو ناراض کیا ہر چند و سپارہ فدک اپنے حق ہبہ
و حق میراث کو اُس بضعۂ رسولؐ نے پیش کیا مگر کسی طرح اُن لوگوں نے اُس
معصومہ کو کسی دعوی میں سچا نہ سمجھا جس پر وہ معصومہ مظلومہ ناراض رہیں اور
بد دعا فرماتی رہیں اور ان صحابہ نے کسی طرح اس حدیث کا بھی خیال نہ رکھا کہ
حضرتؐ نے فرمایا تھا فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد کفر
اور مدۃ العمر جناب امیر اُن لوگوں کو کاذب غادر خائن اثم جانتے رہے بقول
خلیفہ ثانی کما فی صحیح مسلم جسکی تفصیل بعد اس کے انشاء اللہ مذکور ہوگی پس بعد
ملاحظہ ان احادیث و ان حالات کے کسی عاقل کو شک بھی نہ ہوگا کہ مقصود اس
حدیث سے سوائے اُن لوگوں کے اور کوئی نہیں ہے یہ جواب اجمالی تھا اس
تقریر کا مجیب کے اب جواب تفصیلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ انشاء اللہ یقین
واثق و اعتقاد صادق حاصل ہوگا واللہ ولی التوفیق و بھدیہ ازمۃ التحقیق
اور قبل اس کے کہ ہم جواب تفصیلی کی طرف متوجہ ہوں بیان بعض طرق اس
حدیث کے ضرور ہیں وقد نقل بعضھا العلامۃ الدھلوی اعلی اللہ مقامہ

فی المجلد الرابع من النزهة الاثناعشریة فلنقتصر علیها از آنجمله
بخاری در صحیح خود روایت کرده ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
قال یرد علی یوم القیامة رهط من اصحابی فیجلؤن عن الحوض فاقول
یارب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا
علی ادبارهم القهقری نیز بخاری روایت کرده عن النبی صلی الله علیه
وسلم قال بینا انا قائم اذا زمرة حتی عرفتهم خرج من بینی وبینهم فقال
هلم فقلت این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک
علی ادبارهم القهقری ثم اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی
وبینهم قلت این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال ارتدوا بعدک
علی ادبارهم القهقری فلا اراه یخلص منهم الا مثل همل النعم نیز بخاری
در صحیح بخاری روایت کرده عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم انا فرطکم علی
الحوض ولیرفعن معی رجال منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یارب اصحابی
فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک نیز بخاری در صحیح بخاری روایت
کرده عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی
الحوض حتی اذا عرفتهم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری
ما احدثوا بعدک نیز بخاری در صحیح خود روایت کرده عن النبی صلی الله
علیه وآله وسلم قال انا فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب
لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم
قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش فقال هکذا سمعت من سهل

فقلت نعم فقال اشهد علی ابی سعید الخدری لسمعته وهو یزید فیها
فاقول انهم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً
سحقاً لمن غیره بعدی وقال ابن عباس سحقاً بعداً یقال سحیق بعید سحقه
واسحقه ابعده مسلم در صحیح خود روایت کرده عن ابن عباس قال قام فینا
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خطیبا بموعظة فقال یا ایها الناس انکم
محشورون الی الله حفاة عراة کما بدانا اول خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین
الا وان اول الخلائق یکسی یوم القیمة ابراهیم الا وانه سیجاء برجال من
امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لاتدری
ما احدثوا فاقول کما قال العبد الصالح کنت شهیدا ما دمت فیهم فلما
توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم الی قوله وان تغفر لهم فانک انت العزیز
الحکیم قال فیقال لی انهم لن یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم و
فی حدیث وکیع ومعاذ فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم
از عایشه روایت کرده که میفرمود سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
یقول وهو بین ظهرانی اصحابه انی علی الحوض انتظر من یرد منکم
فوالله لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای رب منی ومن امتی فیقال انک
لاتدری ما عملوا بعدک ما زالوا یرجعون علی اعقابهم نیز مسلم در صحیح
خود روایت کرده قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یرد علی امتی الحوض
وانا اذود الناس عنه کما یذود الرجل ابل الرجال عن ابله قالوا یا نبی الله
اتعرفنا قال نعم لکم سیماء لیست لاحد غیرکم تردون علی غراً محجلین من

آثار الوضوء وليصدن عن طائفة منكم فلا يصلون فاقول يا رب هؤلاء
من اصحابي فيجيء ملك فيقول وهل تدري ما احدثوا بعدك نیز مسلم از
انس بن مالک روایت کرده عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال ليردن على
الحوض رجال ممن صاحبني حتى اذا رأيتهم ودفعوا الي اختلجوا دوني
فلاقول اي رب اصحابي اصحابي فيقال لي انك لا تدري ما احدثوا بعدك نیز مسلم
وبخاری روایت کرده اند قال النبی صلعم انی علی الحوض حتی انظر من یرد علی
منكم وسيؤخذ ناس دوني فاقول يا رب ومن امتي فيقال هل شعرت ما عملوا
بعدك والله ما يرجعون على اعقابهم فكان ابن مليكة يقول اللهم انا نعوذ
بك ان نرجع على اعقابنا ونفتن على ديننا وقال ابو عبد الله على اعقابكم
ينكصون يرجعون على العقب مالک در موطا روایت کرده قال ان النبی
صلی الله علیه و آله وسلم لشهداء احد فقال هؤلاء اشهد عليهم فقال ابوبكر
السنا باخوانهم یا رسول الله صلعم اسلمنا كما اسلموا وجاهدنا كما جاهدوا فقال صلعم بلى ولكن لا
ادري ما تحدثون بعدي فبكى ابوبكر ثم بكى ثم قال وانا لكائنون بعدك یعنی
گذشت پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بشهدای احد پس فرمود اینها آن گروه اند که من گواهی
میدهم بر آنها یعنی به ثبات دین و قوت ایمان پس گفت ابوبکر آیا ما برادران اینها
نیستیم ای پیغمبر خدا صلی الله علیک وسلم اسلام آوردیم چنانچه آنها اسلام آوردند و
جهاد کردیم چنانچه آنها جهاد کردند پس فرمود آن حضرت صلی الله علیه و آله وسلم بلی لکن
من نمیدانم که بعد من چه خواهید کرد پس گریست ابوبکر و گریست پس گفت آیا
بدرستی که ما بعد تو باقی خواهیم بود - اور اس مضمون کی سیکڑوں حدیثیں صحاح وغیرہ

صحاح اہلسنت میں موجود ہیں اور چونکہ مطلب سبھوں کے قریب ہی قریب
اس وجہ سے بلحاظ اختصار ترجمہ سب کا نہ لکھا گیا اور ہر گاہ مطلب اس حدیث
شریف کا بالاجمال معلوم ہوا اور بعض طرق اس کے بھی مرقوم ہوئے تو اب جواب
تفصیلی استدلالات اہلسنت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے وان کان فی التفصیل
نوع من التطویل لکنہ لا یخلوا عن التحصیل وانما نستعین من اللہ الجلیل
وھو حسبی نعم المولی ونعم الکفیل **قولہ** اب غور کرنا چاہئے کہ برجال من
امتی کا لفظ فرمایا الی قولہ نہایت بعید ہے **اقول** بعون اللہ العلی الاکبر
امام المتکلمین سیدنا مولوی حیدر علی منتہی الکلام میں فرماتے ہیں اول آنکہ تصغیر را
بر تقلیل عدد حمل کردن بکدام وجہ است وجوابش آنکہ لفظ رجال در روایات
این حدیث آمدہ وفعال در جموع باستعمال قلت است پس تصغیر را بر تقلیل عدد
حمل کردند تا بالفظ رجال کہ در مفتتح حدیث واقع است مرتبط شود وایضاً لفظ رہط
کہ بخاری بروایت ابوہریرہ آوردہ بتحقیق صاحب قاموس وامثالش دلالت
بر قلت عدد میکند زیرا کہ او در بیان معنی این لفظ چنین فرمودہ قوم الرجل و
قبیلتہ من ثلثۃ او سبعۃ الی عشرۃ او مادون العشرۃ وما فیہم امرأۃ وہر چند بعضے
از شارحین صحیح بخاری اطلاقش بر کمتر از اربعین ہم تجویز نمودہ اند لیکن خالی از ضعف
نیست چنانچہ الفاظش بران شہادت میدہد کما لایخفی علی المحدثین ومؤید تضعیف
است آنچہ محدث جزری در نہایہ تحقیق آن نمودہ حیث قال والرہط من الرجال
مادون العشرۃ وقیل الی الاربعین ولا یکون فیہم امرأۃ وتنوین رجال
وآن را بصورت نکرہ وارد فرمودن نیز مشعر بر تقلیل وتحقیر است وعجب نیست

صفحہ ۱۴ منتہی الکلام

جواب تفصیلی

کہ جمیع طرق این حدیث را تتبع میکنی بقول بعضے از محدثین الفاظ دیگر نیز موید
این جمل بہم رسد انتہی **اقول** ہر چند اہلحق کو چنداں غرض تقلیل وتکثیر سے
نہیں ہے کہ اس امر میں زیادہ بحث کیجاوے کیونکہ مقصود اُن کا ابطال قضیۂ
کلیہ مقبولہ اہلسنت الصحابۃ کلہم عدول ہے وہ بہرحال حاصل ہے خواہ محمول
بر تقلیل ہو یا محمول بر تکثیر کیونکہ لا اقل بعض صحابہ کا مصدر احداث ہونا ثابت
ہوگا پس یہ بعض بھی ابطال قضیۂ کلیہ الصحابۃ کلہم عدول کے لئے کافی ہیں ہاں
اگر غرض مولوی صاحب تقلیل سے اشعار کرنا ہے اس حدیث کی طرف جو اہلحق
ص ٥٦٧ منتہی الکلام کے یہاں ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے منقول ہے اور مسلک ثانی میں مولوی صاحب
نے اشعار ہی کیا ہے کہ کہا در خاتمہ حدیث لفظ مرتدین صریح موجود است و این نص
است درین کہ این حدیث مثل احادیث آخر اعنی ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون
الا ثلثۃ بحق اہل رو وارد گردیدہ انتہی اور خود مجیب نے بھی اُس طرف
ف ابطال دعوی مولوی حیدر علی بتقلیل عدد صحابہ اشارہ کیا ہے بقولہ اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا مرتد ہونا سوائے پانچ
چھ شخص کے سمجھنا نہایت بعید ہے الخ تو بحولہ وقوتہ تعالے میں اس کو ثابت کرونگا
کہ ہرگز تقلیل پر حمل کرنا یہاں صحیح نہیں ہے اما اولاً پس اس لئے کہ خود مولوی
صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ رجال اس حدیث میں وارد ہے جو دلالت کرتا ہے
قلت پر یعنی اقل من العشرۃ پر اور بالیقین معلوم ہے کہ جن لوگوں کو یہ حضرات
مرتد بیان کرتے ہیں اور ان کو مصداق اس حدیث کا ٹھیراتے ہیں وہ لوگ ہرگز
دس سے کم نہ تھے پس اگر حدیث نبوی میں تقلیل مراد لیجائے تو عدم مطابقت
واقع لازم آتی ہے کیونکہ حضرت نے بقول مولوی صاحب خبر دی تھی کہ کم از دو

مرتد ہونگے اور واقع میں مرتدین اضعاف وہ سے ہوئے پس یا تکذیب رسول خدا
کو عیاذاً باللہ گوارا کریں وان کانوا مذعنین بہ با حمل بر تقلیل سے دست بردار ہوں
یا اُن مرتدین کے لئے کوئی دوسری حدیث لادیں اور اس حدیث کو اپنے عشرہ
مبشرہ کے اکثر افراد کے حق میں قرار دیں تا کہ مطابق افادات صاحب نہایہ و مجمع البحار
و شاہ عبد الحق دہلوی وغیرہ ہو جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ **ثانیاً** مسلمنا
کہ اس حدیث میں لفظ رجال مفید تقلیل ہے اور حمل رہط پر مافوق العشرہ بھی
ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث میں مثل حدیث صحیح بخاری کے جو لفظ زمرہ
وارد ہے اسکو کیونکر محمول بر تقلیل کرینگے کہ خود قاموس میں ہے الزمرۃ الفوج
والجماعۃ اور حدیث صحیح مسلم میں جسکو خود مولوی صاحب نے نقلاً عن النزیہ منتہی الکلام ص ۵۸۷
عن المشکوۃ نقل کیا ہے بلفظ اقوام وارد ہے جو جمع قوم ہے اور بتصریح صاحب
قاموس القوم جماعۃ اقوام جمع اُسکی ہے اور نیز مسلم میں بلفظ طائفہ وارد ہے
اور طائفہ کا اطلاق بتصریح قاموس ہزار تک ہوتا ہے کذلک ناس وغیرہ جو الفاظ
تکثیر ہیں پس یا قائل بہ تناقض احادیث مذکورہ ہوں یا جمعا بین الاحادیث
قائل بہ تکثیر ہوں لیطابق الواقع ایضاً **ثالثاً** یہ کہنا کہ عجب نیست الخ بھی غلط
ہے بلکہ معاملہ برعکس ہوا کہ تتبع سے تکثیر حاصل ہوتی ہے نہ تقلیل جیسا کہ سابقاً
بعض طرق احادیث منقول ہوئے جس میں ناس و زمرہ و اقوام و طائفہ وارد
ہے فصح قول الامام علیہ السلام ارتدت الصحابۃ کلھم اجمعون الخ **رابعاً** لفظ اصحابی
بھی اکثر طرق احادیث میں بلا تصغیر ہے چنانچہ فتح الباری میں ہے جیسا کہ
منتہی الکلام میں ہے قولہ فاقول یارب اصحابی فی روایۃ احمد و فی روایۃ احادیث منتہی الکلام ص ۵۹۵

الانبیاء باصیحابی بالتصغیر الخ یعنی ایک روایت میں احمد کی اصیحابی بالتصغیر
ہے پس ایک یا بعض کا حکم اکثر پر جاری کرنا بہر طور نازیبا ہے **خامسًا** اگر
مراد مرتدین سے کل مرتدین مقتولین بید الخلفا ہیں جیساکہ شاہ عبد العزیز
وغیرہ کا مسلک ہے تو باتفاق ارباب سیر و تواریخ وفن احادیث معلوم
ہے کہ وہ کہیں زیادہ دس سے بلکہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں سے تھے چنانچہ
خود مولوی صاحب تفسیر نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہ زمانۂ خلیفۂ اول
میں سات قبیلہ مرتد ہوئے اور ایک فرقہ عہد خلیفۂ دوم میں غسان قوم جبلہ
بن ایہم پس کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آٹھوں قبیلہ میں کل نو یا دس آدمی
تھے بلکہ حسب تصریح شاہ ولی اللہ وغیرہ معلوم ہوتا ہے کہ سوائے مسجد مکہ و مدینہ
و قریۂ جواثا کے سب لوگ مرتد ہو گئے تھے اور خود مولوی صاحب بھی اس
روایت کے ناقل ہیں پس اگر حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی
حدیث اصحابی میں انہیں مرتدین کو مراد لیا ہے تو سراسر عدم مطابقت واقع
لازم آتی ہے کہ حضرتؐ خبر دیتے ہیں کل نو دس آدمی مرتد ہونگے اور مرتد ہوئے
سیکڑوں بلکہ ہزاروں پس کسی طرح تطابق خبر اور واقع کی نہیں ہو سکتی ولا
یقول بہ احد فی حق الرسول **سابعًا** بنا بر اس کے قتال مرتدین میں خلیفہ
اول کو کوئی فضیلت بھی حاصل نہیں ہوتی ہے جس کے اثبات کے لئے شاہ
ولی اللہ نے کیا کچھ خاک اوڑائی ہے اور جز کی جز ازالۃ الخفا کے سیاہ کئے
اور مولوی صاحب نے بھی بدانست خود کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
کیونکہ نو دس آدمی کے قتل کرانے میں کونسی ایسی خوبی و لطافت ہے جو خلیفہ

صاحب کی اس درجہ فضیلت ثابت ہو سابعًا اگر مرتدین سے اصحاب کبائر ومنافقین وارباب بدعت واہوا الی یوم القیمۃ مراد ہوں جیسا کہ ابن التین سے خود مولوی صاحب نے نقل کیا ہے تو دائرہ تکثیر اور بھی وسیع ہوتا ہے اور شرف صحابیت کل منافقین روے زمین کو الیٰ یوم القیامۃ ملتا ہے ثامنًا اگر مرتدین سے بالتخصیص قوم مالک وغیرہ مراد ہوں جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں تو باوصف مخالفت صریحہ دیگر علماے کبار بلکہ خود شاہ صاحب استاد البریہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ جب تک مولوی صاحب قوم مالک کو کم از دہ منحصر نہ کریں یہ دعویٰ پیش نہیں ہو سکتا ہے جو ہر طرح خارج از امکان ہے جیسا کہ خود مولوی صاحب تعداد منکرین زکوۃ کو خارج از امکان بیان کرتے ہیں تاسعًا بنابر قاعدۂ مسلمہ بین الفریقین کہ الاحادیث یفسر بعضها بعضًا میں کہہ سکتا ہوں کہ حمل اس حدیث کا اقل من العشرۃ پر کسی طرح ممکن نہیں اس لئے کہ یہ ارتداد فتنہ تھا چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے بعد ازاں فتنہ بغایت ردت بلند شد ثم قال وان سرّ قول آں حضرتؐ بود دریں فتنۃ العصمۃ فیها السیف رواہ حذیفۃ اور حصول فتنۂ قلیل مردم سے خصوصًا اقل من العشرۃ سے جو قابل شمار بھی نہیں ہیں ناممکن ہے جیسا کہ شرح مشکوۃ میں شاہ عبد الحق[۱] دہلوی فرماتے ہیں عن حذیفۃ قال واللہ ما ادری انسی

---

[۱] مولوی حیدر علی ان کو محقق دہلوی کہتے ہیں اور بذریعۂ ان کی تصنیف کے بعض روایات صحیحین کو باطل ٹھیراتے ہیں کما فی منتہی الکلام ص ۲۹۹ واگر باین بیان باورت نیاید تفصیل بعضے ازاں باید شنید۔ شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ در کتاب ما ثبت بالسنہ از صحاح نقل کردہ الخ ۱۲ منہ

ص ۱۵۲ شرح مشکوۃ ج ۴ کتاب الفتن مطبوعہ بمبئی

اصحابی اہ تنا سوا گفت حذیفہ بخدا سوگند کہ در نمے یابم من کہ آیا فراموش کردند
یاران من و یا فراموش مے نمایند یعنی فراموش نہ کردہ اند ولیکن تکلف میکنند
وخود را فراموش کار مے نمایند واللہ ما ترک رسول اللہ بخدا سوگند نگذاشت
پیغمبر خدا من قائد فتنۃ ہیچ کشندۂ فتنہ را و پیدا کنندہ و برپا دارندہ آں را مثل
عالمے کہ احداث بدعت کند کہ سبب ضلالت گردد و مردم را بداں دعوت نماید
یا امرے کہ باعث بر محاربہ و مقاتلہ و قود کشیدن چار و اچنانچہ سوق رانہ ن ازبس
الی ان ینقضی الدنیا تا سپری شدن دنیا من معہ ثلث مائۃ فصاعدا صفت
قائد فتنہ این است کہ میرسید کسانیکہ باویند و تبعیت او میکنند عدد سی صد را او
زیادہ ازاں قد سماہ لنا باسمہ مگر بتحقیق ذکر کرد او را آنحضرت برائے ما بنام او
واسم ابیہ و قبیلتہ و نام پدر و نام قبیلہ مے و قید عدد سی صد ظاہر از برائے
آں کرد کہ اجماع ایں قدر از مردم باعث بر وجود مفسدہ و لحوق ضرر بیشتر میگردد
و اما اگر کمتر ازیں باشند اعتبار ندارند واللہ اعلم۔ جس سے معلوم ہوا کہ تین (۳۰۰) سے
آدمی سے اگر کم ہوں تو اُن کا اعتبار ہی نہیں ہے پس اگر وہ مرتدین دس یا
دس سے کم تھے تو اُنکا اعتبار کیا اور اُن سے مقاتلہ و محاربہ پر افتخار کیا بالجملہ
یہاں تقلیل مراد لینا کسی طرح درست نہیں ہے اور بفرض تسلیم منافی مقصود
اہل حق نہیں ہے بلکہ تخفیف مؤنث ہوتی ہے کہ بنا بر تکثیر اکثر صحابہ کا احداث
بیان کرنا ہوگا اور بنا بر تقلیل ثلثہ ہی پر جو اقل عدد جمع ہے اختصار ہوگا ع
زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست قولہ آگے چلکے آخر حدیث میں لفظ لن
یزالو مرتدین کا فرمایا یہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکور سے مرتدین

کمتر از سی صد گر باشند اعتبارے ندارد

کا فرمایا یہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکور سے مرتدین ہیں کہ موت
انکی کفر پر ہے الخ اقول بعون اللہ المعلی الاکبر جبتک کلام علماے اعلام
میں بخوبی غور نہ کرے اور اس بحر ذخار ناپیدا کنار کو بخوبی طے نہ کرے میدان
مناظرہ میں قدم نہ دھرے کہ بجز اظہار جہالت اور کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا
ارباب علم وکمال پر واضح ہو کہ جس حدیث کی مراد سمجھنے میں مجیب نے اس خفقان
کو صرف کیا ہے اس میں علماے اعلام و فضلاے فخام ان کے آجتک سرگردان
بیہ ضلالت ہیں کیونکہ بعد اختلاف شدید متقدمین اہلسنت نے مقصد اس
حدیث شریف کو چند فرقوں میں دائر کیا ہے اور محصل اُس کا جو منتہی الکلام
میں ہے یہ ہے کہ صاحب فتح الباری نے کہا کہ مراد حدیث سے وہ لوگ ہیں
جو زمانہ خلیفہ اول میں مرتد ہوئے اور اُن سے ابوبکر نے مقاتلہ کیا یہانتک کہ
وہ اسی حالت پر قتل ہوئے اور کفر پر مرے اور ابن تین نے کہا کہ ممکن ہے کہ
اس حدیث سے منافقین مراد ہوں یا وہ لوگ جو اصحاب کبائر و اصحاب
بدعت ہیں کہ موت اُنکی اسلام پر ہے اور بیضاوی نے کہا کہ مراد اس سے
وہ مرتدین نہیں ہیں جو اصل اسلام سے مرتد ہوئے بلکہ وہ لوگ جو استقامت
امور سے مرتد ہوئے اور اپنے اعمال صالحہ کو ساتھ اعمال سیئہ کے بدل دیا اُن
شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ مراد اس حدیث سے وہ لوگ
ہیں جنہوں نے حقوق اہلبیت نبیؐ میں تقصیر کی بالجملہ متقدمین محدثین کو اس حدیث
کے مراد دریافت کرنے میں اختلاف تھا مگر متکلمین بوجہ دار و گیر اہلحق کے اسپر
اتفاق کیا کہ مراد اس حدیث سے وہی مرتدین ہیں جنکی موت کفر پر ہوئی اور

بدست خلفا مقتول ہوئے تاکہ اپنے خلفا و صحابہ مخصوصین کو انطباق سے اس
حدیث کے نجات دیں چنانچہ فضل ابن روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل
میں اسپر دعوی اتفاق کیا ہے حیث قال قلزم من هذه المقدمات ان
هذا الحدیث وامثاله فی هذا الباب فی شان اهل الردة کما قاله
العلماء ثم قال قد وقع التصریح فی هذه الحدیث علی ما ذکرناه
ان المراد منهم ارباب الارتداد الذین ارتدو بعد رسول الله وقاتلهم
ابوبکر الصدیق انتهی یعنی یہ حدیث اور امثال اُسکی دربارۂ اہل ردہ وارد
ہے جیساکہ علماء نے بالاتفاق تصریح کی ہے کہ مراد اس سے وہ مرتدین ہیں
کہ جو بعد وفات رسول خداؐ مرتد ہوئے اور اُن سے ابوبکر نے مقاتلہ کیا اور اسی
مضمون کو شاہ صاحب نے بھی تحفہ میں لکھا ہے اور مختار فاضل معاصر مولوی
عبدالحی بھی یہی ہے جیساکہ اپنی تعلیق عجیب میں فرماتے ہیں وان ارید صحابہ
اللغویة بمعنی من صاحب النبی یکون الصفة المذکورة احترازا عن
الذین ارتدوا بعد الوصول الی الحق بعد موت النبی کما یدل علیہ ما
روی البخاری عن عبد الله بن مسعود قال رسول الله انا فرطکم الخ
مگر چونکہ اس تفسیر و تشریح میں مفاسد عدیدہ لازم آتے ہیں لہذا امام المتکلمین اہلسنت
مولوی حیدر علی نے علی الرغم اپنے استاد صاحب تحفہ کے مصداق اس حدیث
کا مالک بن نویرہ و امثالہ مانعین زکوٰۃ کو بالتخصیص قرار دیا مع الاقرار بانہ حملاً
للاحداث بانکار الزکوة وان کان ماولا فی عدمہ ایتائہ چنانچہ منتہی الکلام
میں فرماتے ہیں دوم آنکہ باعث عدول این بزرگان از معنی حقیقی ارتداد کہ برگردیدن

ازاصل دین اسلام است بسوے تبدیل اخلاق حسنه بسیئه وتغییر رسوخ تنزل
یعنی رِدتیکه عین کفر نباشد چیست وجوابش آنکه باعث عدول چند دلیل است
دریں مقام بر دو دلیل اکتفا ورزم یکے آنکه درکتاب مجید پروردگار عالم وخطاب
پیغمبر بافخر بنی آدم برجاے خود بآیات قاطعه وبینات ساطعه تقرر یافته که خاشاک
ظلمات غم واندوه بشامت اعمال فاسده وعقائد زائغه بروجوه کفار نگونسار خواهد
ریخت بلکه آں گروه شقاوت پژوه را در روز قیامت برعکس اہل ایمان درسوادِ وجهه
خواهد انگیخت تا هر یکے در محشر از مؤمنین وکافرین باهم گر ممتاز گردد وپردهٔ ناموس کفار
روبروے تمام خلق اولین وآخرین دریده شود بالجمله بهر صورت ثابت شد که ایں هر دو
گروه مؤمنین وکفار نزد هر کس ممتاز خواهند بود والتباس یکے به دیگرے در قیامت
باقی نخواهد ماند اما احادیث که ازاں اثبات ایں مدعا بکار آید در کتب فریقین باستفاضه
وشهرت رسیده وایں هم از نیرین کتاب وسنت تافته که شفاعت در حق کفار خصوصًا
وقتیکه کفر وشرک اینها بر همه کس از اہل محشر نمایاں باشد حظے از جوار نیافته لاجرم حمل
رِدت واحداث بر تبدیل وتاخیر از حقوق بحکم دقیق نظر ضرور افتاد۔ دوم آنکه در
روایت ابوسعید خود موجود است که جناب خاتم النبیین چوں خواهند دید که ملائکه آنها را
بشفاعت من نمیگذارند وبراے تعذیب همه را بسوئے دوزخ میکشند خواهند فرمود که
سحقا سحقا لمن غیر بعدی لهذا بر تغییر وتبدیل محمول شد هر چند رجوع از اصل
دین یکے از افراد تغییر وتبدیل باشد لیکن چوں در نفس حدیث موجود هست فلا
اراه یخلص منهم الا مثل همل النعم کما سیجیئ انشاء الله تعالیٰ یعنی به شفاعت
ازاں دار وگیر نجات نخواهند یافت بلکه قلیل ارتداد را بر بعضے از شقوق وتاخیر از بعضے

حقوق فرود آوردہ اند فان الحدیث یفسر بعضہا بعضًا و بدیہی ہست کہ اگر
بر رجوع از اصل دین واختیار مذہب کفار و مشرکین محمول مے نمودند خلاص بعضے
از انہا ولو کان اقل قلیل از محالات و مستعدات مے بود زیرا کہ نجات کفار نگونسار
از عذاب دائمی نزد متکلمین فریقین مخالف نصوص قرآنی واحادیث رسول ربانی
است فکیف کہ بے تعذیب رہا شوند و در جہنم نروند وہو ظاہر پس معلوم شد آں
جماعت بردت حقیقی متصف نبودہ اند گو بار تکاب کبائر مستحق جہنم باشند اما حمل
حدیث بر فساق و کفار جمیعًا پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود و لیکن بعضے
از الفاظ مساعدت نمیکند چنانچہ مفصل جوابش خواہی دانست انشاء اللہ و حضرت
مؤلف نیز از حمل ردت بر اختیار کفر بعد الاسلام نکیر شدید خواہد کرد انتہی مختصرًا
اقول ولنعم ما قیل ؎ آنچہ دانا کند کند ناداں ۔ لیک بعد از خرابئ بسیار +
یہ کل تقریر موافق مذہب منصور اہلحق ہے کہ مراد اس حدیث سے مرتدین حقیقی نہیں
ہیں جنکی موت کفر پر ہوئی بلکہ صحابۂ معروفین کے بعض یا اکثر افراد مراد ہیں۔
لیکن معلوم نہیں کہ اہلسنت کو کیا داعی ہوتا ہے کہ اس حدیث کو خواہی نخواہی
اُنہیں اہل ردہ پر محمول کرتے ہیں جنکو مات علی الکفر مقتول بید خلفا جانتے
ہیں جیسا کہ اوستاد ابرویہ ان کے صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں بذیل آیہ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ
عَنْ دِیْنِہٖ کہتے ہیں و مقاتلہ مرتدین بالاجماع از خلیفۂ اول و اتباع او واقع شد
زیرا کہ در آخر عہد پیغمبر سہ فرقہ مرتد شدند اول بنو مدلج قوم اسود عبسی ذوالخمار
کہ در یمن دعوائے نبوت کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد۔ دوم بنو حنیفہ اصحاب
مسیلمۂ کذاب کہ در ایام خلافت خلیفۂ اول بدست وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد

ف تحقیق یہی ہے کہ من مات علی الکفر مرتدین حقیقی اس حدیث سے مراد نہیں ہیں

ص ۲۹۰

سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد متنبی کہ حضرت پیغمبر خالد را برو فرستاد و او از دست
خالد گریختہ بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد و در زمان خلیفۂ اول ہفت
گروہ مرتد شدند۔ اول بنو فزارہ قوم عیینہ بن حصین دوم غطفان قوم قرۃ
بن سلمہ۔ سوم بنو سلیم قوم ابن عبد یالیل چہارم بنو یربوع قوم مالک بن نویرہ
پنجم بعضے بنو تمیم قوم سجاع بنت المنذر متنبیہ زوجہ مسیلمہ کذاب ششم بنو
کندہ قوم اشعث بن قیس کندی۔ ہفتم بنو بکر در بحرین و یک فرقہ در زمان خلیفۂ
ثانی نیز مرتد شدند بہ نصاریٰ ملحق شدند و ہر یک از فرقہ ہائے مذکورہ را خلیفۂ
اول از بیخ و بن بر کند و در اسلام آورد چنانچہ مورخین برایں امر اجماع دارند
و حضرت امیر را قتال مرتدین گاہے اتفاق نیفتادہ بلکہ خود فرمودہ است کہ
ابتلیت بقتال اہل القبلۃ کما رواہ الامامیۃ فی کتبہم و اگر امامیہ آنہا را نیز مرتد
نامند گوئیم در عرف قدیم و جدید مرتد منکر اصل دین را گویند و اگر بتاویل باطل
جزئی را از عقائد اسلام منکر شوند آں را منکر نامیدن در عرف جاری نیست
و حمل معانی بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت است نہ بر معانی اصطلاحیہ قوم دون
قومے و ہذا لفظ عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین و اصل
آنرا باشد نہ یک مسئلہ را از مسائل آں و مانعین زکوۃ را کہ در عہد خلیفۂ اول مرتد
نامیدند بجہت آن است کہ آنہا منکر وجوب زکوۃ بودند و ہر کہ منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کردہ باشد انتہی بقدر الحاجت اور یہ جواب اسی
حدیث اصحابی کے افادہ فرماتے ہیں جواب ازیں طعن آنکہ ایں حدیث صریح
ناطق است کہ مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر شدہ

ہیچکس از اہل سنت الجماعت را صحابی نمیگویند و معتقد خوبی و بزرگی آنہانمیشود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آں حضرتؐ مشرف شدہ بودند بایں بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اہلسنت در آں صحابہ است کہ بایمان و عمل صالح ازیں جہان درگذشتند وباہم بجہت اختلاف آرا مناقشات و مشاجرات نمودہ بودند و طرفین ہمدیگر را تکفیر و تبدیع نمودند و شہادت بایمان دادند و در حال ایں قسم اشخاص اگر روایتے موجود داشتہ باشند بیارند قصۂ مرتدین مجمع علیہ فریقین ہست حرف و رخالفان ایں فریق است انتہی اس عبارت سے کئی فائدے حاصل ہوئے جو ہر طرح تحقیقات مولوی صاحب کو خاک سیاہ کر دیتے ہیں۔ پہلے یہ کہ جملہ مرتدین گیارہ قبیلے تھے تین عہد رسولؐ میں سات قبیلے عہد ابوبکر میں اور عہد خلیفۂ دوم میں ایک قبیلہ کہ مجموع اُن کے گیارہ تھے پس اگر قبیلے کو بفرض محال واحد فرض کریں جب بھی تقلیل حاصل نہیں ہوتی جو مفاد حمل رجال بر اقل من العشرۃ ہے جیسا کہ مولوی صاحب کا دعویٰ ہے۔ دوسرے یہ کہ ظاہر کلام ہے ان گیارہوں قبیلوں کا ارتداد فی نفس الامر یکساں معلوم ہوتا ہے گو وجوہ اُس کے مختلف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک کا حکم دوسرے پر جاری کرتے ہیں چنانچہ علاوہ تین فرقہ سابقہ کے قوم سجاح بنت منذر متنبیہ اور غطفان کی ارتداد کو جو بوجہ نصرانیت و دعویٰ نبوت کاذبہ تھا شاہ صاحب نے سب کو ایک حکم میں ڈالا اور کسی کو حتی کہ مانعین زکوۃ کو بھی مختلف عن الواجبات نہ کہا جیسا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں طرفہ یہ ہے کہ مولوی صاحب بھی خود ان دونو قبیلوں کو جو یقینی مرتد تھے مانعین زکوۃ کے

[illegible] شاہ عبدالعزیز

ہم پلہ بتاتے ہیں جو مرتد واقعی نہ تھے بلکہ مختلف عن الواجبات تھے جنکو مورد حدیث اصیحابی بناتے ہیں جیساکہ تفسیر نیشاپوری سے جو نقل فرماتے ہیں اُس سے ظاہر ہے۔ تیسرے یہ کہ مالک بن نویرہ حقیقۃً مثل سب مرتدین کے مرتد تھا نہ مختلف عن الواجبات سے بس یہ سارا دمدمہ مولوی صاحب کا مالک کے بارے میں ہوا ہوگا کیونکہ مولوی صاحب اسی تخلف عن الواجبات کی بنیاد پر مالک کو مورد حدیث اصیحابی بناتے تھے اور تقریر شاہ صاحب سے وہ مرتد حقیقی قرار پایا تو مورد حدیث اصیحابی نہ ہوا کیونکہ کفار ومشرکین ومرتدین اُس کے مورد نہیں ہوسکتے بنابر تحقیق خود مولوی صاحب اور مولوی صاحب کے بیان سے وہ صرف مانع زکوٰۃ تھا نہ مرتد حقیقی اگرچہ بوجہ انکار ضروری دین ہو پس شاہ صاحب کا دعویٰ ارتداد مالک بھی غلط ہوا وہو مطلوب فخرج من خرج وولج من ولج۔ چوتھے یہ کہ خلیفۂ اول ان سے مقاتلہ کرکے ان کو اسلام میں لائے جس سے معلوم ہوا کہ وہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے تھے۔ پانچویں یہ کہ جناب امیر علیہ السلام مبتلا بقتال اہل قبلہ ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ مقاتلین ابوبکر اہل قبلہ نہ تھے۔ چھٹے یہ کہ عرف قدیم وجدید میں مرتد منکر اصل دین کو کہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ یعنی مرتدین مذکورین منکر اصل اسلام تھے۔ ساتویں اگر بتاویل باطل کسی چیز کا عقائد اسلام سے کوئی منکر ہو تو وہ مرتد نہیں ہے۔ آٹھویں عن دینکم صریح ہے کہ وہ لوگ یعنی کل مرتدین خواہ وہ مرتد حقیقی ہوں یا مانعین زکوٰۃ سے ہوں سب کے سب اصل دین کے منکر تھے۔ نویں یہ کہ عہد خلیفۂ اول میں جو لوگ مرتد ہوئے

بوجہ انکار زکوٰۃ کے وہ بھی حقیقۃً مرتد تھے کیونکہ منکر ضروریاتِ دین گویا
منکر اصل دین ہے پس وہ بھی مرتد حقیقی تھے نہ متخلف عن الواجبات وغیرہ
جیساکہ مولوی صاحب کہتے ہیں اور اسی وجہ سے مصداق حدیث بناتے ہیں
مگر افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے اس جملہ سے خلیفۂ دوم وخلیفۂ اول و دیگر صحابہ
کی جہالت کو ثابت کردیا کہ اُن کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ منکر ضروری دین کافر
ہوتا ہے جو قتل مالک کو سب ناجائز تصور کرتے تھے اور بالخصوص خلیفۂ دوم
کو ایسا اصرار تھا کہ خلیفۂ اول کو مجبور کیا کہ خالد قاتل مالک مسلم کو قتل کریں یا
رجم کریں یا معزول کریں یہانتک کہ آخر مالک کی دیت بیت المال میں سے دلوائی
اب ضرور ہے کہ شاہ صاحب بغرض براءت ذمگی شیخین وصحابہ عار جہالت
سے اس کے قائل ہوں کہ اُس زمانے میں ضروری دین منقیح نہ ہوا تھا تو دوسرا
فساد لازم آتا ہے کما سیجئی۔ دسویں یہ کہ وہ لوگ جو بدولت خلیفۂ اول قتل
ہوئے خواہ بوجہ انکار زکوٰۃ کے مرتد ہوئے یا اصل اسلام سے وہ سب کفر پر مرے
اور یہ امر یعنی کفر اُن مرتدین کا مسئلہ اجماعی ہے بین الفریقین اور ابن روزبہان
بھی مدعی اجماع ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی بڑی شرح وبسط سے ازالۃ الخفا
میں اُن کے مرتد وکافر ہونے کو ثابت کیا ہے اور قاضی عبدالجبار معتزلی صاحب
مغنی نے بھی اُن کو کافر کہا ہے۔ گیارھویں یہ کہ مورد حدیث اصیحابی مذکور اکثر
بنی حنیفہ وبنی تمیم ہیں جو لوگ بنابر تحقیقات تمامی اہلسنت یقینی مرتد عن الدین
اور کافر تھے چنانچہ ابھی قول شاہ صاحب مذکور ہوا۔ دوم بنو حنیفہ اصحاب
مسیلمۂ کذاب۔ پنجم بعضے بنی تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیہ زوجۂ مسیلمۂ کذاب

اور مولوی حیدر علی نے بھی بڑی شرح و بسط سے ارتداد مسیلمہ کو ثابت کیا ہے
اور اسی وجہ سے مورد حدیث حوض ہونے سے خارج کیا ہے۔ بارھویں اکثر
کہنا ان لوگوں کا مبطل دعوائے تقلیل مولوی صاحب ہے کہ وہ مدعی قلت
بلکہ اقل ہیں بغرض مطابقت مفتح حدیث تیرھویں باب بلا مبتلا گشتہ
کہنا شاہجی کا مشعر حصر ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہی دو فرقہ یعنی بنو حنیفہ و
بنو تمیم مصداق اس حدیث اصحابی کے ہیں جو دونو یقینی کافر اور مرتد
حقیقی تھے نہ غیر انکا جیسا کہ مولوی صاحب نے مالک بن نویرہ کو بالخصوص
مورد اس حدیث اصحابی کا قرار دیا ہے بالجملہ اس تحریر سے شاہ صاحب
کی معلوم ہوا کہ وہ لوگ حقیقۃً مرتد تھے خواہ بوجہ اعتقاد نبوت مدعیان
نبوت ہو خواہ بوجہ نصرانیت خواہ بوجہ انکار ضروری دین کیونکہ منکر اصل
دین کو مرتد کہتے ہیں اور عرف قدیم اور جدید میں اطلاق مرتدین کا ایسے
ہی لوگوں پر ہے پس معلوم ہوا کہ وہ سب مرتدین حقیقی تھے اور موت انکی
کفر پر ہوئی اور ہر گاہ وہ لوگ مرتد حقیقی اور کافر تھے تو بنا بر تحقیق و تدقیق
مولوی صاحب وہ لوگ مورد حدیث اصحابی نہیں ہو سکتے کیونکہ ابھی مولوی صاحب
نے بادلہ عقلیہ و آیات قاطعہ و بینات ساطعہ ثابت کیا ہے کہ کفار و مرتدین مورد
حدیث حوض نہیں ہو سکتے والا مفاسد عدیدہ لازم آتے ہیں اور شاہ صاحب
کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو حنیفہ و بنو تمیم جو مرتد حقیقی ہوئے وہی لوگ
مورد اس حدیث کے ہیں نہ مالک بن نویرہ پس الحمد للہ کہ انہیں استاد و شاگرد
کی تحقیقات رشیقہ و تدقیقات دقیقہ سے اُن مرتدین مانعین زکوۃ کا عموماً اور

تحقیقات مولوی حیدر علی [illegible] مانعین زکوۃ حدیث حوض [illegible]

مالک بن نویرہ کا خصوصاً مورد حدیث حوض ہونا باطل قرار پایا اور کرمانی و عسقلانی
کی تحقیقات جسپر مولوی صاحب کو بڑا ناز تھا خاک سیاہ ہوگئے لیکن بنا بر تحقیق
مولوی صاحب پس مثل آفتاب تاباں نمایاں ہے کہ وہ مورد حدیث حوض
مسلمین مقصرین فی بعض الواجبات کو قرار دیتے ہیں جس سے یہ مرتدین و
مانعین زکوۃ بوجہ کفر خارج ہیں لیکن بنا بر تحقیق شاہ صاحب پس اس لئے
کہ اگرچہ اُنھوں نے مورد حدیث حوض ان مرتدین کافرین کو قرار دیا ہے مگر اُن
کے شاگرد رشید بلکہ ارشد نے دو دلیلوں سے جو آیات قاطعہ و بینات ساطعہ سے
ہیں مرتدین کافرین کا مورد حدیث حوض ہونا باطل کیا ہے پس تقریر شاہ صاحب
بھی کہ مورد حدیث وہی مرتدین ہیں باطل ہوئی چنانچہ شکل اول سے نتیجہ نمایاں
ہے بایں طور کہ مانعین زکوۃ مرتد حقیقی تھے اور جو مرتد حقیقی ہے وہ مورد حدیث
حوض نہیں ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ مانعین زکوۃ مورد حدیث حوض نہیں ہیں
لیکن صحت صغریٰ پس بنا بر تحقیق شاہ صاحب ہے اور صحت کبرےٰ بنا بر تحقیق
مولوی صاحب یعنی مولوی حیدر علی پس الحمد للہ کہ انھیں دونو استاد و شاگرد
کی تحقیقات سے بطلان اُنکی اسلاف کے دعاوی کاذبہ کا ظاہر ہوا و کفی اللہ
المؤمنین القتال بہرکیف اب بقیہ عبارات مولوی صاحب جو بعد عبارت سابقہ
فرمایا ہے ملاحظہ کرنا چاہئے کہ وہ مضمون بلاغت مشحون بھی قابل تماشا اولی الالباب
ہے حیث قال النون باستماع خلاصہ معنی عبارت فاضل کرمانی کہ بجوامع الکلم تعبیر و
تقریر فرمودہ متوجہ باید شد کہ تصغیر لفظ اصحاب باصیحاب برائے قلت عدد
آنہا ست و خواص و حواریین سلطان سریر ختم رسالت کہ ملازمین آں جناب ع

عارفین حقوق انعالی قباب بودند وہزاران مدائح ومناقب آنہا بعد نزول وحی و
کشف حقائق بر زبان صدق ترجمان سید کافہ خلایق گذشتہ مراد نیستند زیرا کہ
ازین بزرگان بعنایت الہی تاخیر از حقوق وتبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ ہم بظہور[1]
نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید دین واسلام نمودند واساس کفر ونفاق را بانہدام
رسانیدند واد عدالت وانصاف دادند ودر صدد قلع ارکان جور واعتساف
باوجود کمال زہد وتقویٰ وخوف وخشیت خدا افتادند پس مصدر این تبدیل وتغییر
وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے در دین وحظے کامل در
اسلام حاصل نہ کردہ بودند وبمجرد استماع خبر وفات سید کائنات از دادن زکوۃ
واخذ صدقات دست کشیدند بلکہ بظلمت باطنی وعدم رسوخ دینی بمکر وحیلہ
یعنی از عذار کہ بدتر از گناہ بود پیش آوردند واز فرضیتش بعد حیات نبوی منکر
شدند وحق تلفی عباد وتاخیر از حقوق ذمۂ ایشان لازم افتاد بالجملہ از تبدیل و
تحول شان کہ اسلام را بوجہ بصیرت قبول نہ کردہ بودند وبعد از وفات سرور عالم

[1] شاہ صاحب حاشیہ تحفہ میں بذیل جواب طعن ہدایہ روایت لکھتے ہیں عن حذیفۃ بن الیمان
قال قال رسول اللہ یکون لاصحابی من بعدی زلہ یغفرہا اللہ لہم بسابقتہم معی الخ یعنی فرمایا حضرت نے
ہمارے اصحاب سے بعد میری زلات یعنی لغزشیں ہونگی کہ خدا اُس کو بخشدیگا بسبب سابقہ اُن لوگوں کے
ہمراہی میرے الخ جس سے اثبات زلات واسطے صحابہ کے بعد آں حضرت کے ظاہر ہے اگرچہ بادعاے مغفرت ہو
مگر مولوی صاحب تاخیر از حقوق وتبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ کے بھی منکر ہیں کہ صحابہ سے اتنا بھی
سرزد نہ ہوا اس درجہ کی عصمت ثابت کرتے ہیں حالانکہ انبیا کے لئے بھی زلات کے بلکہ
کبائر کے قائل ہیں مگر صحابہ کے لئے اُتنا بھی روا نہیں رکھتے ۱۲ منہ عفی عنہ

علم لعنت و عناد برافراشتند قدحے در صحابۂ کبار سید ابرار لازم نمے آید و الحمد للہ
رب العالمین اینست مقصود فاضل متبحر چنانچہ لفظ خواص اصحاب و جفاۃ
اعراب بریں ہر دو امر شاہد عدل است انتہی **اقول** اولاً وہ عبارت فاضل
کرمانی جس کی شرح مولوی صاحب نے بیان کی ہے بنا بر نقل مولوی صاحب
یہ ہے کما قال اقول اکنون عبارت نسخۂ شرح کرمانی کہ توصیفش بار بار بر
زبان خامہ رفتہ و از عنایات مجددہ سبحانی نزد فقیر ورود یافتہ باید شنید تا
اطمینان تام حاصل و اختلاج قلوب خاص و عام مستاصل شود محدث کرمانی
مے فرماید فی کتاب الانبیاء فی باب ابراھیم الخطابی اصیحابی تصغیر
الاصحاب و ھو تقلیل عددھم و لم یرد بہ خواص اصحابہ الذین لزموہ
و عرفوا الصحبۃ فقد صانھم اللہ و عصمھم من التبدیل و لا من الارتداد
الرجوع عن الدین انما ھو التاخر عن بعض الحقوق و التقصیر فیہ و لم
یرتد احد من اصحابہ و الحمد للہ و انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
من المولفۃ قلوبھم ممن لا بصیرۃ لھم فی الدین و ذلک لا یوجب قدحاً
فی الصحابۃ المشہورین رضوان اللہ علیہم اجمعین خلاصہ مطلب یہ ہے
کہ اصیحابی تصغیر اصحاب ہے واسطے قلت عدد کے اور خواص اصحاب نہیں
مراد ہیں کیونکہ وہ محفوظ ہیں تبدیل سے اور ارتداد ہی مرتد عن الدین ہونا
نہیں مراد ہے بلکہ تاخیر و تقصیر کیونکہ مرتد نہیں ہوئے مگر جفاۃ اعراب جن کو
بصیرت نہیں حاصل ہوئی تھی اور صحابہ مشہور سے الحمد للہ کوئی مرتد نہیں
ہوا ہے پس قبل از اظہار اختلال کلام مولوی صاحب کہ شرح اس متن

کی ہے وجوہ اختلال کلام کرمانی کو بغور ملاحظہ کرنا چاہئے پہلے[۱] یہ کہ تصغیر کا حال
قبل اس کے معلوم ہوا کہ کسی طرح درست نہیں ہے دوسرے[۲] یہ کہنا کہ خواص
اصحاب مراد نہیں ہیں غلط ہے جیسا کہ مابعد معلوم ہوگا۔ تیسرے[۳] یہ کہنا کہ کوئی
اصحاب سے آں حضرت کے مرتد نہیں ہوا محض غلط ہے کیونکہ علاوہ جفاۃ اعراب
کے جن کے ارتداد پر اسی حدیث کو حمل کرتے ہیں اور اُنکو مورد حدیث اصحابی
بیان کرتے ہیں جو بنا بر تحقیق شاہ صاحب نزد اہلسنت اصحاب بھی نہیں تھے
کئی ایک صحابی یقینی مرتد ہوگئے بلکہ اگر جفاۃ اعراب بعض واجبات کے مقصر
ہوئے تھے تو یہ صحابہ شرعی مرتد کافر ہوئے اور اصل اسلام سے دست بردار
ہوئے۔ چنانچہ نزہۃ النظر[عہ] فی توضیح نخبۃ الفکر میں علامہ[۵] ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں
فی تعریف الاصحاب وقولی مات علی الاسلام فصل ثالث یخرج من ارتد
بعد ان لقیہ مومنًا ومات علی الردۃ کعبید اللہ بن جحش و ابن خطل وقولی ولو
تخللت ردۃ ای بین لقیہ لہ مومنًا بہ وبین موتہ علی الاسلام فان اسم

عہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مطبوعہ دہلی

[۵] ہرچند توثیق ابن حجر عسقلانی محتاج بیان نہیں ہے مگر بنظر مزید تسکین بیان کیا جاتا ہے کہ
مولوی عبد الحی صاحب لکھنؤ فرنگی محل سعی مشکور صہ۸۷ مطبوعہ چشمۂ فیض میں فرماتے ہیں جواز شد رحال
مذہب ایک جماعت عظیمہ محدثین وفقہائے دین متین کا ہے جیسے شیخ الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی اور
حافظ زین الدین العراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی الخ اور صفحہ ۹۳ میں ہے جیسا کہ فاضل
اکرم امعان النظر بشرح نخبۃ الفکر میں کہتے ہیں الخ جس سے توثیق نخبہ ظاہر ہے اور
فاضل رشید شوکت عمریہ صہ۸۳ ورق قلمی میں فرماتے ہیں شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی
صاحب فتح الباری نزد اہلسنت از عظمائے فن اخبار و قولش نزد ایشان مقرون باعتبار ۱۲ عفی عنہ

للصحبة باق له سواء رجع الی الاسلام فی حیوته اما بعده رسواء لقیه ثانیاً ام لا و قولی علی الاصح اشارة الی الخلاف فی المسألة ویدل علی رجحان الاول قصة الاشعث بن قیس فانه کان ممن ارتد واتی به الی ابی بکر الصدیق اسیرا فعاد الی الاسلام فقبل منه ذلك و زوجه اخته ولم یتخلف احد عن ذکره فی الصحابة ولا عن تخراج احادیثه فی المسانید وغیرها انتهی یعنی تعریف اصحاب میں موت پر اسلام کی قید اس غرض سے ہے کہ جو لوگ بعد ملاقات آں حضرت کے مرتد ہوئے وہ نکل جائیں مثلاً عبد اللہ بن جحش اور ابن خطل کے اور اضافہ لو تخللت ردہ یعنی اگرچہ مرتد ہوا ہو بعد اس کے اسلام لاوے اور اسلام ہی پر مرے خواہ بعد وفات آں حضرت اسلام لاوے اور ملاقات کرے یا نہ کرے اس غرض سے ہے کہ تا مثل اشعث بن قیس داخل ہو کیونکہ وہ مرتد ہوا اور خلیفۂ اول کے سامنے گرفتار ہو کر آیا ابوبکر نے اُس کا اسلام قبول کیا اور اپنی بہن کا اُس سے نکاح کر دیا چنانچہ اسی وجہ سے کل علماء نے اُس کو صحابہ میں لکھا ہے اور سب نے اُس سے احادیث نقل کئے انتہی اور اس کے حاشیہ پر شاگرد رشید اُن کے تحریر کرتے ہیں قال المص وکذ من روی عنه ثم مات مرتدا بعد مرتدا بعد وفاته کربیعه بن امیه بن خلف فانه لقیه مومناً وروی عنه واستمر الی خلافة عمر فارتد ومات علی الردة انتهی قال السخاوی وما وقع لاحمد فی مسنده من ذکر حدیث ربیعه بن امیه بن خلف الجمحی وهو ممن اسلم فی الفتح وشهد مع النبی حجة الوداع وحدث عنه بعد موته ثم لحقه الخذلان فلحق فی خلافة عمر بالروم وتنصر بسبب شیٔ اغضبه یمکن التو جیه

بعدم الوقوف علی قصبۃ ارتداده شرح الشرح یعنی اسی طرح وہ شخص
جس نے روایت کیا آنحضرتؐ سے اور بعد وفات آں حضرتؐ مرتد ہوا اور
اُسی حالت پر وہ مرا مثل ربیعہ بن امیہ کے کہ حضرت سے ملاقات کی حالت
ایمان میں اور تا خلافت عمر اسلام پر رہا بعد اس کے مرتد ہوا اور اُسی حالت
میں مرا کہا سخاوی نے کہ احمد بن حنبل نے ربیعہ بن امیہ سے روایت کیا ہے
جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوا اور رسولؐ خدا کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک
رہا اور حضرت سے حدیث بھی روایت کی بعد وفات آنحضرتؐ کے بعد اُس کے
خلافت عمر میں مرتد ہوا اور نصرانی ہو گیا پس شاید وجہ روایت امام احمدؒ
ہے کہ وہ اس کے ارتداد سے واقف نہ تھے انتہی پس حسب تصریح ان لوگوں
کے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن جحش اور ابن خطل اور اشعث بن قیس اور ربیعہ
بن امیہ جو ملازمین رکاب سعادت انتساب سے تھے نہ جفاۃ اعراب سے اور
سب نے بالاتفاق اُنکو فرد اصحاب میں ذکر کیا ہے اور احمد بن حنبل سے امام
اجل نے اُن سے روایت کیا ہے یقینی مرتد و کافر ہوئے پھر یہ کہنا کہ کوئی صحابی
رسول مرتد نہ ہوا کیونکہ صحیح ہوگا اور کتاب زین الفتی میں ہے فاما اول من
تنصر فی الاسلام فانہ الحارث بن سنان یعنی پہلا شخص جو اسلام سے مرتد
ہو کر نصرانی ہوا وہ حارث بن سنان انصاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ پانچ
صحابی مرتد یقینی ہوئے اور دو نصرانی ہوئے اگر جفاۃ اعراب مرتد ہوئے تھے
تو انہوں نے فقط ادائے زکوۃ کا بدست خلیفہ انکار تھا نہ یہ کہ اصل اسلام سے
مرتد ہوئے بخلاف ان صحابہ کے جن سے روایتیں موجود ہیں اور امام حنبل

چار اصحابی ملازمین حضرتؐ جن سے اہل سنت روایت کرتے ہیں مرتد و کافر ہوئے

حارث بن سنان انصاری صحابی نصرانی ہوا

اُن سے حدیث نقل کرتے ہیں وہ لوگ اصل اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہو گئے پس اب بغیر اس کے ان کو کوئی چارہ نہیں ہے کہ لفظ اصحاب کو مخصوص کر دیں ساتھ خلفائے ثلثہ کے جیسا کہ اصلی مقصود انکا یہی ہے اور بظاہر بغرض فریب دہی عوام عموماً صحابہ کی بزرگی کے قائل ہیں جیسا کہ صاحب رجوم الشیاطین نے اسکی تصریح بھی کی ہے اور تعبیہ کلام کا اختلال نظام شرح صاحب منتہی الکلام سے معلوم ہوگا کہ بنا بر تصریح عینی وغیرہ ممن لابصیرۃ لھم فی الدین کے خود خلیفہ ثانی باآں ہمہ دانی شریک اعظم بلکہ جزء اعظم بلکہ بے بصیرت مجسم قرار پاتے ہیں کما سیجیٔ اور ہر گاہ اختلال کلام کرمانی معلوم ہوا پس مولوی صاحب کا حال بھی قابل لحاظ ولائق خیال ہے لیکن یہ کہنا مولوی صاحب کا خواص و حوارئین سلطان سریر ختم رسالت مراد نہیں ہیں پس مراد اس سے آیا وہ اصحاب کرام ہیں جو باتفاق تمامی فرق اسلامی ان اوصاف حمیدہ کے ساتھ موصوف تھے یا وہ صحابہ مراد ہیں کہ ہنوز اسلام اُنکا ہیں نزاع فریقین ہے کہ مآل کار اس کا بجز ثبوت اسلام و یا عدم اسلام کچھ نہیں ہے۔ پس اگر اول مراد ہے تو نعم الاتفاق[1] ولاریب فیہ عند اھل المذاق والاتفاق خیر من النفاق والاختلاف والشقاق اور ظاہر ہے کہ وہ صحابہ جو باتفاق فریقین بلکہ باتفاق کل فرقہ ممدوح اور باوصاف حمیدہ موصوف ہیں اور اخص خواص و حواری سلطان رسالت و ملازم رکاب باسعادت و مورد ہزاراں مناقب و مصدر آیات و احادیث رفیع المراتب ہیں وہ نہیں ہیں مگر امثال حضرت بوذر و سلمان فارسی و مقداد و عمار و حذیفہ و خزیمہ بن ثابت

[1] اتفاق کیا خوب چیز ہے اور بہتر ہے اختلاف و نفاق و شقاق سے ۱۲

فائدہ
خلیفۂ دوم کو علامہ عینی بے بصیرتوں سے تحریر کرتے ہیں

ذو الشہادتین وغیرہم من الصحابۃ الکبار ملازمی اہل بیت الاطہار کہ باتفاق فریقین
ممدوح ومقبول ہیں اما عند الشیعہ پس جیسا کہ خود مولوی صاحب نے اس کا اعتراف
کیا ہے اور جابجا منتہی الکلام میں اُن لوگوں کو مقبولین اہل حق سے قرار دیا
ہے اما عند السنیہ پس خود شاہ ولی اللہ نے ان حضرات کو بجملہ رقبائے اربع عشر
سے اپنے ازالۃ الخفا میں شمار کیا ہے اور فضل[ا] بن روزبہان نے انکو کہا ہے (ازالۃ الخفا)
لان بعضہم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلا خلاف فہو من اہل النجاۃ
بلا نزاع الخ یعنی بعض ان صحابہ سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعد آں حضرت
کسی امر میں تبدل وتغیر نہ کیا بلا خلاف پس وہ لوگ اہل نجاۃ سے ہیں بلا نزاع
اور اگر شق ثانی مراد ہے یعنی مقبولین فرقۂ واحدہ اہلسنت تو ہنوز کل تقاریر
الملحق دربارۂ عدم ایمان اُن کے بحال خود قائم وبرقرار ہیں بلا دفعیہ اُن کے
متصف ہونا اُن صحابہ کا ان اوصاف کے ساتھ ناممکن وممتنع ومحال ہے
جیسا کہ ناظرین کتب سیر واحادیث پر مثل رابعۃ النہار واضح وآشکار ہے
اور جملہ عارفین حقوق میں بھی وہی سب کلام باقی ہے اگر براہ اتفاق فریقین
ہے تو مسلم ہے لیکن مخاطب کو غیر مفید ہے اور اگر براہ شقاق اتفاق مقبول
نہ ہو تو اثبات اس جملہ کا ان مزعومین کے لئے از قبیل ممتنعات ہے خصوصاً
درصورتیکہ نصوص صریحہ اسما میں موجود ہوں کہ ابتدائے فطرت سے تا اختتام

صحابہ مقبولین مخصوص اہلسنت وخلفائے ثلثہ کا غیر عارف حقوق خدا اور رسول ہونا محال

[ا] مولوی حیدر غلطی سے فضل بن روزبہان کو فاضل روزبہان لکھتے ہیں منتہی الکلام صہ ۵۶۵
وفاضل روزبہان انار اللہ برہانہ وثقل بالحسنات میزانہ در تجہیل امام اعظم امامیہ
ساعی بلوغ بتقدیم رسانیدہ ۱۲

مدت نہ وہ لوگ عارف خدا ہوئے نہ عارف حقوق رسولؐ اور کون کہہ سکتا ہے
کہ جن لوگوں کی اکثر عمروں کا حصہ بت پرستی و شراب[٥١] خواری و زنا[٥٢] کا پیش گذر ہوا
اور بعد اسلام ظاہری ہمیشہ احکام خدا و رسولؐ پر طعن[٥٣] و اعتراض[٥٤] کرتے ہوں
اور حضرت اُن پر ناراض ہوتے ہوں وہ لوگ عارف بحقوق ہونگے کیا عرفان
اسی کا نام ہے کہ ہمیشہ احکام رسولؐ پر اعتراض کریں حتےٰ[٥٥] کہ خود حضرت بہ قسم
فرمائیں کہ شرک کی ریشہ دوانی تم لوگوں کے دلوں میں مورچہ کی چال سے
بھی زیادہ مخفی ہے اور توریت[٥٦] کے نسخہ روبرو حضرت کے لاکر پڑھیں اور اُسکی
طرف میلان اپنا ظاہر کریں یہاں تک کہ حضرت کا چہرہ جوش غضب سے متغیر
ہو جائے اور خلیفہ اول کی نسبت ثکلتک الثواکل یعنی سوگ نشین ہوئیں تیرے
لئے زنان پسر مردہ فرمائیں اور حضرت[٥٧] اگر کسی کو بشارت دینے کا حکم دیں اور علامت
واضح عطا فرمائیں کہ لوگوں کو یہ نعلین میری دکھا کر بشارت دیں اُسکو اس زور
سے صدمہ پہنچاویں کہ چوتڑ کے بھل گر پڑے اور اگر حضرت[٥٨] کسی پر بمصالح باطنیہ
نماز جنازہ پڑھنا چاہیں تو حضرت کی ردائے مبارک پکڑ کے پشت کی طرف کھینچیں

---

٥١ ان ھذا الشراب یحبہ عمر بن الخطاب کہ اس شراب کو عمر دوست رکھتے ہیں ص۳۴ وقت وفات
فلما وقع الشراب فی بطنہ جب شراب شکم میں عمر کے پڑا ص۳۱۸ ازالۃ الخفا ص۱۵۱ ٥٢ ازالۃ الخفا ص۱۵۱ ۱۲

٥٣ در تہذیب و تربیت حضرت فاروق چندیں دفعہ   ہ تہذیب اژاں حضرت ظاہر شدہ بہت چنانکہ

اور عتاب کریں اور حضرت کی نبوت میں شک کریں اور بروز حدیبیہ سب سے زیادہ اُنکو شک[1] اور بلکہ جن سے حضرت بحکم خدا مصالحہ فرمائیں اُن سے یہ حضرات آمادۂ جنگ اُن کہ اگر ستر آدمی یا چالیس آدمی پاتے تو ضرور جنگ کرتے اور جس کے قتل کرنے کا حکم بتعیین آں حضرت دیں اُسکو قتل نہ کریں اور دوسرے صاحب یہ بات بناویں کہ جو ہم سے بہتر تھا اُس نے قتل نہ کیا اور جن کا خون عام طور سے آنحضرت حلال کریں دیدہ و دانستہ اُسکو چھوڑ دیں اور بمقابلہ[2] حضرت کے جاں نثاروں اور فدویوں اور صحابۂ مخصوصین کے حضرت کے دشمن جانی کافر محض کی پاسداری کریں بلکہ ایک[3] صاحب کی طرفداری کرنے پر جو حضرت غضبناک ہوں اور دوسرے صاحب سے مشورہ فرمائیں تو وہ بھی کفار کی طرفداری کریں اور حضرت کے غضب کا کچھ خیال نہ کریں اور حضرت اگر اُن سے[4] پوچھیں کہ ہم کو کس قدر دوست رکھتے ہو تو کہیں اپنے نفس سے کم جسپر حضرت فرمائیں کہ واللہ آدمی کبھی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک ہم کو اپنے نفس سے زیادہ دوست نہ رکھے اور حضرت[5] کو لشکر اعدا میں یکہ و تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں اور حضرت[6] اُن کو حکم قطعی دیں نام بنام کہ تم لوگ فلانے لشکر کے ساتھ جاؤ اور عین بیماری میں جب افاقہ ہو پوچھیں کہ وہ لشکر روانہ ہوا وہ لوگ جو نامزد ہوئے تھے گئے مگر حضرت کا حکم نہ مانیں اگرچہ آں حضرت[7] لعن اللہ عن تخلف فرمائیں یعنی

---

۱ ازالۃ الخفا مقصد دوم صـ۱۴۳ و صـ۴۷ ۔ ۲ صحیح مسلم فضائل سلمان فارسی قصہ حمایت ابوبکر مر ابوسفیان ر ۔ ۳ ازالۃ الخفا صـ۲۵۶ ۔ ۴ ازالۃ الخفا صـ۱۴۶ ۔ ۵ ازالۃ الخفا دربارہ فرار خلیفہ دوم صـ۱۲۸
۶ تحفہ اثنا عشری صـ۵۲ ۔ ۷ ملل ونحل علامہ شہرستانی مطبوعہ لندن صـ۵۴ ۔

یعنی لعنت خدا کی اُس پر جو اس لشکر میں نامردگان سے نجائے اس پر بھی وہ لوگ حکم رسولؐ کو نہ مانیں اور حسب خواہش باطل اپنے حکم خدا و رسول کو بالکلیہ باد ہوائی تصور کریں اور جسکو حضرت اُن لوگوں کا امیر و سردار بنائیں اُسکی امارت اور سرداری پر اعتراض کریں اور جس[۵۱] کو آنحضرت اپنی قرب وفات میں حسب حکم خدا باہتمام شدید کہ عین اثنائے راہ میں وقت نصف النہار اونٹوں کے کجاووں کا منبر بنا کر حضرت اپنا وصی اور خلیفہ اور جانشین اور امام و مولیٰ تمامی امت کا بناویں کہ خود خلیفۂ[۵۲] دوم وصحابہ وازواج نبیؐ نے مبارکباد دی اُسکی خلافت اور امامت سے انکار کریں اور عین[۵۳] وقت وفات یا قریب اُس کے جو حضرت بکمال خیرخواہی امت و دلسوزی تمام خلقت و بغرض اشتمال منفعت دنیا و آخرت وصیت نامہ تحریر فرمانا چاہیں اور فرمائیں کہ کاغذ و دوات لاؤ کہ ہم وصیت نامہ تحریر کریں جس کے بعد پھر کوئی گمراہ نہ ہو تو اُس کو روکدیں اور لکھنے نہ دیں بلکہ ایسا کہیں کہ معاذ اللہ یہ شخص غلبۂ درد سے ہذیان بکتا ہے انکی وصیت کی کیا ضرورت ہے کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور ایسا غل غپاڑا اور شور و ہنگامہ مچائیں کہ وہ رسولؐ جو مصداق اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہے اُن لوگوں کو اپنی دولت سرا[۵۴] سے نکالدیں کون عاقل یا احمق کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ عارف بحقوق خدا و رسول تھے زندگی میں ان کی یہ حالت ہو بعد وفات ان آنحضرت کا کیا حالت ہوگی

[۵۱] اس مادہ میں کتاب نلاب عبقات الانوار جلد مرتب مطبوعہ خود دہی روضۃ الاحباب اول چھاپہ لکھنؤ ص ۵۳۵ شرح مشکوۃ شاہ عبد الحق دہلوی جلد چہارم ص ۳۷ چھاپہ بمبئی ٭ [۵۲] روضۃ الخفا جلد دوم ص

[۵۳] ملل ونحل ص ۱۱ بلکہ صحاح ستہ وتحفہ اثنا عشریہ ص ۵۶۷ ٭ [۵۴]

[۵۴] ملل ونحل ص ۱۱ ٭

کے ان حضرات کی یہ حالت ہو کہ نہ حضرتؑ کا ان کو غم نہ رنج اہلبیتؑ کے محزون
رہنے پر شماتت کریں بلکہ خود اپنے[51] احباب خاص کے مغموم رہنے پر تعجبانہ سوال
ہو کہ اے طلحہ اسکی کیا وجہ کہ جب سے رسولؐ نے وفات پائی تم ژولیدہ مو غبار
آلودہ رہتے ہو شاید اپنے ابن عم کی خلافت گراں گذرتی ہے نہ اہلبیتؑ رسولؐ کو
تسلی و تشفی دیجاوے بلکہ نہ اُس جثۂ مقدسۂ نبوی کے دفن و کفن کی فکر ہو اور ہر
روح مقدس نے جسم اقدس سے طرف عالم قدس کے پرواز کی اور یہ حضرات
جو منتظر وقت تھے اور اسی غرض سے لشکر اسامہ کے ساتھ روانہ نہ ہوئے تھے۔
بلا انتظار غسل و کفن سقیفۂ بنی ساعدہ میں دوڑتے ہوئے جائیں بلکہ یہ[52] جلدی
ہو کہ ایک دوسرے کو کھینچتا جاوے اور سلطنت و خلافت کے لئے آپس میں
دنگا اور تکرار کریں اور بیہودہ نزاعوں میں آمادہ قتل صحابی رسول ہوں اور
اقتلوا سعداً[53] اقتلہ اللہ کا غل مچائیں اور تحصیل دنیا میں ایسا مشغول ہوں
کہ تین روز[54] تک جثۂ مطہرہ رسولؐ بے دفن چھوڑ دیں اور جب تک استحکام اساس
سلطنت و خلافت سے فارغ نہ ہوں متوجہ دفن و کفن نہ ہوں یہانتک کہ اسی
دنیا طلبی میں شریک دفن رسولؐ نہو سکے کما فی بعض الروایات اس کے
بعد بھی تسلی و تشفی اہلبیتؑ رسولؐ کی فکر نہ ہو بلکہ وہ اہلبیتؑ رسولؐ جو فراق
میں ایسے نبی کریم کے مشغول گریہ و بکا ہوں اور اُن لوگوں کے امور دنیاوی
میں شریک نہ ہوں اور حسب وصیت مشغول جمع قرآن ہوں اور شریک

[51] ازالۃ الخفا ص ۱۷۹ ۔ [52] ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۲۷ ۔ [53] ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۲۶ ۔ [54] منتہی الکلام ص ۲۴۳ ۔

بیعت نہ ہوں تو اُس کے لئے ایک صاحب حکم دیں کہ جا کر قتل کرو اور دوسرے[۵۱]
صاحب قسم کھائیں کہ ہم گھر جلا دینگے بلکہ آگ لکڑیاں لیکر اُسکا گھر جلانا چاہیں
اور دختر رسولؐ اور داماد رسولؐ اور نواسائے رسولؐ کو عیاذاً باللہ اسی جرم کی
بدولت کہ یہ لوگ ہماری بیعت کیوں نہیں کرتے چاہیں کہ جلا دیں اور اُس
گھر میں آگ لگا دیں اگرچہ بعض اُن کے عشرہ مبشرہ[۵۲] میں داخل ہوں اور
جو لوگ تسلی بنت رسولؐ کے لئے اُس معصومہؑ کے مکان میں آئیں اور
وہاں پناہ لیں وہ مفسد[۵۳] قرار دیئے جائیں اور اُن کے قتل اور جلا دینے
کا ارادہ کریں اور بضعۂ رسولؐ کو ایسی ایذا پہنچائیں کہ اسقاط[۵۴] حضرت محسن
ہو جائے اور دختر رسولؐ[۵۵] جو اپنے باپ کا متروکہ جسکو خود رسول نے اپنی
زندگی میں ہبہ کر دیا ہو مطالبہ کرے تو نہ دیں جسکی بدولت[۵۶] وہ پارۂ جگر رسولؐ
مدت العمر ناراض اور غضبناک رہے اور تا دم وفات اُن سے کلام نہ کرے
بلکہ اپنے جنازہ کی شرکت پر روادار نہ ہو یہانتک کہ وصیت کر جائے کہ یہ لوگ
کبھی ہمارے جنازہ پر شریک نہ ہوں اور وہی متروکہ دوسروں کو دیدیا
جائے۔ بلکہ اگر کوئی اور صحابی کچھ مانگے تو بلا عذر دیدیا جائے بلکہ کفار[۵۸] و منافقین

[۵۱] ازالۃ الخفا ص ۲۹ + [۵۲] ازالۃ الخفا ص ۲۹ + [۵۳] در آنجا جمع مے شدند و فتنہ و فساد منظور
میداشتند و ہر گاہ ایں قسم مردودان جناب الٰہی را در خانۂ خدا پناہ نباشد در خانہ حضرت زہرا چرا
پناہ باید داد الخ تحفۂ اثنا عشریہ چھاپہ کلکتہ ص ۵۹ + [۵۴] ملل و نحل در بیان اقدا مطبع لندن
[۵۵] ازالۃ الخفا ص ۳۰ + [۵۶] صحیح مسلم ص ۱۵۱ صحیح بخاری قلمی ص ۳۹۸ ازالۃ الخفا ص ۳ مقصد دوم ۱۲
سنہ ۱۱۸۱ھ
[۵۷] ازالۃ الخفا ص + [۵۸] خلیفہ اول عیینہ بن حصین را پارہ اقطاع نیقہ دیدیا در ازالۃ الخفا

کے لئے بخشش عام اور جود و فیاضی کام میں لائی جاے اور وثیقہ لکھکر حوالہ کردیں
مگر بنت رسول ع کو ایک پارۂ زمین کے دینے میں یہ دقت کیجاوے کہ گواہی و شہادت
کے بعد بھی محروم رہے اور جس خمس[۱] کو خدا اور رسول ع نے حق اہلبیت نبی ع مقرر کیا
ہو اُس سے بھی وہ محروم کئے جائیں درخود وہ لوگ[۲] اقرار کریں کہ داماد رسول ع
و عم رسول ع ہمکو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے ہیں و غیر ذلک من الافعال
کہ جنکا احصا یہاں دشوار ہے پس ایسے لوگوں کو غافل یا احمق بھی عارف حقوق
رسول ع اور مصدر ہزاراں مدائح اور مناقب کہہ سکتا ہے حاشا و کلا بخدا کوئی منصف
مزاج ایسوں کو دوست و خیر خواہ و عارف حقوق رسول ع نہ کہے گا والا ہر کافر و
فاسق یقینی ان سے بڑھ کر مومن کامل و عارف حقوق رسول ع قرار پائیگا[۳] از بجا نسبت
کہ بعض حضرات اہلسنت نے بھی مجبور ہو کر ایسوں کو غیر عارف اور جاہل و

---

[۱] در روایت انفال میں تھوڑے دوزمان عثمان تاور نشر ازالۃ الخفا ص ۱۸۰ + [۲] صحیح مسلم چھاپہ کلکتہ ض ۱۵ ص ۹
اب چونکہ یہ جملہ مطاعن[ب] جو یہاں مذکور ہوا بلکہ اضعاف و مضاعف انکے مجلد ثالث میں اس کتاب کے بذیل تطبیق
اوصاف حدیث اصحابی ذکر احداث صحابہ میں بتفصیل تمام مذکور ہونگے اسلئے مصنف نے یہاں ذکر سند کل امور کو
نظر انداز کیا نشان صفحہ پر کتابونکی قناعت کیا اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر شاہ عبد العزیز صاحب کو
واسطے استنادا اکثر امور بلکہ کل امور کے زیادہ تر انتخاب کیا اس لئے کہ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ
میں (جو فی الحال اہلسنت کیلئے بہتر از صحاح ستہ ہے بلکہ بمنزلہ قرآن یا بہتر ازاں) فرماتے ہیں ص ۳۵[۲]
مطبع حسینی دہلی (سطر ۱۰) چنانچہ در کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا ہزاراں دلائل از کتاب و سنت
و اجماع است و اقوال عترت بترتیبی درکہ پیرایہ گوش دانشمندان روزگار و سرمایہ جمیعت خاطر بیخبران
این اسرار ست درج یافتہ و مصنف این کتاب مستطاب کہ در شہر دہلی کہنہ سکونت داشت آیتے از آیات الٰہی
و معجزہ از معجزات نبوی تواں گفت راقم این سالہ نیز بارہا بزیارت او مشرف شدہ واز نگاہ ہے تقریرات رنگینش کتاب ور ۲
جزاہ اللہ خیرا ۱۲ تحفہ غالباً بعد اس کے اب قبول روایات مذکورات میں حضرات اہلسنت کو کوئی عذر نہ کریں ۱۲ منہ عفی عنہ

منافق کہا ہے چنانچہ علامہ[۵۱] عینی شرح[۵۲] صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کما نقل فی
تشئید المطاعن[۵۳] وفی کتاب الجهاد هجر بدون الهمزة وفی رواية الكشميهنی
هناك هجر هجر رسول الله بتكرار لفظ هجر وقال عياض معنى هجر افحش ويقال
هجر الرجل اذا هذى واهجر قلت نسبة مثل هذا الى النبی لا يجوز لان
وقوع مثل هذا يفعل عنه عليه الصلوة والسلام مستحيل لانه معصوم
فی كل حالة فی صحته ومرضه بقوله تعالى وما ينطق عن الهوى ولقوله ع
انی لا اقول فی الغضب والرضا الا حدا وقد تكلموا فی هذا المواضع كثيرا
واكثره لا يجدی نفعا والذی ينبغی ان يقال الذين قالوا ما شانه اهجر او هجر
بالهمزة وبدونها هم الذين كانوا قريبی العهد بالاسلام ولم يكونوا عالمين
بان هذا القول لا يليق فی حقه ع لانهم ظنوا انه مثل غيره من حيث الطبيعة
البشرية اذا اشتد الوجع فيهم يتكلم من غير تحرير فی الكلام انتهى یعنی ہجر
بدون ہمزہ اور روایت کشمیہنی میں ہجر ہجر رسول رجل جو بتکرار ہے کہا قاضی
عیاض نے معنی ہجر کے بری بات ہے لوگ کہتے ہیں ہجر رجل جس وقت کوئی ہذیان
بکے عینی کہتے ہیں کہ اس کے یعنی ہذیان کی نسبت حضرت کی طرف کسی طرح
جائز نہیں ہے کیونکہ نبی سے ہذیان صادر ہونا محال ہے اس لئے کہ وہ حضرت
ہر حال میں معصوم ہیں خواہ صحت ہو خواہ بیماری کیونکہ خدا فرماتا ہے میرا نبی خواہش

---

۵۱ علامہ عینی کی توثیق و توصیف محتاج بیان نہیں ہے مشکور مولوی عبدالحی ان کے ذکر سے معمور ہے ۱۲ منہ ۵۲ باب مرض النبی آخر کتاب المغازی ص ۴ + ۵۳ تشئید المطاعن جس کا لاجواب ہونا کلام مولوی حیدر علی سے کما فی ازالۃ العین ظاہر ہے ۱۲ ص ۸۳۵ مطبوعہ سرہندی قد نقل فی المجلد الثالث

نفس سے کوئی کلام نہیں کرتا بلکہ کلام اُس کا بوحی ہوتا ہے اور خود حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں خوش اور ناخوشی میں سواے حق کے کوئی بات نہیں کہتا اور اس مقام پر لوگوں نے بہت سی باتیں بنائی ہیں مگر کوئی لکار آمد نہیں ہے اور میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ جنہوں نے ہذیان کی نسبت حضرتؐ کی طرف کی اور ہجر یا اہجر کہا یہ وہ لوگ تھے جو تازہ مسلمان تھے اور مدارج نبیؐ سے ناواقف تھے اور رتبہ کو پہچانتے نہ تھے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایسا کلمہ حق میں حضرت کے کہنا جائز نہیں ہے اُن لوگوں نے حضرت کو بھی مثل اور لوگوں کے خیال کیا کہ جب درد کا غلبہ ہوتا ہے ہذیان بکنے لگتے ہیں انتہی ترجمۂ کلام علامۂ عینی اور ابن حجر عسقلانی شرح فتح الباری میں کہتے ہیں قلت ویظهر لی ترجیح ثالث لاحتمالات التی ذکرها القرطبی ویکون قائل ذلك بعض من قرب دخوله فی الاسلام وکان یعهد ان من یشتد علیه الوجع قد یشتغل به عن تحریر مایرید ان یقوله الخ یعنی تاویلات قرطبی سے زیادہ میرے نزدیک ترجیح ثالث یہ معلوم ہوتی ہے کہ قائل اس کلمہ کا وہ شخص تھا جو قریب قریب مسلمان ہوا تھا الخ پس معلوم ہوا کہ قائل اس کلمہ کا بے بصیرت اور جاہل اور تازہ اسلام تھا کہ وہ واقف نہ تھا حضرت کے مراتب سے اور مدارج رفیعہ سے بیخبر تھا کہ امر ناجائز کا دربارہ حضرت مرتکب ہوا اور باتفاق اکثر اعاظم محدثین وعلماے متدینین مثل ابن اثیر جزری فی النهایہ وخفاجی فی نسیم الریاض وامام نووی فی شرح صحیح المسلم وشیخ عبدالحق دہلوی فی شرح المشکوۃ وغیرہم من الثقات جناب خلافت مآب

عمر بن الخطاب قائل اس جملہ کے تھے تواب بترتیب مقدمات یہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل قدر نبی آخر الزمان تھے بایں طور کہ حضرت عمر نے رسولؐ کو ہیجر کہا اور جو شخص رسول کو ہیجر کہے وہ بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل ہے پس حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل ہیں وہو المطلوب **بالجملہ** یہ کلام مولوی صاحب کہ جو لوگ مورد ہزاراں محامد و مناقب ہیں وہ مصداق اس حدیث کے نہیں ہیں پس صحیح ہے جو لوگ واقعی مصدر ہزاراں فضائل و مناقب ہیں وہ ہرگز مصداق حدیث خوض نہیں ہیں مگر یہ وہ لوگ ہیں جو مقبول عند الفریقین و مسلم الثبوت عند الطرفین ہیں لیکن جن لوگوں کو فقط آپ مصدر فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں وہ لوگ اُن فضائل و مناقب کے مصداق نہیں ہیں بلکہ فی الواقع وہی لوگ حقیقۃً مورد حدیث حوض ہیں جیسا کہ مابعد بتفصیل تمام مصدر احداث ہونا اُن کا مذکور ہوگا پس فرق تعیین و تشخیص میں ہے والاتفاق خیر من الاختلاف باقی یہ دلیل جو مولوی صاحب پیش کرتے ہیں زیرا کہ ازیں بزرگان بعنایت الہی تاخیر از حقوق ہم بظہور نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید دین اسلام نمودند الخ پس شاید مولوی صاحب کا یہ خیال ہے کہ درمیان تبدیل و تاخیر بعض حقوق و اقدام بتائید دین اسلام منافات اور تناقض ہے کہ دو تو ایک جا جمع نہیں ہو سکتے ہیں تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ بزرگوار باوصفیکہ تائید اسلام کرتے تھے مصدر احداث ہوں مگر صد شکر کہ خود مولوی صاحب اپنی اس دلیل کو باطل کرتے ہیں چنانچہ دربارۂ مالک بن نویرہ کہتے ہیں وان عنیتم بارتداد المالك المذكور انحرافه عن بعض الحقوق

واحداثه فی الشریعة ما المرتوذن به الله سبحانه فهب انه کان کذالک لکن
لا یمتنع اجتماع الاسلام مع هٰذه المرتبه یعنی اگر تم ارتداد مالک سے
یہ مراد لیتے ہو کہ وہ بعض حقوق سے منحرف ہوا اور شریعت میں احداث کیا
پس ایسا ہی ہے لیکن اسلام کا جمع ہونا ایسے مرتبے کے ساتھ محال نہیں ہے
پس یہی تقریر بعینہ دربارۂ صحابۂ مقبولین اہلسنت بھی بطریق اولےٰ جاری
ہے کہ وہ لوگ بھی با وصف اقدام بتائید دین اسلام جامع مرتبۂ تقصیر بعض
حقوق و احداث فی الشریعۃ ہوئے چنانچہ حدیث نبوی میں بھی اسکی تصریح
ہوئی ہے کیونکہ آپ خود اس حدیث کو ازالۃ العین میں صحیح و معتبر بیان کرتے
ہیں جو صحیح بخاری میں ہے ان اللہ یؤید ہٰذا الدین بالرجل الفاجر و باقوام
لاخلاق لھم و برجال ماھم من اھلہ اور ازالۃ الخفا میں ہے و اگر این داعیہ
از دل کسے بجوشد او را خلیفۂ خاص نتواں گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ
یؤید ہٰذا الدین بالرجل الفاجر گردد و اگر فاجر نیست مثل سنگ و چوب او را
تحریک کنند و بتحریک او کار مطلوب باثبات رسانند و او را ہیچ فضیلتے نہ جس سے
معلوم ہوا کہ محض اقدام بتائید دین اسلام کرنا اور کفار سے مقاتلہ کرنا ہرگز موجب
فضیلت نہیں ہے جبتک شرائط دیگر کا مثل ایمان حقیقت وغیرہ کے تحقق نہ ہو
اور یہاں ویسا ہی ہے کہ گو بظاہر دین اسلام کی تائید ہوئی مگر شرائط مقبولیت
مفقود ہیں ازینجاست کہ با وصفیکہ خالد بن ولید جو عہد رسول میں سردار لشکر
ہوا اور خلیفۂ اول کی خلافت بدولت اُس کے قائم ہوئی کہ مجاہد کہلانے لگے
اور خلیفہ صاحب نے اُنکو سیف اللہ کہا مگر جناب خلیفۂ دوم کے نزدیک واجب القتل

احداث فی الشریعۃ اور اسلام معنی الاجتماع ہے ۱۲
صحیح بخاری ص ۳۹۴
ازالۃ الخفا ص ۹۵
تائید دین بمرد فاجر

لازم العزل رہے اور یہی کثرت قتل ذریعہ ملامت خلیفہ دوم نے خلیفہ اول سے کہا
اعزلہ فان فی سیفہ رھقًا کیف یقتل مالکًا و یاخذ زوجتہ کما فی انسان العیون ص
لبرہان الدین الحلبی یعنی خدمت خلیفہ اول میں خلافت مآب نے عرض کیا کہ
خالد بن ولید کو معزول کرو کیونکہ اسکی تلوار میں بڑی تیزی ہے مالک کو قتل کیا
اور اسکی زوجہ پر متصرف ہوا اور تاریخ کامل التواریخ ابن اثیر میں ہے قال عمر
لابی بکر ان سیف خالد فیہ رھقٌ یعنی عمر نے ابوبکر سے کہا کہ سیف خالد میں
تیزی ہے پس اگر مطلقًا جہاد کرنا اور جنگ و پیکار موجب فضیلت ہے تو پھر
خالد بن ولید باوصف ان فتوحات کے اس تیزی سیف کی باعث کیوں خلیفہ
دوم کے نزدیک معیوب اور معتوب ٹھیرا اور فتوح شام واقدی میں ہے دربیان
اس کے کہ ابوعبیدہ نے خالد کو واسطے نصرت عبداللہ بن جعفر کے روانہ کیا تو
خالد نے کہا والآن اشہدک انی جعلت نفسی فی سبیل اللہ حبسا و سوف
احامل امیر المؤمنین اذ قال انی لا ارید الجہاد الا لاجل النوالخ کما فی تشئید
۱۶۲۳ ص المطاعن جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم نے خالد کو کہا کہ خالد ارادہ جہاد نہیں
کرتا مگر واسطے بلند نامی کے پس اگر مطلق جہاد جس طرح ہو موجب فضیلت ہے
تو خلیفہ صاحب نے کیوں مذمت کی اور انکو قلب خالد پر کیونکر اطلاع ہوئی بہر کیف
اس تقریر سے بخوبی ثابت ہوا کہ مطلق جہاد اور تائید دین خدا میں جنگ و جدال
کرنا موجب مدح نہیں ہے جبتک شرائط ایمان و حقیت و خلوص نہ ثابت ہو
اور اثبات ان امور کا یہاں محال ہے یہیں سے ہے کہ خود شاہ صاحب حاشیہ
۴۲۰ ص تحفہ میں فرماتے ہیں ولا شک ان کان یشہد معہ المشاہد و یحضر المغازی

انسان العیون مصنفہ علامہ نور الدین بن برہان الدین حلبی شافعی ۱۲

المنافق يطلب الغنائم والرقيق الدين والمرتد وشاك الخ یعنی حضرت کے
ساتھ مشاہد ومعرکہاے جہاد میں منافقین ومرتدین وشاکین بھی شریک ہوتے
تھے الخ جنسے یقینی کچھ نہ کچھ کسی غرض سے ہوتا یئد دین ہوتی تھی پس اگر محض
شرکت جہاد موجب فضیلت ہے تو وہ منافق کیونکر کہے جا سکتے ہیں اور ان امور
سے اگر ہم قطع نظر بھی کریں تو خود بنص رسول حضرت شیخین کا غیر متصف ہونا
ساتھ نصرت دین کے ثابت ہے جیساکہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۶ میں ہے کہ
حضرتؐ نے قریش سے فرمایا واللہ خدا اُس شخص کو تمپر بھیجے گا کہ جس کے قلب کا خدا
نے واسطے ایمان کے امتحان کیا ہے اور تم لوگوں کو قتل کریگا واسطے حمایت
دین کے تو ابو بکر نے کہا یا حضرت کیا ہم ہیں حضرت نے فرمایا نہیں تب عمر نے
کہا یا حضرت ہم ہیں حضرت نے فرمایا نہیں لیکن یہ وہ شخص ہے جو مرمت میرے
نعل کی کرتا ہے اور اُس وقت جناب امیرؑ کو نعل مبارک واسطے درست کرنے کے
دیا تھا پس ہرگاہ بنص رسولؐ شیخین کا ضارب علی الدین کا نہ ہونا معلوم ہوا اور
مابعد انشاء اللہ اسلام وعدم تبدیل وتغیر مالک وغیرہ مانعین زکوۃ بتصریح تمام
مذکور ہوگی پس اب شیخین وخالد وغیرہ پر وہ حکم جاری ہوگا جو صحیح بخاری صفحہ ۶
میں ہے سمعت رسول اللہؐ یقول اذا التقی المسلمان بسیفهما فالقاتل و
المقتول فے النار الخ یعنی جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے تو قاتل
اور مقتول دونو جہنم میں ہیں اور کیونکر کوئی مسلمان اسکا قائل ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو نفس
رسولؐ زوج بتولؑ مصداق علی مع الحق والحق مع علی کاذب غادر خائن آثم جانتا
ہو کما فی صحیح المسلم صفحہ ۱۵ جلد ۲ وہ لوگ کبھی مؤمن و دیندار ہونگے حالانکہ صحیح بخاری

میں ہے ص۶ ورق کہ فرمایا حضرت نے چار علامت نفاق ہے جس میں چاروں
جمع ہوں وہ منافق خالص ہے اور جس میں ایک ہو اُس میں ایک شعبۂ
نفاق ہے جب امانت رکھی جائے اُس کے پاس وہ خیانت کرے یعنی خائن
ہو اور جب کلام کرے جھوٹ بولے یعنی کاذب ہو اور جب عہد کرے غدر
کرے یعنی غادر ہو اور جب مخاصمہ کرے تو فجور کرے یعنی فاجر ہو پس باوصف
ثبوت ان اوصاف اربعہ کے شیخین میں نزد جناب امیرعم حسب بیان خلیفۂ ثانی
اسلام کہاں رہا بجز نفاق کے الا ان یکون مخالفا للرسول ومن یشاقق الرسول
من بعد ما تبین لہ الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ
جهنم وَسَاءَتْ مَصِيرًا لیکن یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ پس مصدر ایں
تبدیل وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے در دین وحظے
کامل در اسلام حاصل نہ کردہ باشند پس بغرض تسلیم کلام عینی وعسقلانی سے
معلوم ہوا کہ خلیفۂ دوم کو وقت وفات رسالت مآب تک بصیرت کامل اور
حظ وافر اسلام سے نہ تھا پس اگر صاف صاف اقرار کردیں کہ وہی یا وہ بھی
مصداق اس حدیث حوض کے ہیں فنعم الاتفاق لیکن یہ کہنا مولوی صاحب
کا و بمجرد استماع خبر وفات سید کائنات الخ پس یہ جملہ بھی مفید آپ کے مطلب
کا نہیں ہے کیونکہ اگر مقصود آپ کا تعمیم ہے یعنی جملہ منکرین زکوٰۃ مصداق اس
حدیث کے ہیں تو موافق آپ کی رائے کے مفتح حدیث کے بالمرہ مخالف ہوتا ہے،
اس لئے کہ آپ وہاں تقلیل کے قائل ہیں حتے کہ اقل من العشرۃ میں دائر
کیا ہے اور یہاں منکرین زکوٰۃ کی تعداد سیکڑوں سے متجاوز ہوتی ہے جیسا کہ

کلام شاہ ولی اللہ سے ظاہر ہے عن قتادة قال انزل اللہ ھذہ الآیة وقد
علم انه سیرتدمرتدون من الناس فلما قبض اللہ نبیه ارتد عامة العرب
عن الاسلام الا ثلثة مساجد اھل المدینة واھل المکة واھل الجوا
ثا من عبد القیس وقال الذین ارتدوا نصلی الصلوة ولا نزکی واللہ لا تغصب
اموالنا فکلم ابوبکر فی ذلک بتجاوز عنھم وقیل اما انھم لو قد فقھوا
ادّوا الزکواة فقال واللہ لا افرق بین شیٔ جمعه اللہ ولو منعونی عقالاً
مما فرضه اللہ ورسوله لقاتلھم علیه فبعث اللہ بعصاب مع ابی بکر
فقاتلوا حتی قتلوا واقروا بالماعون وھو الزکوة قال قتادہ فکنا نتحدث
ان ھذہ الآیة فی ابابکر واصحابه فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونه الخ
یعنی قتادہ سے منقول ہے کہ خدا نے یہ آیت نازل کیا اور وہ جانتا تھا کہ کچھ لوگ
مرتد ہونگے جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو عامہ عرب اسلام سے مرتد ہوئے
مگر تین مسجد اہل مدینہ اہل مکہ اور اہل جواثا قبیلۂ عبد القیس سے اور جو لوگ مرتد
ہوئے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھینگے مگر زکوۃ نہ دینگے قسم بخدا کہ ہم مال اپنا غصب
نہ ہونے دینگے پس ابوبکر سے لوگوں نے کہا کہ ان سے درگذر کر و بعض نے کہا اگر
یہ واقف ہوتے تو زکوۃ دیتے ابوبکر نے کہا واللہ ہم جدا نہ کرینگے اُس چیز میں
جسکو خدا نے جمع کیا ہے اگر یہ لوگ وہ ریسمان جس میں جانور باندھے جاتے
ہیں نہ دیں مفروضہ خدا سے تو ہم ان سے قتال کرینگے پس خدا نے اس لشکر کو
بہمراہی ابوبکر اُنپر مسلط کیا یہانتک کہ اُنکو قتل کیا اور زکوۃ اُن سے لیا کہا قتادہ
نے کہ پس ہم لوگ باخود ہا بیان کہتے تھے کہ یہ آیہ دربارۂ ابوبکر نازل ہوا جس سے

محاربۂ حضرت ابوبکر (۱۲۱۲) از آیۂ فسوف … مرتدین مانعین زکوۃ

بخوبی معلوم ہوا کہ یہ لوگ یعنی جس قدر لوگ مرتد ہوئے وہ اصل زکوۃ کے منکر تھے اور انہیں پر مرتد عن الاسلام کا بھی اطلاق ہوا اور سوائے مکہ اور مدینہ اور جواثا کے جتنے لوگ مسلمان تھے وہ سب کے سب بوجہ انکار زکوٰۃ کے مرتد ہوئے اور بوجہ اقرار بزکوٰۃ پھر مسلمان ہوئے اور کتاب تبیین الفتن میں ابو محمد احمد بن محمد بن علی عاصمی بذیل ذکر ارتداد حارث بن سنان اسدی لکھتے ہیں وکان اول من ارتد فاما اهل الردة فكانوا لا ينتصرون ولا يتهودون ولا يتمجسون انما قالوا نصلی ونصوم ولا نودی الزكوة فاما اول من تنصر فی الاسلام فانه حارث بن سنان انتہی یعنی حارث بن سنان اول شخص ہے جو مرتد ہوا اور اہل ردة نہ نصرانی ہوئے تھے نہ یہودی نہ مجوسی وہ یہی کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھینگے روزہ رکھینگے مگر زکوۃ نہ دینگے پس اس سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ جتنے لوگ مرتد ہوئے تھے وہ اصل اسلام سے نہیں مرتد ہوئے تھے بلکہ بوجہ انکار زکوۃ مرتد ہوئے۔ اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں بذیل انکار ابن مسعود از قرانیت معوذتین فرماتے ہیں وقد قال ابن الصباغ فی الکلام علی مانعی الزكوة وانما قاتلهم ابو بكر علی منع الزكوة ولم يقل انهم كفروا بذلك الخ یعنی قتل نہ کیا ابو بکر نے اُن لوگوں سے مگر بوجہ منع زکوۃ کے اور یہ نہ کہا کہ وہ لوگ کافر ہو گئے الخ پس اگر کل مرتدین کو جو بتصریح اکابر اہلسنت حقیقۃً مانعین زکوٰۃ سے تھے مورد اس حدیث اصحابی کا قرار دیں جیسا کہ مولوی صاحب نے فرمایا و بمجرد استماع خبر وفات سید کائنات از دادن زکوۃ واخذ صدقات دست کشیدند الخ تو خود اُن کے کلام میں تناقض صریح لازم

آتا ہے کیونکہ ابتدا میں تقلیل کے قائل ہوئے تھے کہ اقل من العشرۃ بنایا تھا اور اب مرتدین کی مقدار بہت کثیر قرار پاتی ہے ولا یرضی بہ عاقل فاضلاً عن فاضل پس معلوم ہوا کہ مراد مولوی صاحب کل افراد مرتدین مذکورین نہیں ہے بلکہ مالک بن نویرہ اور اصحاب اُن کے مراد ہیں چنانچہ مولوی صاحب نے جابجا اسکی تصریح بھی کی ہے اور کل مرتدین کو نکال کر بالخصوص مالک بن نویرہ کو مع اتباع مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے چنانچہ ایک مقام میں ہے وان عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن بعض الحقوق واحداثہ فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ فھب انہ کذلک الخ دوسرے آمدم بر براثبات تبدیل وتقصیر واحداث مالک بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوٰۃ بر ذمہ او لازم افتاد الخ۔ تیسرے وبحمد اللہ کہ علماء اہل حق شکر اللہ مساعیہم فی الدین ورضی اللہ عنہم اجمعین در شرح احادیث خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام وغیرہ در اشعار معتبرۂ علم کلام بتحقیق والزام طرح اقامت ادلہ بر ردت مالک متشیعین بالمعنی المشار الیہ فگندہ الخ۔ چوتھے بعد انکار مسیلمہ وطلحہ بن خویلد واسود عنبسی مرتدین کی مصداق حدیث حوض ہونے سے فرماتے ہیں پس معلوم شد کہ از سائر اہل ردہ حریفان نبی یربوع مراد اند الخ علاوہ اس کے تمامی منتہی الکلام میں مصداق حدیث بنانے میں سوائے مالک بن نویرہ کے اور کسی کا نام مذکور نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک مصداق حدیث تحقیقاً مالک حضرت عمر یعنی مالک بن نویرہ ہے پس ہر چند اس تحقیق کا بطلان بھی کلام شاہ صاحب سے ظاہر ہے جیسا کہ مذکور ہوا

منتہی الکلام ص

منتہی الکلام ص ٨٧ منتہی الکلام

منتہی الکلام ص ١٠٦

تصریحات مولوی حیدر علی کہ مصداق حدیث حوض مالک بن نویرہ ہے

مالک کا مصدر تبدیل ہونا باطل ہے بقول خود مولوی حیدر علی

مگر بحول اللہ و قوتہ تعالے اب خود کلام مولوی صاحب سے مالک کے مصدر تبدیل
و تغییر و احداث و تقصیر ہونے کو ایسا باطل کرتا ہوں کہ پھر جائے دم زدن
نہ رہے کیونکہ مولوی صاحب بصارۃ العین میں فرماتے ہیں و درباب بطلان
خلافت یزید آنچہ در احادیث نبویہ و تصریح اکابر اہلسنت مذکور ست اگر
مخاطب والاشان را شوق استماع آں در سر باشد مختصرش بگوش دل بشنود
ص ۲۰۳ اخرج الرومانی فی مسندہ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلعم یقول
اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید انتہی اور ازالۃ العین
میں فرماتے ہیں نکیف کہ حضرت نام یزید فرماید و خروج او بنص شارع بوقوع
آید و ہیچ قیدے از طرف خود افزودہ نشود پس اول من یبدل سنتی رجل یقال لہ
ص ۵۰ یزید بلا معارض ماند انتہی۔ جس سے معلوم ہوا کہ یزید پہلا شخص ہوگا جو تبدیل
سنت رسول صلعم کریگا پس اگر مولوی صاحب قائل ہوں کہ مالک سے تبدیل وقوع
میں آیا تو تکذیب اس حدیث کی لازم آتی ہے پھر اولیت تبدیل یزید بار کیونکر
درست ہوگی مولوی صاحب یقیناً قبول کرتے ہیں پس تحریر سابق اُنکی جو بارۂ
مالک ہے بیقینی منسوخ ہوگئی معذلک بنظر مزید تسکین خاطر وقت ماثر مولوی
حیدر علی ضرور ہے کہ حال مالک کیطرف توجہ کامل کیجائے اور تحقیق حق حاصل
کیجائے پس واضح ہو کہ اس مقام پر جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ رضی اللہ عنہ
وارضاہ نے عجب تحریر لطیف و تقریر شریف فرمائی ہے کہ اہلسنت کے لئے راہ
چارہ و تدبیر مسدود ہوگئی ہے اور ساری حرفتیں اُن کی مردود ہوگئیں چنانچہ
مولوی صاحب نے خود اُس عبارت کو نقل کیا ہے اور اُس کے ابطال کے لئے

کلام جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ رضی اللہ عنہ دربارہ مالک و خالد

کیا کیا پیچ و تاب کھایا ہے جس سے عاجزی و زبونی اُنکی نمایاں ہے اور حیرانی و سرگردانی مثل آفتاب درخشاں تاباں ہے وهذه عبارته الشريف كما فی منتهى الكلام واما ضيع خالد فی قتل مالك الخ یعنی حرکت خالد دربارہ مالک کہ اُس کو قتل کیا اور مال اُس کا لوٹ لیا اور اُسکی زوجہ کے ساتھ اُسی شب مباشرت کی حالانکہ کوئی امر اُس سے ایسا ظاہر نہ ہوا تھا کہ وہ مرتد قرار دیا جاوے بلکہ خلاف اُس کا اُس سے نمایاں تھا کہ وہ مسلمان تھا اور حقیقۃً لائق اس سزا کا وہ شخص تھا جس نے غفلت کیا اُس کے حقوق سے اور قاتل مالک یعنی خالد بن ولید پر حکم خدا کو جاری نہ کیا اور خطا پر مصر رہا حالانکہ خود خالد کی خطا کا اقرار کیا اور قبل اس کے کہ ہم اُن روایات پر غور و فکر کریں کہتے ہیں کہ کیونکر جائز ہے اہلسنت کو کہ وہ اسکے قائل ہوں کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ و صوم منکر زکوۃ تھا حالانکہ قرآن میں دونو کا حکم ساتھ ہی آیا ہے اس لئے کہ اگر وہ اسکے قائل ہوں کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ منکر زکوۃ تھا تو اس سے خود اُنکے اصول مقررہ باطل ہوتے ہیں کیونکہ بیقین معلوم تھا کہ زکوۃ و صلوۃ کا حکم شرع محمدی و دین اسلام میں یکساں تھا پس اگر اہلسنت قائل ہوں کہ مالک منکر زکوۃ تھا تو لازم آتا ہے کہ اصول دین کے اصول دین ہونے میں قدح لازم آوے اور زکوۃ کا ضروریات دین سے ہونا باطل ہو جائے اور اس سے زیادہ عجب یہ ہے کہ قاضی القضاۃ صاحب مغنی کہتے ہیں ایسا ہی حال تھا کل اہل ردہ کا یعنی وہ لوگ بھی نماز پڑھتے تھے اور منکر زکوۃ تھے حالانکہ ہم نے بیان کیا کہ یہ امر بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت محال ہے اور خود یہ روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے اس لئے کہ جمیع اہل نقل نے روایت کی ہے کہ جب خلیفۂ اول

نے لشکر واسطے قتال مرتدین کے روانہ کیا تو اُن کو حکم دیا کہ تم اذان واقامت کہو اگر وہ لوگ جن سے لڑنے گئے ہو وہ بھی اذان کہیں اور اقامت کریں تو اُن سے باز آؤ نہ لڑو اور اگر ایسا نہ کریں تو بے تامل اُن سے جنگ و جدل کرو پس خلیفہ صاحب نے علامت اسلام کی اذان واقامت کو قرار دیا پس یہ کہنا قاضی صاحب کا کہ اسی طرح تمامی اہل ردہ نماز پڑھتے تھے غلط ہوا اور خود یہ امر یقینی ہے کہ اصحاب مسیلمہ وطلحہ وغیرہ نے خود دعوائے نبوت کیا تھا اور اصل اسلام سے روگردان ہو گئے تھے اور نہ اسلام کی نماز کو مانتے تھے نہ کسی دیگر احکام اسلام کو انتہی ترجمۂ کلام الشریف اب اس تقریر شریف وعبارت لطیف وتحریر منیف کو ہر پہلو و جوانب سے دیکھنا چاہیئے اور اسکی جودت و متانت پر نظر رکھنا چاہیئے کہ کیسا اہل سنت کو محصور کیا اور عن ایمانھم و شمائلھم غضب کردگار سے مقہور کیا مولوی حیدر علی اس سے یہ سمجھے ہیں کہ جناب سیدؓ اصل ردہ مالک کو فی نفس الامر محال ثابت کرتے ہیں چنانچہ کہا شریف مرتضیٰ امام الائمہ طائفہ در کتاب شافی کہ بجواب مفتی قاضی القضاۃ عبدالجبار معتزلی بقالب تالیف در آوردہ بمقتضائے حبك الشئ یعمی ویصم درصدد آں شدہ کہ ردت مالک را بمعنی انکار زکوۃ از دائرۂ امکان بیروں نماید چنانچہ عبارت شریف مذکور کہ حیرتگاہ خلایق است بچشم عبرت بین ملاحظہ باید کرد۔ سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے اور کیا لیاقت علمی۔ جناب سید اس استحالہ قبول روایات کو بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ثابت کرتے ہیں باقی نفس الامر یا بنا بر اعتقاد خود سچ ہے حبك الشئ یعمی ویصم نے

مولوی صاحب کو ایسا مجبور کیا کہ اُنہوں نے عبارت جناب سید کو نہ دیکھا نہ
سنا دیکھئے جناب سید خود فرماتے ہیں کیف یجوز عند خصومنا علی مالك
واصحابه جحد الزکوة یعنی ہمارے فریق مخالف اہلسنت کیونکر اس کے
قائل ہو سکتے ہیں کہ مالک اور اُس کے اصحاب نے باوصف اقرار صلوٰۃ انکار
زکوٰۃ کیا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ استحالہ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ہے
نہ فی نفس الامر ولعمری ذلك طریف جدًا ایسی خوش فہمی کے ساتھ مولوی
صاحب اعتراض بھی کرتے ہیں چنانچہ اول اعتراض انکا یہ ہے بحسب تحسین آنکہ اگر مراد (تحفہ ص ۱۱)
از مقارنت صلوٰۃ و زکوٰۃ ایں معنی ہست کہ اکنوں ممکن نیست کہ احدے از مردم
بفرضیت احدهما دون الآخر قائل گردد فمع انه اغرب من کل غریب
عند المنصف اللبیب مکذبش شبہ مشہور ہست کہ علمائے فریقین در کتب خود
آوردہ اما کلام علمائے مخالفین پس قبل ازیں گذشت واما کلام علمائے اہل
حق پس دریں مقام آنچہ فخر المتکلمین امام المتبحرین در تفسیر کبیر تقریرش فرمودہ
وکنتوری در ہفوات خود نقل نمودہ براں اکتفا میرود فانظر الی عبارته احتج
مانعوا الزکوة فی زمان ابی بکر الصدیق بهذه الآیة وقالوا انه تعالی امر الرسول
باخذ الصدقات ثم امره ان یُصلّی علیهم وذکر ان الصلوة سکن لهم
فکان وجوب الزکوة مشروطا بحصول ذلك السکن ومعلوم ان غیر الرسول
لا یقوم مقامه فی حصول ذلك السکن فوجب ان لا یدفع الزکوة الی احد
غیر الرسول انتهی۔ ترجمہ یعنی مانعین زکوٰۃ نے استدلال کیا ابو بکر کے زمانہ میں اس
آیہ کے ساتھ اور کہا کہ خدا نے اپنے رسول کو حکم کیا باخذ صدقات اور حکم کیا بصلوٰۃ

اُن لوگوں پر اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ صلوۃ سکن یعنی موجب رحمت ہے اُن لوگوں کے لیئے اور معلوم ہے کہ غیر رسولؐ اس بارے میں حضرت کا قائمقام نہیں ہو سکتا تو ضرور ہوا کہ غیر رسول کو زکوۃ نہ دیجائے اور خرافت اس کلام کی مولوی صاحب کی از قبیل بدیہیات ہے اس لئے کہ جناب سید استحالۂ انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت ثابت فرماتے ہیں تو مولوی صاحب کو ضرور تھا کہ اپنے اصول موضوعہ کو یاد کرتے اور اس کلام کو بخوبی سمجھے تب جو چاہتے کہتے پس ضرور ہے کہ ہم پہلے وجہ اس استحالہ کی مولوی صاحب کو سمجھا لیں بعد اُس کے اُن کے کلام کی بطلان کو ظاہر کریں علامہ سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں کہ اصل تواتر قرآن پر ایک مسئلہ بہت مشکل امام فخر الدین نے وارد کیا ہے کہ ابن مسعود سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ سورۂ حمد اور معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے اور یہ امر بہت مشکل ہے اس لئے کہ اگر ہم کہیں کہ قرآن کو زمانۂ صحابہ میں تواتر حاصل تھا تو پھر ابن مسعودؓ نے جو قرآن متواتر کا انکار کیا اس سے کفر اُنکا لازم آتا ہے اور اگر کہیں کہ اُس زمانہ میں قرآن کو تواتر حاصل نہ تھا تو لازم آتا ہے کہ قرآن متواتر الاصل نہ رہے اور یہ اُس سے زیادہ مشکل ہے پس اس عقدۂ لاینحل کے دفعیہ کے لئے ضرور ہے کہ ہم قائل ہوں کہ اصل روایات دربارۂ مذہب ابن مسعود بانکار قرآنیت معوذتین و سورۂ حمد باطل ہے جب ہی نجات ہوگی والّا فلا انتہی ملخصًا و قدمر سابقًا پس اسی طرح کا اعتراض یہاں بھی دربارۂ انکار مالک بفرضیت زکوۃ وارد ہوتا ہے لہذا اہلسنت کو ضرور ہے کہ اصل روایات

کا انکار کریں اور تقریر اُسکی یوں ہے کہ ہر گاہ اُس زمانے میں قرآن متواتر اور حکم صلوٰۃ و زکوۃ کہ ضروریات دین سے ہے یکسان تھا اور مالک مقر بقرآن و مقیم صلوٰۃ تھا تو پھر انکار زکوۃ اُس سے کیونکر ہوسکتا ہے اس لئے کہ اگر زکوۃ کا انکار کیا تو لازم آتا ہے کہ کافر ہو جاے۔ کیونکر کہ منکر ضروری دین کافر ہے جیسا کہ شاہ صاحب نے لکھا ہے اور کوئی اُس کو کافر نہیں کہتا والا تکذیب خلیفۂ دوم لازم آتی ہے اور جہالت اُنکی ثابت ہوتی ہے بلکہ کل صحابہ کی جہالت کیونکر قتل منکرین زکوۃ میں سب متامل تھے اور کسی نے نہ کہا کہ بسبب انکار زکوۃ و منکر ضروری دین ہو کر کافر ہوا بلکہ صدر اول میں کوئی متنفس مدعی کفر مالک نہ ہوا علاوہ مفاسد جدیدہ جس وجہ سے مولوی صاحب نے معنی ارتداد میں تاویل کیا اور اگر کہے کہ احکام قرانی و قرآن صلوٰۃ بہ زکوٰۃ اُس زمانے میں متواتر نہ تھا تو پھر اصل تواتر قرآن اور ضروریات دین کا ضروری دین ہونا باطل ہوتا ہے ولا یرضیٰ بہ مسلم پس سوائے اس کے اہلسنت کو کچھ چارہ نہیں ہے کہ مثل امام رازی اپنی اصل روایات انکار زکوۃ کا انکار کریں اور اُسکو باطل قرار دیں پس بنا بر لزوم احد الامرین الممتنعین یعنی باقرار بکفر مالک بوجہ انکار زکوۃ و جہل و کفر خلیفۂ دوم یا التزام عدم تواتر قرآن و ضروریات دین جناب سید اعلے اللہ مقامہ نے بقاعدۂ[1] اذا ابتلی ببلیتین اختار اھونھما فرمایا کیونکہ جائز ہے اہلسنت کو کہ اس کے قائل ہوں کہ مالک نے باوصف اقامت صلوٰۃ اصل زکوۃ کا انکار کیا کہ اُسکا قائل

---

[1] یعنی جب دو بلاؤں میں آدمی دائر ہوتا ہے تو بلاے سہل اختیار کرتا ہے ۱۲

ہونا بنا بر اصول موضوعہ اُن کے جائز نہیں ہے پس یا اصل روایات انکار مالک کا اداے زکوٰۃ سے انکار کریں یا اسی کے قائل ہوں کہ مالک اداے اصل زکوٰۃ کا نہیں منکر تھا بلکہ خلیفۂ اول کے ہاتھ میں دینے کا منکر تھا کہ اُنکو خلیفۂ اول بحق نہیں جانتا تھا اور ہرگاہ شق اول کو اختیار نہیں کر سکتے و الّا صحت صحاح سقام کا بطلان لازم آتا ہے لابد شق ثانی کو اختیار کریں گے وہو المطلوب ازیں جاست کہ حسب نقل مولوی صاحب مفاتیح مالک کو منجملہ باغیوں کے شمار کرتے ہیں نہ کافر نہ مرتد نہ محدث وغیرہ کذلک ابن حزم اندلسی اپنی کتاب محلی میں پس اس تقریر عدیم النظیر جناب سید سے نہ انکار درود روایات اہلسنت دربارۂ انکار مالک ظاہر ہوتا ہے نہ انکار روایات اہلحق بشرط وجود وصحت اُن کے چنانچہ کاشف اس کا قول جناب سید ہے وقبل ان نتصفح الخ یعنی قبل تلاش کرنے روایات کے ہم کہتے ہیں الخ پس اس تقریر لطیف پر اعتراض کرنا مولوی صاحب کا خود عجیب عجیب ہے اس لئے کہ ہرگز جناب سید کا یہ مقصود نہیں ہے کہ وہ روایات موجودۂ فریقین کے منکر ہیں جو مولوی صاحب کو حاجت نقل اقوال فریقین ہو بلکہ مقصود یہی ہے کہ وہ تسلیم کیونکر کر سکتے ہیں والتسلیم[ا] فرع الوجود معہذا جو عبارت مولوی صاحب نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے اُس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ مالک مذکور منکر اصل فرضیت زکوٰۃ ہو بلکہ وہ مدعی ارتفاع حکم مذکور ہے بوجہ ارتفاع سبب کے کہ بدالنسبت اس کے وجوب زکوٰۃ مشروط تھا ساتھ حصول سکن کے اور حصول سکن بوجہ وفات رسولؐ مرتفع

[ا] اور تسلیم روایت فرع وجود روایت ہے ۱۲

ہے کیونکہ غیر رسولؐ قائم مقام آنحضرتؐ ان امور میں نہیں ہو سکتا تو اصل حکم زکوٰۃ بھی مرتفع ہوا پس اس تقریر سے بھی مالک کا منکر اصل زکوٰۃ ہونا ثابت نہ ہُوا غایۃ الامر یہ کہ اشتباہ ہوا اور ایسے شبہات اکثر صحابہ کو عموماً اور خلیفۂ دوم کو خصوصاً ہوتے ہیں چنانچہ قصۂ انکار وفات رسول سے ظاہر ہے علاوہ بر ان تحقیق صاحب مناہج کما فی منتہی الکلام ص وہ زمانہ زمانۂ تبدیل احکام تھا جیسا کہ فرماتے ہیں فان قیل لو کان منکر و الزکوٰۃ فی زمان ابی بکر اھل بغی و لم یکونوا کفاراً فلیکن فی زماننا کذلک فکلما من انکر فی ھذا الزمان کفر بالاجماع والفرق انھم کانوا من زمن تبدیل الشریعۃ واحکامھا ولیس الآن کذلک و انھم وقعوا فی الفترۃ بموت النبیؐ وکانوا جھالاً بامور الدین بعید من العلماء الخ یعنی اگر کہا جائے کہ جس طرح منکرین زکوٰۃ زمانہ خلیفۂ اول میں اہل بغاوت سے تھے اور کافر نہ ہوئے تھے تو چاہئے کہ اس زمانہ میں بھی وہی حکم ہو کیونکہ میں کہ جو اس زمانہ میں منکر زکوٰۃ ہو وہ بالاجماع کافر ہے فرق یہ ہے کہ وہ لوگ اُس زمانے میں تھے کہ احکام شریعت کی تبدیل ہوا کرتی تھی اور اب ایسا نہیں ہے اور وہ لوگ بسبب وفات حضرت کے فترہ میں پڑ گئے یعنی شبہ ہو گیا اور وہ لوگ امور دین سے چنداں واقف نہ تھے بلکہ جاہل تھے اور علما سے دور رہتے تھے انتہی تو بفرض تسلیم کہ وہ لوگ شبہ میں واقع ہوئے پس منکر اصل زکوٰۃ نہ ہوئے بہر کیف استشہاد کو یہاں کوئی مناسبت نہیں ہے نہ اُس سے مولوی صاحب کو کوئی منفعت ہوئی۔ افسوس صد افسوس کلام متسق النظام جناب سید علام علم الہدیٰ اعلی اللہ مقامہ کی رد کرنے کا حوصلہ ایسے بزرگ کو ہوا ہے جس کو

نہ اپنے اصول کی خبر ہے نہ مواخذۂ فحول علما کا خوف و خطر اہل حق یعنی شیعۂ اثنا عشریہ سے مجادلہ کے لئے لباس خوارج پہنکر آمادۂ جدال ہوتے ہیں اگر حضرت مولوی کو کچھ بھی ادراک و شعور و وقوف و عثور ہوتا تو یہ اعتراضات نہ فرماتے کیونکہ یہ کل تحریر جناب سید اصول اہلسنت پر مبنی ہے اور گویا اقوال صحابہ سے ماخوذ اور مروی ہے کیونکہ سیف بکری خالد بن ولید قاتل مالک عمری نے بھی اعتراض مالک سے پیش کیا تھا۔ چنانچہ انسان العیون برہان الدین حلبی میں ہے ویقال ان خالدا استدعی مالک بن نویرہ وقال له کیف ترتد عن الاسلام وتمنع الزکوٰۃ الم تعلم ان الزکوٰۃ قرینۃ الصلوٰۃ یعنی خالد نے مالک سے کہا کہ تو کیونکر مرتد ہو سکتا ہے اسلام سے اور منع کر سکتا ہے زکوٰۃ کو کیا نہیں جانتا کہ زکوٰۃ اور صلوٰۃ ایک ساتھ وارد ہیں الخ جس سے معلوم ہوا کہ خالد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ باوصف اقرار بصلوٰۃ تو منکر زکوٰۃ ہو سکتا ہے حالانکہ اسی جرم انکار زکوٰۃ کے سبب سے خالد لڑنے گئے تھے پس گویا کلام جناب سید تقریر خالد سے ماخوذ ہے اب میں بکمال ادب ملتمس ہوں کہ جناب مولوی صاحب یہ کل اعتراضات اپنے روبرو اپنے سیف اللہ خالد بن ولید کے پیش کریں اور کوئی درجہ تحقیق و تنقیح میں اپنے سیف اللہ کے اُٹھا نہ رکھیں کہ اُنھوں نے کیسا مہمل کلام مالک حضرت عمر سے کہا حالانکہ بقول مولوی صاحب مالک نے صاف صاف انکار زکوٰۃ کیا اور اُسکی خبریں خلیفہ تک پہنچیں جسپر خالد کی تقرری ہوئی کہ مالک کو قتل کریں اُسپر بھی خالد انکار زکوٰۃ کو مالک سے محال ثابت کر رہے ہیں وہی نقل ہے جو اکثر مولوی صاحب ازالۃ الغین میں فرماتے ہیں کہ تیر تو لگ گیا ہے مگر

صہ ۴۶۶ م فی ترجمۂ خالد بن ولید الی بنی حنیفہ و معہ تعرض فی القتل

خدا جھوٹ کرے باقی اس کلام کی شق ثانی جو مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر
مقصودش این ست کہ حق تبارک وتعالیٰ درجاہاے بسیار ہر دو عبارت را در کتاب
مستطاب خویش جمع کرد و پیہم آورد پس مسلم است لیکن با مدعاے شریف کہ
استحالۂ انکار مالک بن نویرہ از دادن زکوۃ و اقرار صلوۃ است ربطے ندارد زیراکہ
نہ بدیہی است نہ برہانی براں قائم شدہ کہ ہر گاہ دو چیز در کلام شارع مقارن
یکدیگر مذکور شود تمامی احکام وقیود وجہات ہر دو مساوی الاقدام باشد فکیف کہ
ہمہ مردم دریں امور بر مسلک واحد متفق اللفظ والمعنی باشند الی آخر عبارتہ
پس نہایت لغو ہے۔ اما اولاً پس اس لئے کہ مخالف مقصود جناب سید ہے جیسا
بیان ہوا جبتک غرض قائل نہ سمجھے تخمینی باتوں سے اُس پر اعتراض کرنا کار
فضلا نہیں ہے۔ ثانیاً مشایعۃً لمولوی صاحب کہتا ہوں کہ اس صورت میں
بھی کلام جناب سید نہایت متین ہے کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ جب کوئی مدعی
ہو کہ حکم خدا و رسول کو مانتے ہیں اور اسلام پر باقی ہیں اور کل صحابہ بھی ایسا ہی
کہیں اور تسلیم کریں تو ضرور ہے کہ کل احکام کو مانے اور قبول کرے خصوصاً اُن
امور کو جو ضروریات دین سے ہوں کہ اگر ایک کا بھی منکر ہو تو کافر ہو جائے
نہ یہ کہ ایک حکم کو تسلیم کرے دوسرے کا انکار کرے اسپر بھی اکابر صحابہ باوصف
علم ویقین کہ یہ منکر ضروری دین کا ہے اور خلیفہ بحق اُس کے قتل کا حکم دیتے ہیں
کل مہاجر وانصار اُسکو مسلمان اور مؤمن نیک اعتقاد کہیں اور اُسکی تبدیل و
تغیر نہ کرینگے گواہی دیں حالانکہ ہر گز کوئی شخص ایسے کو مسلمان نہیں کہہ سکتا
کما مر مگر درصورتیکہ وہ اس ضروری دین کا کوئی دوسرے معنی لگاتا ہو اور اپنی

غلط فہمی سے اُسکا منکر ہو جیساکہ مانحن فیہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ وہ اصل حکم کا منکر نہیں تھا بلکہ اُس معنی کا منکر تھا جیسے اور لوگ بیان کرتے ہیں اور یہ امر دیگر ہے ازینجاست کہ چونکہ وہ بمعنی دیگر بطور تاویل یا غلط فہمی یہ حکم لگاتا تھا اسی وجہ سے آپ بھی اُس کو کافر نہیں کہتے پس غرض جناب سید یہی ہے کہ مالک منکر اصل زکوۃ نہ تھا جیساکہ اہل سنت ظاہر کرتے ہیں والا مفسدہ عظیمہ لازم آتا ہے کہ اکابر صحابہ و اکثر اہل سنت منکر ضروریات دین کو بھی مؤمن و مسلم سمجھتے ہیں اور کل صحابہ اُس کے اسلام و ایمان پر متفق ہوئے اور اُس کے قاتل سے آمادۂ اخذ قصاص ہوئے پس ضرور ہے کہ واسطے دفع کرنے اس بلا کے اہلسنت اُن روایات کو جو درباب انکار زکوۃ ہے قبول نہ کریں مثل انکار فخر رازی دربارہ روایات انکار ابن مسعود قرابنیت حمد و معوذتین سے والا اسلام خلفا و دیگر صحابہ میں بنابر اصول اہل سنت کلام لازم آتا ہے وان کان الامر کذلک ۔ ثالثاً مقارن صلوۃ سے مصطلح شرعی یا تصدق مراد ہونا خارج از بحث ہے ؎ ہر سخن جاے و ہر نکتہ مقامے دارد ۔ اسی وجہ سے جو مولوی صاحب نے تعریض طرف آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والّذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یؤتونَ الزکوۃ وھم راکعون بنابر لفظ یؤتون الزکوۃ کیا ہے اور تشنیعات لاطائلہ سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا ہے قلم انداز کیا جاتا ہے خصوصاً درصورتیکہ مورد اُس تشنیع و تعریض کے فریقین ہوں کیونکہ اکابر مفسرین اہلسنت نے بھی نزول اس آیۂ کریمہ کو جناب امیر علیہ السلام کے بارے میں روایت کیا ہے جسکو شوق اس مبحث کے مطالعہ کا ہو وہ لوارق موبقہ و جیزۂ جناب سبحان علی خان مرحوم و حدیقۂ سلطانیہ

جناب سید العلماء و عبقات الانوار فی امامة الائمة الاطہار ملاحظہ کرے انشاء اللہ
بعد مطالعہ ان کتابوں کے پھر حوصلہ تعریض و تشنیع کا باقی نہ رہیگا الا ان یکون
خارجاً عن الاسلام یہاں عبارت تفسیر کبیر امام المتکلمین فخر الدین رازی پر
اقتصار کیا جاتا ہے و ہذہ عبارتہ والثانی روی عطاء عن ابن عباس
انہا نزلت فی علی بن ابیطالبؑ روی عن عبد اللہ ابن سلام قال لما
نزلت ہذہ الآیۃ قلت یا رسول اللہ انا رأیت علیاً تصدق بخاتمہ
علی محتاج و ہو راکع فنحن نتولاہ و روی عن ابی ذرؓ انہ قال صلیت مع
رسول اللہ یوما صلوۃ الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد
فرفع السائل یدہ الی السماء و قال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد الرسول
فما اعطانی احد شیئاً و علیؑ کان راکعاً فاوی الیہ بخنصرہ الیمنی و کان فیہا خاتم
فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرائی النبیؐ فقال اللہم ان اخی موسی
سالک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ واشرکہ فی امری فانزلت
قرآناً ناطقاً سنشد عضدک باخیک و نجوی لکما سلطاناً اللہم و انا
محمد نبیک و صفیک فاشرح لی صدری و یسر لی امری واجعل لی وزیراً
من اہلی علیاً اشدد بہ ظہری قال ابوذر فواللہ ما اتم رسول اللہ ہذہ
الکلمۃ حتی نزل جبرئیل فقال یا محمد اقراء انما ولیکم اللہ و رسولہ الی آخرہا
انتہی موضع الحاجۃ یعنی عطا نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ انما
ولیکم اللہ دربارۂ علی ابن ابیطالبؑ نازل ہوا اور عبد اللہ بن سلام سے منقول
ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا ہے کہ جناب

تفسیر کبیر جزو ثالث مطبوعہ مصر ص ۱۰۲

امیرؑ نے حالت رکوع میں انگشتری تصدق فرمائی ایک محتاج پر اور ابو ذر رضی اللہ
عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز میںنے حضرت رسول خداؐ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی ایک
سائل نے مسجد نبوی میں کچھ سوال کیا کسی نے اُسکو کچھ نہ دیا پس سائل نے
ہاتھ اپنے آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا خداوندا گواہ رہنا ہم نے مسجد رسولؐ
میں سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا اس وقت حضرت علیؑ رکوع میں تھے پس سائل
کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا اس میں انگشتری تھی سائل نے وہ
انگشتری نکال لی اور یہ امر روبروے آں حضرتؐ واقع ہؤا۔ پس فرمایا حضرت
نے پروردگارا برادر میرے موسےؑ نے تجھ سے عرض کیا کہ ہمارے سینہ کو کشادہ
کر اور ہارون کو وزیر میرا بنا اور شریک امر قرار دے پس تو نے قرآن ناطق نازل
کیا کہ قریب ہے ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کرینگے اور تم دونو
کو غلبہ دینگے خداوندا میں محمد ہوں نبی تیرا اور صفی تیرا پس کشادہ کر صدر میرا
اور ہمارے امور کو سہل کر اور ہمارے اہل سے علیؑ کو وزیر میرا بنا اور بسبب
اُس کے پشت میری قوی کر حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں قسم بخدا ابھی دعا حضرت
کی تمام نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل امیں نازل ہوئے اور آیۂ انما ولیکم اللہ لائے انتہی
افسوس ہے مولوی صاحب کے حال پر کہ اپنے یہاں کی روایات پر نظر نہیں
کرتے اور ناحق ونار و اتشنیع کرتے ہیں اب اس روایات کو جو تین صحابی سے
منقول ہے ملاحظہ کریں اور جو چاہیں کہیں مگر یہ بھی یاد رہے کہ منکر خبر واحد
کافر ہے پس یہ خبر جو متواتر یا قریب بتواتر ہے اُس کے منکر کا کیا حال ہوگا۔
رابعًا یہ کہنا مولوی صاحب کا مقصود ازیں تقریر براءت ذمہ مالک نیست

که تبریهٔ اینگونه تردامنی خارج از امکان است موجب خندهٔ سرشار ہے کیونکہ مالک
ان لوگوں کے کب خواہان اس احسان کے ہیں اس لئے کہ اُس مالک نے
اپنے مملوک خلیفہ دوم وعبداللہ بن عمر وطلحہ وسعد وابو قتادہ وغیرہ کی شہادتوں
سے برارت کلی اپنی حاصل کرلی اور تردامنی خلیفہ اوّل وسیف اللہ کو باقرار
خود خلیفہ تخطاے سہ گانہ خالد واستیفاے دیت من بیت المال ثابت کردی
اور اپنی بے جُرمی کی فارغخطی لے لی ہے کہ ناحق ونا روا مالک خلیفہ دوم
مقتول ہوا اور قائلین وحاکمین وراضین بالقتل پر الزام خون ناحق
مسلمان کا دھر گیا وکفیٰ بذلك له فخراً وفاز شہفاً وذخراً - لیکن دوسرا
اعتراض مولوی صاحب کا جسکو ان الفاظ سے بیان کیا ہے - دوم آنکہ
اگر مطلب این است کہ ممکن نیست کہ شخص مجتہد بوجوب احدہما دون الآخر
حکم کند پس اثبات پایۂ اجتہاد برای مالک خویش بذمۂ اولیاے شریف مرتضے
خواہد بود واین از جملہ مستبعدات بلکہ محالات است چہ از روایات وعبارات
علماے جانبین قبل ازین بمعرض وضوح آمدہ کہ مالک بجہت ضعف اسلام
ومخالفت امام از حدود الٰہی وواجبات شرعی تجاوز کردہ ہرگز لیاقت اجتہاد
نداشت پس بسبب سلب امکان حکم بفرضیت احدہما وجد وفرضیت الآخر
از شخصے کہ بمرتبۂ اجتہاد نرسیدہ باشد لازم نمے آید کہ مالک وملوکین او کہ بلاریب
مخالف اصحاب کبار واہلبیت اطہار اخیار بودند چنانچہ انفاً گذشتہ اگر بوجوب
نماز قائل باشند ضرور است کہ بوجوب زکوٰۃ ہم قائل شوند بلکہ لعنت وانحراف
وحرص شان کہ بروایات فریقین ثابت اقتضاے آں دارد کہ از ادائے

زکوٰۃ سرباز زنند واز نماز دست برندارند چنانچہ گفتہ اند کہ قرآن بر سرزبان است
وزرمیان جان **بیت** بدبنارے چوخر در گل بماند - وگر الحمد خواہی صد بخوانند*
پس دلیل کمال فہم وذکاوعقل رسائی حضرت مولوی ہے - اما اولاً پس
ہرگاہ مطلب شریف جناب سید نہایت واضح ہے کہ بنابر اصول موضوعہ
سنیہ یہ الزام لگتا ہے تو مثل حایکین کے ایسے کے کیست میں گم ہونے کی
کوئی وجہ نہیں ہے اُن اصول موضوعہ کا اپنے انکار کریں تا اس الزام کے
عذاب سے نجات پائیں - ثانیاً ہرچند غرض جناب سید نہ اثبات اجتہاد مالک
ہے بنابر اعتقاد اہلسنت نہ انکار وجود روایات لیکن ہرگاہ خود مولوی صاحب
نے کلام جناب سید کو بوجہ اپنی خوش فہمی کے اس عمل قبیح پر حمل کرتے ہیں تو میں
بھی متابعۃً گوش گزار کرتا ہوں کہ اگر مقصود آپ کا یہ ہے کہ بنابر اصول اہلحق
مالک کا اجتہاد ثابت نہیں ہے جیسا کہ قبل اس کے کہا ہے وبحمد اللہ کہ صعلوکان
مالک وطرفداران آں بے نصیب وہالک بر اثبات اجتہادش قدرتے ندارند
کہ محصل اُسکا یہ ہے اگر مالک منکر خلافت ابوبکر ومقر بخلافت جناب امیرؑ تھا
تو ضرور تھا کہ اطاعت خلیفۂ اوّل بنابر مسئلہ تقیہ کرتا اور زکوٰۃ اُن کے عمال
کے حوالہ کرتا پس بسبب ترک تقیہ یہ سزا ملی اور بوجہ اس کے کہ مخالفت جناب
امیرؑ کی کہ حکم خلیفہ نہ مانا تو فاسق ٹھہرا اور فاسق مجتہد نہیں ہوسکتا انتہی
محصلاً تو اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بنابر مذہب اہل حق آپ کے
خلفا وصحابہ ومجتہدین کا بھی اجتہاد ثابت نہیں ہے بلکہ خطا وکفر ونفاق
اُن کا مسلم ہے پھر اس سے آپکو کیا فائدہ ملا باقی مخالفت تقیہ کو جو مولویصاحب

ذکر تقیہ

فرماتے ہیں کہ مقصود اُن کا تعریض و تشنیع ہے تقیہ پر پس خود صحیح بخاری میں ہے التقیۃ الیٰ یوم القیٰمۃ اور وجوب تقیہ عند خوف الضرر ہے نہ مطلقاً پس ممکن ہے کہ مالک حضرت عمر کو خوف ضرر نہ ہو اور موافقت سعد بن عبادہ جو مصادیق اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے تھے باعث قوی اُسکا ہوا ہو کہ یہ اقتدا بھی موجب اہتدا ہے اور مخالفت جناب امیرؑ علیہ السلام اُسوقت ثابت ہوگی کہ آپ اُسکو ثابت کریں کہ بعد مصالحہ جناب امیرؑ با ابوبکر مالک نے مخالفت کی ہو اور یہ امر محال ہے کیونکہ جناب امیرؑ کا بیعت نہ کرنا چھ مہینے تک خود صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے ثابت ہے اور قتل مالک قبل اُس کے واقع ہوا جیسا کہ خود مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ بفور استماع خبر مصیبت اثر رحلت نبویؐ مالک نے ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا پس معلوم ہوا کہ مالک بمتابعت جناب امیرؑ اُسوقت تک مخالف خلیفہ رہا ہے کہ شد آنچہ شد فاین الفسق اور شاہ ولی اللہ نے بتصریح تمام مخالفت جناب امیرؑ اور نہ موافقت کرنا صحابہ کا اس قتل میں ازالۃ الخفا میں لکھا ہے پس دعاوی باطلہ مولوی صاحب باطل ہوئے و قد یجیٔ فیما بعد ایضاً انشاء اللہ اور اگر مقصود یہ ہے کہ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت مالک کا اجتہاد ثابت نہیں ہے تو محض غلط ہے کیونکہ ہرگاہ عموماً ہر صحابی آپ کے نزدیک مجتہد مسلم ہیں تو اس صحابی کے مجتہد ہونے میں کیا عذر ہے جسکو بہ نسبت دیگر صحابۂ مقبولین آپ کے مرتبۂ ریاست و عہدۂ اخذ صدقات بھی عہد رسولؐ سے حاصل تھا کیونکہ ریاست بغیر قابلیت ناممکن ہے۔ ثالثاً ہرگاہ خالد بن ولید کا قتل مالک میں

باقرار خلیفۂ اوّل واتفاق دیگر صحابہ خطا کرنا ثابت ہے جیسا کہ بیت المال سے
دیت دینا کاشف اس کا ہے تو ضرور اجتہاد مالک مع الصواب آپ کے نزدیک
ثابت ہوگا۔ رابعًا ہرگاہ زنان پردہ نشین جنکو خود جاہل و نافہم و نادان
بھی کہتے ہیں مجتہد ہوں اور استنباط مسائل کریں جبپر خلیفۂ دوم فرمائیں
کل الناس افقہ من عمر حتی العجایز تو اس صحابی جلیل القدر رئیس مقرر
کردۂ رسول کے اجتہاد میں کیا عذر ہے۔ خامسًا ہرگاہ غاصبان خلافت
علوی و باغیان امیر مؤمنان بلکہ محاربین و مقاتلین نفس رسول منان کا
عمومًا اجتہاد آپ کے یہاں مسلم ہے تو پھر اجتہاد مالک خطا ہو یا صواب آپکو
کیا عذر ہے۔ سادسًا ہرگاہ ابن ملجم ملعون باوصفیکہ صحابی بھی نہ تھا آپکے
یہاں بالاتفاق مجتہد علی الاطلاق ہو جیسا کہ سابقًا مذکور ہوا بلکہ عمر بن سعد ملعون
بھی بسبب اس کے کہ وہ قاتل جناب سید الشہداء روحی لہ الفدا تھا آپکے یہاں
صدوق وثقہ و مجتہد قرار پایا تو مالک کو بوجہ عدم بیعت ابوبکر کون کہہ سکتا ہے
کہ مجتہد نہ تھا۔ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں قال ابن معین فی

ص ۱۲۱ ذوالفقار حیدری مطبوعہ اول

لہ سعی مشکور مولوی عبدالحی میں ہے ص۲۳ اور ملا علی قاری رسالہ الدرۃ المضیۃ فی
الزیارۃ المصطفویہ میں مسطور کرتے ہیں الخ اور ص۸۷ میں ہے جواز شد الرجال
مذہب ایک جماعت عظیمہ محققین محدثین و فقہاے دین متین کا ہے جیسے شیخ الاسلام
ذہبی یہانتک کہ کہا۔ اور قاضی القضاۃ بدرالدین عینی حنفی اور ابن الہمام اور ملا علی قاری الخ جس سے
محققین محدثین و فقہاے دین متین سے ہونا ملا علی قاری کا ظاہر ہے اور مولوی حیدر علی منتہی الکلام ص۱۸۶ میں کہتے
ہیں بلکہ ازام المؤمنین صدیقہ علی ماکال بعض الاکابر مثل علی القاری والمحقق الدہلوی درہمین روایت الخ ۱۲ منہ

عمر بن سعد کیف یکون من قتل الحسین ثقة انتہی۔ اقول رحم اللہ من انصف والعجب ممن یخرج حدیثہ فی کتبہم مع علمہم بحالہ ثم کلام میرک وفیہ انہ لم یباشر قتلہ ولعل حضورہ مع العسکر کان بالرای والاجتہاد وربما حسن حالہ وطاب مالہ ومن الذی سلم من صدور معصیۃ عنہ وظہور زلۃ منہ فلو فتح ہذا الباب اشکل الامر علی ذوی الالباب انتہی مابہ ھھنا یعنی کہا ابن معین نے دربارۂ عمر بن سعد کہ قاتل جناب امام حسینؑ کیونکر موثق ہوسکتا ہے میرک کہتے ہیں خدا رحم کرے صاحبان انصاف پر مگر تعجب ہے اُن لوگوں سے جو عمر بن سعد سے روایات اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں حالانکہ اُس کے حال سے بخوبی واقف ہیں شارح ملا علی کہتے ہیں کہ یہ کلام قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ خود مباشر قتل نہ ہوا اور ممکن ہے کہ عمر سعد بقوت اجتہاد یہ حاضر لشکر ہوا ہو اور باجتہاد رائے یہ کام کیا شاید اس کے بعد اُس کا حال اچھا ہو اور مآل اُسکا خوب ہو علاوہ برآں کون ایسا ہے جو معصیت اور لغزشوں سے مبرا ہو اگر ایسے امور کا اس بارے میں خیال ہو تو بڑی مشکل ہوگی انتہی اور سابقاً توثیق عمر بن سعد اور شمر بن ذی الجوشن قاتل جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا وعلیہ الآف التحیۃ والثنا بھی نزد اہلسنت مذکور ہوئے فتذکر۔ سابقاً ابھی آپ نے کلام اپنے امام کا نقل کیا ہے جس میں استدلال کرنا مالک کا آیۂ قرآنی سے اپنے دعوے پر مذکور ہے اب اس سے بڑھ کر کیا اجتہاد ہوگا جسے کہ باتفاق ارباب سیر و تواریخ و احادیث خلیفۂ اوّل اس استدلال کو قطع نہ کرسکے جیسا کہ جملۂ قسیم واللہ لاقاتلن سے ظاہر ہے بیں

ممکن ہے کہ حضرات اہلسنت مالک حضرت عمرؓ کے اجتہاد سے منکر ہوسکیں والمجتہد قد یصیب و قد یخطی یعنی مجتہد سے کبھی خطا ہوتا ہے کبھی صواب تو مقبولۂ اہلسنت ہی باقی رہا مخالفت امام پر پس اس کا اثبات ذمۂ مولوی صاحب ہے کہ بدلائل اس کو ثابت کریں جو کسی طرح ممکن نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ مقتضائے تعنت و حرص یہی ہے کہ پابند نماز رہیں اور بوجہ حب مال ادائے زکوۃ سے انکار کریں پس بہ نسبت خلفائے ثلثہ بھی یہی تقریر بشئ زائد زیادہ تر قابل قبول ہے کہ باوصف بقا بر ظاہر اسلام و بجا آوری احکام حرص و ہوائے دنیا نے ایسا متوالا کیا کہ غصب حقوق آل نبیؐ پر آمادہ و مستعد ہوگئے اور حکومت و سلطنت کے نشہ نے ایسا بدحواس کیا کہ بے اختیار ہو کر جلب سلطنت و خلافت پر تل گئے پس جیسا دربارۂ مالک باوصف اقرار بصلوۃ انکار زکوۃ کے وجوہات آپ بیان کرتے ہیں جو سراسر خلاف واقع ہے کما یتضح من بعد وہی وجوہ بلکہ بشئ مزید ارتداد اصطلاحی خلفا میں جاری ہیں مگر فرق یہ ہے کہ دربارۂ مالک ادعائے محض و افترائے بحت ہے اور دربارۂ خلفا مطابق واقع صحیح و درست جیسا کہ امام غزالی نے بھی رسالہ سر العالمین میں اسکی تصریح فرمائی ہے۔ فافهم وتذكر ولا تكن من الغافلين لیکن تیسرا اعتراض قولہ سوم آنکہ سلمنا کہ وجوب زکوۃ ضروری دین است لیکن آنہا زکوۃ را بعد از وفات شریف مشروط و بعضے از شروط پنداشتند و بجہت انحراف و عدم رسوخ بر قواعد اسلامیہ علم تعنت و عناد برافراشتند و گفتند اذا فات الشرط فات المشروط پس حکم باین کہ ممکن نیست انکار زکوۃ از شخصے کہ وجوب نماز را قبول کردہ باشد از

عجائب تر ہانست موجز آنکہ اگر سلب امکان مذکور از راسخین فی الاسلام است
فہو مسلم لکنہ لایجدبہ نفعاً و اگر بر سبیل عموم است فیکفی فی تکذیبہ ماروی عند
الفریقین حیرانم کہ مقتضیات عقل زرین و دانش و دوربین کہ تمیز خطا از صواب کار
اوست از حضرات تشیعین در وقت مناظرہ چرا مسلوب میشود انتہی۔ سراسر حیرت خیز
و تحیر آمیز ہے اگر مولوی صاحب کلام جناب سید نہ سمجھے تھے تو اُسپر اعتراض
کرنے کیا چلے سابقاً مقصود جناب سید بوضوح تمام مذکور ہوا کہ باوصفے کہ تم
قائل اُس کے اسلام کے ہو اور معترف ہو کہ وہ قائل بہ نماز تھا تو اب اُس کا
منکر بہ زکوٰۃ ہونا کیونکر جائز ہوگا بغیر اس کے کہ اُس کو کافر کہیں کیونکہ منکر ضروری
دین کافر ہے اور ہرگاہ اس کو کافر نہیں کہہ سکتے تو ضرور ہے کہ ان روایات
کو باطل قرار دیں زیادہ تر جائے حیرت بلکہ حسرت یہ ہے کہ مولوی صاحب
بہوس ابطال کلام جناب سید عالی مقام ایسے حواس باختہ ہوئے کہ بے سرو
پا باتیں فرمانے لگے کیونکہ سابقاً خود بیان فرما چکے ہیں کہ وہ لوگ حیات رسول
کو شرط زکوٰۃ جانتے تھے چنانچہ کلام اپنے امام کا اسی مادہ میں نقل فرمایا اور
یہاں بھی کہا کہ بعد وفات رسول اُنہوں نے کہا کہ اذا فات الشرط فات
المشروط پس اب یہ کہنا مولوی صاحب کا۔ لیکن آنہا زکوٰۃ را بعد از وفات
شریف مشروط بہ بعض از شروط میدانستند کیسا لغو و مہمل ہے کیا مولوی صاحب
کو یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ شرط مشروط سے مقدم ہوتا ہے یا مولوی صاحب اُن
لوگوں کو بھی مثل خلیفۂ دوم قائل بحیات یا رجعت جناب رسالتمآب جانتے ہیں
کہ جب وہ حضرت پھر زندہ ہونگے تو ہم زکوٰۃ دینگے بالجملہ اس تقریر سے بھی اصل

نکتۂ لطیف در عبارت مولوی صاحب

انکار زکوٰۃ نہیں ثابت ہوا بلکہ غلط فہمی اُنکی اور خطاءفی الاجتہاد اُن کا معلوم ہوا
کہ وہ لوگ اصل زکوٰۃ کے منکر نہیں تھے بلکہ بقاعدہ اذافات الشرط فات المشروط
سقوط فرضیت زکوٰۃ کے قائل ہوئے اور ظاہر ہے کہ اصل انکار زکوٰۃ اس سے
نہیں ثابت ہوا پس رد کرنا روایات انکار زکوٰۃ ضرور ہوا وہو المطلوب اور یہ
جو کہا کہ اگر سلب امکان از راسخین فی الاسلام ہست الخ پس محض واہی ہے کیونکہ
راسخین فی الاسلام سے کوئی بحث ہی نہیں ہے بلکہ جن لوگوں کو آپ منکر زکوٰۃ
بیان کرتے ہیں اُن کے بارے میں گفتگو ہے کہ وہ روایات انکار زکوٰۃ بنا بر
اصول موضوعہ اہلسنت قابل قبول نہیں ہے والا لزم المفاسد العدیدۃ
کما مر مراداً اور یہ جو کہا اگر بر سبیل عموم ہست فیکفی فی تکذیبہ ما روی عند الفریقین
پس از قبیل خبط ہے جناب سید کب منکر ہیں کہ روایتیں اس بارے میں منقول
نہیں ہیں جو یہ شاہد تکذیب ہو خود جناب سید نے فرمایا قبل ان نتصفح الخ یعنی قبل
تلاش روایات اور یہ فرع اقرار بوجود ہے ہزاروں روایتیں آپکے یہاں مناقض
ایک دوسرے کے موجود ہیں اس سے کیا ہوتا ہے جیسا امام فخر رازی نے ابطال
روایت انکار ابن مسعود پر مدار تواتر قرآن رکھا ہے ویسا ہی یہاں بھی زکوٰۃ کا ضروری
دین ہونا اور مالک کا اسلام پر باقی رہنا موقوف ہے ابطال روایات انکار پر اور
تشنیعات جو مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں مفاد اُنکا بجز اظہار کمالات مولویصاحب
کچھ نہیں ہے کیونکہ بقول اُستاد خود مصداق ان تشنیعات شیعہ کے خود بدولت ہیں
اس لئے کہ یہ حضرت کلام جناب سید پر معترض ہیں اور المعترض لا مذہب لہ قول شاہ
صاحب ہے پس حضرت مولوی کا بیمذہب ہونا اس سے بخوبی ثابت ہوا من حفر

بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ لیکن چونکہ اعتراض بالاختصار یہ ہے۔ چہارم آنکہ اگر از صناعت شریف مرتضٰے کہ در نقل وصیت جیش بعض از الفاظ را نظر بمصلحتہاے سانحہ از میان برداشتہ قطع نظر ہم نمائیم باز مفید مدعاے او نیست زیراکہ در صحاح روایات مروی ست کہ حضرت فاروق و امثالش با صدیق اکبر در وقتے کہ ارادۂ قتال مانعین زکوٰۃ بالہام ربانی در دل او تصمیم یافت مناظرہ کردند و گفتند کہ حدیث نبوی حکم میکند کہ جان و مال کلمہ گو محفوظ ماند و تو برخلاف آں ارادۂ قتل داری (منتہی الکلام ص ۲۱۹)

ابوبکر صدیق جواب داد آیا خاتمہ ایں حدیث را یاد ندارید کہ فرمودہ مگر آں قتل کہ بحق کلمہ متعلق باشد و زکوٰۃ حق کلمہ است یا نہ بخدا ہر کہ میانہ نماز و زکوٰۃ فرق خواہد خواہد کرد با وے مقاتلہ خواہم نمود پس اصحاب کبار رائے جہاں آراے او را برچشم گذاشتند و براے قتل بجان و دل برخواستند پس حالیاً اگر برفرض و تسلیم وقت انفاذ جیش و نصب رئیس کہ تنبیہ اہل انحراف عموماً بفرستادنش منظور بود از وجود و عدم انکار زکوٰۃ حرفے نہ زنند و برطبق سنت سنیۂ خیر البریہ علیہ الاف الصلوٰۃ والتحیہ امر فرمایند کہ تا بر قومے کہ تازند ہنگام استماع بانگ نماز دست از غارت و قتل باز دارند و الا او قتل و غارت دہند دلالتے بر اں نمیکند کہ کسے دراں وقت انکار از ابتاء زکوٰۃ نہ کردہ باحدے الدلالات الثلث فان عدم الذکر لیس دلیل العدم۔ علاوہ ذکر اذان و صلوٰۃ و عدم ذکر منع زکوٰۃ مشعر بر اں است کہ مقصود بالذات از فرستادن لشکر قتال و استیصال اہل ردت شرعی کہ اکثر دعوی نبوت آغاز کردند و از شریعت خلیع العذار گردیدند و تنبیہ و تادیب مانعین زکوٰۃ متقرین صلوٰۃ ضیمہ آنست سخت حیرانم کہ چوں انکار زکوٰۃ کہ از اعراب

سرزده در صحاح خصوصاً صحیح بخاری مندرج باشد و علماے فریقین بروایتش
تعرض کنند شریف مرتضے را در انکار آں غیر از تجاهل در منازرهٔ قاضی عبدالجبار
کدام باعث بود و این مجدد انکار اگر فقط بروایات خویش است پس قطع نظر از مخالفت
واقعی کما عرفت بر مخالفین شریف چگونه حجت تواند شد کما لا یخفی علی الوضیع و
الشریف و اگر بروایات مخالفین اوست پس روایات آنها بنداے بلند آواز
میدهد که لا بلته سر از دادن زکوٰة باز زده گو در وقت قدوم لشکر ظفر پیکر براے پاک
دامنی خویش حیله ها انگیخته باشد و آنچه شریف مذکور در قول صاحب مغنی اعنی و
کذا سائر اهل الردة گفتگو کرده قابل آں نیست که طلبه علوم دینی بحل آں پردازند
زیرا که مراد از سائر ارباب ردت مسیلمهٔ کذاب و دیگر مدعیان نبوت کاذبه و عابدین
اصنام نیستند بلکه افراد قوم دیگر که مماثلت مالک داشتند پس معنی کلامش این است
که مالک بن نویره چنانکه از زکوٰة انکار کرد همچنیں باقی اهل رده فلا التباس و لا غبار
و ازینجاست که در کلام صاحب مغنی هرگز از وجود و عدم مسیلمهٔ کذاب و طلیحه و عنسی
خانه خراب عینی و اثری پیدا نمے شود کلامش دائر در قوم مالک ست که ریاست
اخذ صدقات بر آنها داشت و هم کسانیکه از جماعتهاے دیگر اتباع او اختیار
کردند و دگر هیچ این طرفه صناعت دیگر هست که شریف مرتضے عبارت [illegible]
را بر غیر محل و صور خیالیه خویش فرود آورده و در پئے نقض آں شده و بر ظاهر ست
که اگر اینچنین حیله ها و تجاهلها بکار نمے برد چگونه عند الجهال مشهور مے شد که شریف
از عهدهٔ جواب سبکدوش و فارغ البال گردید و چگونه ضخامت کتاب او بده
جزو متوسط میرسید فکیف که از شصت هم متجاوز باشد اگر کسے را در کلام مجتهدین

خلائق ہنوز شبہہ باقی ماند باید کہ عبارت قاضی مذکور کہ خود شریف در کتاب شافی
آوردہ وقلم در کف خویش داشتہ ملاحظہ فرمایند وآں عبارت اینست شبهة
اخرى لهم وذكروا قصة خالد بن الوليد فى قتل مالك بن نويرة ومضاجعته
امرأته من ليلته وان ابابكر ترك اقامة الحد عليه وزعم انه سيف
من سيوف الله سله الله على اعدائه مع ان الله تعالى قد اوجب القود
وحد الزنا عموما وان عمر نبه وقال له اقتله فانه قتل مؤمنا ثم قال الجواب
عن ذلك ما قاله شيخنا ابو على وهو ان الردة ظهرت من مالك بن نويرة
لان فى الاخبار انه رد صدقات قومه عليهم لما بلغهم موت رسول الله
كما فعله سائر اهل الردة فاستحق القتل ثم قال فان قيل كان يصلى قيل له كذلك
سائر اهل الردة فانما كفر بامتناع من الزكوة واسقاط وجوبها دون غيره
انتهى كلام المولوى - **اقول** موجب صد تحیر بلکہ ہزاراں تحسر ہے کہ با وصفے کہ
مولوی صاحب امام المتکلمین اہلسنت ہیں کیوں ایسی بے تکی باتیں کرتے ہیں -
اعتراض جناب سید قاضی کے اس فقرہ پر ہے وکذلک سائر اہل الردۃ یعنی
مثل مالک کے سب اہل ردہ نماز پڑھتے تھے اسپر اعتراض جناب سید فرماتے
ہیں کہ اگرچہ بنا بر اصول اہلسنت قبول روایات انکار زکوۃ مع الاقرار بالصلوۃ
محال ہے مع ذلک یہ قول قاضی بدو وجہ باطل ہے پہلے یہ کہ باتفاق ارباب نقل
ابوبکر نے وقت روانگی لشکر حکم دیا کہ اگر آواز اذاں سنو تو جنگ نہ کرو جس سے معلوم
ہوا کہ وہ لوگ مقر بصلوۃ نہ تھے بلکہ منکر نماز تھے اسیوجہ سے خلیفہ نے علامت
اسلام اذان کو قرار دیا - دوسرے یہ کہ بالیقین معلوم ہے کہ مسیلمہ وغیرہ مرتدین

مدعیان نبوت نے بالکلیہ احکام شرعی سے دست برداری کی تھی پس معلوم ہوا
کہ وہ لوگ منکران صلوٰۃ تھے نہ مقران جیساکہ قاضی کہتے ہیں یہ خلاصہ اعتراض
جناب سید ہے بر کلام قاضی وکذلک سائر اهل الردۃ اس تقریر معدوم النظیر پر
اعتراض مولوی صاحب یہ ہے کہ جناب سید نے بنابر بعض مصلحت سانحہ بعض الفاظ
کو نقل وصیت بکر ہی سے حذف کیا مگر چونکہ مولوی صاحب نے اُن الفاظ محذوفہ وساقط
کو بنابر بعض مصلحت سانحہ مذکور نہ کیا لہٰذا قابل التفاوت نہیں ہے معہذلک بتصریح
شاہ عبد العزیز صحت اس نقل کی مسلم ہے کیونکہ تحفہ میں فرماتے ہیں ذکر جواب طعن
قتل مالک میں آنچہ در کتب معتبرہ فن سیر و تواریخ ثابت است سرایا باطراف و
جوانب فرستاد و بر طریقۂ مسنونہ جناب پیغمبر فرمود تا بر سر قومے کہ بتازند اگر اواز اذان
ازاں قوم بشنوند دست از قتل و غارت باز دارند الخ۔ مختصر اب برائے خدا غور فرمائیے
کہ عبارت جناب سید عربی ہیں مطابق اس نقل کے ہے یا مخالف کہ فرماتے ہیں
وقد روی جمیع اهل النقل ان ابابکر وصی الجیش الذین انفذهم بان یوذنوا
ویقیموا فان اذن القوم الذین بازائهم واقاموا کفوا عنهم الخ یعنی جمیع اہل
نقل نے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے اُس لشکر کو جسے روانہ کیا تھا وصیت کی کہ اگر
وہ لوگ جن سے لڑنے گئے ہو اذان و اقامت کہیں تو باز رہو اُن سے الخ اب برائے
خدا دونو عبارت کو ملاکر فرمائیے مطابقت ہے یا مخالفت یہ حال ہے مولوی صاحب
کی صداقت بیانی کا۔ ثانیاً مناظرہ صحابہ کا ساتھ ابوبکر کے دربارۂ قتال مانعین زکوٰۃ
خصوصاً حضرت عمر کا مسلم ہے لیکن سب کا جواب خلیفۂ اول کو تسلیم اور قبول کر لینا
ممنوع ہے کیونکہ بعد قتل مالک خلیفۂ دوم نے خلیفۂ اول پر اعتراض کیا اور خالد سے

قصاص لینے کے مستعدی ہوئے کہ یا قتل کرو یا رجم کر دیا معزول کرو جسکا جواب خلیفہ صاحب نے یہی دیا تاوّل فاخطأ تاول فاخطأ لا اشیم سیفا سلہ اللہ اور جناب امیرؑ و دیگر صحابہ بھی اس اعتراض میں شریک تھے پس اگر عندہ المناظرہ سب نے رائے خلیفہ کو تسلیم کر لیا تھا تو اب اعتراض کرنا کیونکر جائز ہوا پس یہ قول مولوی صاحب کا کہ کبار صحابہ رائے جہاں آرائے او را بر سر و چشم گذاشتند بھی غلط ہوا۔ ثالثاً بفرض تسلیم کہ متنبہ اہل انحراف عموماً منظور بود علامت انحراف بھی عموماً بیان کرنا ضرور تھا جس سے معلوم ہو کہ وہ لوگ فلاں امر سے منحرف ہیں اور وہ علامت بنا بر جامعیت ایتائے زکوٰۃ ہے کہ منکرین زکوٰۃ و مرتدین حقیقی دونو میں قدر مشترک ہے مگر خلیفہ نے یہ علامت نہ قرار دی بلکہ اذان و اقامت کو علامت قرار دیا کہ جو اذان نہ کہے اُس سے لڑنا اور جو کہے اُس سے نہ لڑنا پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ اصل نماز سے منحرف تھے تو یہ قول قاضی کہ مثل مالک کل اہل ردہ مقر بہ صلوٰۃ و منکر زکوٰۃ تھے غلط ہوا اور مولوی صاحب کے ہوا خواہی بد ہوائی ہوئے۔ باقی رہا یہ کلام کہ وصیت اذان بر طبق سنت سنیہ خیر البریہ اسپر نہیں دلالت کرتی کہ اُس وقت کوئی منکر زکوٰۃ نہیں تھا خرافت محض ہے کیونکہ انکار زکوٰۃ سے اب کوئی بحث نہیں ہے مقصود اثبات کا انکار اہل ردہ ہے ادائے صلوٰۃ سے اور وہ اس وصیت بکری سے ثابت ہوا وھو المطلوب فبطل قول القاضی کذالک سائر اہل الردۃ یعنی کانو یقیمون الصلوٰۃ پس قول قاضی باطل ہوا کہ مثل مالک تمامی اہل ردہ نماز پڑھتے تھے۔ رابعاً تقریر مولوی صاحب بغیر علاوہ مفید مطلب جناب ہے کیونکہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مقصود اصلی قتال اہل ردہ شرعی تھا جو منکر صلوٰۃ و زکوٰۃ دونو تھے نہ یہ کہ مثل مالک صرف

منکر زکوۃ و مودی صلوۃ تھے پس اس سے بھی تقریر قاضی باطل ہوئی جو انہوں نے سب کو مثل مالک مقر بصلوۃ کہا تھا وہو المطلوب۔ خامسًا حیرانی کی کوئی وجہ نہیں ہے جناب سید کو تو ہرگز اس سے انکار نہیں ہے کہ روایات اہلسنت میں خصوصًا صحیح بخاری میں ان کا مالک ادائے زکوۃ منقول نہیں ہے بلکہ غرض جناب سید یہ ہے کہ تم اُن روایات کو بنا بر اصول موضوعہ اپنے تسلیم کیونکر کر سکتے ہو اس لئے کہ اس بنیاد پر مالک کا کافر مطلق ہونا لازم آتا ہے اور تم اس کے قائل نہیں ہو پس ضرور ہے کہ اصل روایت کی صحت سے انکار کرو اس تقریر سے یہ سمجھنا کہ جناب سید منکر وجود روایات کذائی ہیں دلیل کمال خوش فہمی ہے والناس اعداء ما جھلوا۔ سادسًا اسی عبارت مغنی و کذلک سائر اہل الردۃ میں یہ کل تقریر ہوئی پھر اسی کو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس قابل نہیں ہے کہ طلبۂ علوم ادھر متوجہ ہوں تو ناحق مولوی صاحب نے اس قدر سر مغزن کی واقعی اگر اپنی تقریر کو مولویصاحب ایسا سمجھتے ہیں تو بجا اور درست ہے کہ خرافت اسکی طلبہ علوم پر ظاہر و ہویدا ہے۔ سابعًا یہ زیرا کہ مولویصاحب کا محض غلط ہے کیونکہ خود جو عبارت مغنی نقل کرتے ہیں اُس میں ہے انه رد صدقات قومه علیهم لما بلغه موت رسول الله کما فعله سائر اهل الردۃ یعنی اُس نے رد کیا زکوۃ کو بعد وفات آنحضرت صلعم جیسا کہ رد کیا تمامی اہل ردہ نے فان قیل کان یصلی قیل له کذلك سائر اهل الردۃ یعنی اگر کہا جاوے کہ مالک نماز پڑھتا تھا تو کہا جائیگا کہ اسی طرح تمامی اہل ردہ کا حال تھا پس ان دونوں عبارتوں سے بخوبی معلوم ہوا کہ سائر اہل ردہ نے زکوۃ واپس کیا تھا اور تمامی مرتدین نماز

پڑھتے تھے کیونکہ ایک جگہ مالک مشبہ ہے اور سائر اہل ردہ مشبہ بہ۔ دوسری جگہ برعکس
اس کے اور تخصیص بافراد قوم دیگر کہ مماثلت مالک داشتند محض بے وجہ ہے بلکہ از قبیل
چیستان ہے کیونکہ اصل مماثلت ہی کے باعث سے یہ تقریر ہو رہی ہے اُسپر یہ
کہنا کہ مماثلت مالک داشتند کس درجہ لغو ہے۔ ثانیاً یہ صحیح ہے کہ کلام مغنی میں تصریح
مسیلمہ وغیرہ کی نام بنام نہیں ہے مگر اس میں بھی کوئی عذر نہیں کہ عبارت کذلک
سائر اھل الردۃ میں وہی داخل ہیں جسکو کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا فضلاً عن
فاضل الایہ کہ قائل بعدم ردہ اُن لوگوں کے بھی ہوں باقی یہ کہ کلام قوم مالک میں دائر
ہے پس مسلم ہے مگر قاضی جی اُسی مالک کو مشبہ و مشبہ بہ دیگر مرتدین یقینی الردۃ کا قرار
دیتے ہیں کہ مثل مالک ہی کے سائر اہل ردہ جنکی ردۃ یقینی تھی مقر صلوہ تھے اور
متبوعیت مالک و تابعیت دیگر اقوام کلام قاضی سے ہرگز نہیں ظاہر ہوتی کیونکہ وہاں
تو صاف یہی مرقوم ہے کہ مالک نے مثل سائر اہل ردہ زکوٰۃ کا انکار کیا اور مثل
مالک کے سائر مرتدین نماز پڑھتے تھے پس برعکس ارشاد مولوی صاحب مالک کا
تابع ہونا دربارہ انکار زکوٰۃ ثابت ہوا نہ متبوع ہونا جو یہ قول مولوی صاحب وہم
کسانیکہ از جماعتہائے دیگر اتباع واختیار کردند الخ صحیح ہوسکے باقی رہی بیہودہ
تقریریں مولوی صاحب کی دربارہ اظہار لیاقت جناب سید پس قابل رشتخند ہے
نہ لایق التفات دانشمند کیونکہ فضل و کمال جناب سید مرتضےٰ علم الہدیٰ رضی اللہ عنہ
مسلم و مقبول بین الفریقین ہے امام یافعی تاریخ مراۃ الجنان میں بہ نسبت جناب
سید فرماتے ہیں کان اماماً فی علم الکلام والادب والشعر یعنی تھے وہ جناب امام
بیچ علم کلام اور ادب و شعر کے اور فاضل رشید ایضاح لکافۃ المقالی میں اپنے کو

معتقدین فضل وکمال وتبحر جناب سید رضی اللہ عنہ سے قرار دیتے ہیں پس اب حق
میں مولوی صاحب کے کیا گذارش کروں کہ اپنے رشید المتکلمین کے معتقد علیہ کے
حق میں ایسے کلمات موجب کن امور کے ہیں الیس عنکم رجل رشید میں بھی
بکمال ادب التماس کرتا ہوں کہ براے خدا اور رسولؐ وخلفا کلام مغنی جسے تو مولویصاحب
نقل فرما رہے ہیں اُسکو ملاحظہ کریں کہ کسی طرح اس تقریر سے مناسبت رکھتا ہے یا
نہیں غالباً کوئی ذی فہم اس تاویل باطل کو مولویصاحب کی قبول نہ کریگا بعد اس کے
ص ۹۶ جو مولویصاحب خود اپنی خوش فہمی پر متنبہ ہوکر فرماتے ہیں منشار عشرت و وہم شریف
مرتضی این ست کہ با دراک محمل صحیح کہ عبارت قاضی بر آں محتوی است و فریقین
روایت کردہ اند متوجہ نشدہ **شعر** اذلم اکن للمرء عین صحیحۃ * فلا
غرو ان یرتاب والصبح مسفر - اکنوں بدانکہ عبارت مذکور دو محمل دارد یکے
آنکہ تقریرش در صدر گذشت دوم احتمالی کہ بنار اعتراض شریف است وشک
نیست کہ ہرگاہ تخیل فاسد او را با دلہ قاطعہ باطل کنم لا محالہ اول متعین خواہد بود باید
دانست کہ خیال فاسد شریف در معنی عبارت صاحب مغنی کہ بقید قلم آمد اینست کہ
مالک بن نویرہ بمجرد استماع خبر وفات رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقات را بر
قوم خود رد کرد چنانچہ سائر اہل ردۃ مثل مسیلمہ وطلیحہ وغیرہما صدقات را بر قوم خویش
باز گردانیدند واداے نماز و اباے زکوۃ مختص بمالک نہ بود بلکہ متنبیان مذکور و دگر
اہل ارتداد ہم سالک این طریق وشارق این رحیق بودہ اند و در بطلان اینمعنی کہ شریف
مرتضےٰ من تلقاء النفس منفوہ باں شدہ چند دلیل قاطع در عبارت مغنی واقع است
والطف از ہمہ آنکہ شریف ہم بمدلول آں اقرار دارد لیکن در فہم معنی صحیح وحمل عبارت

بر مطلوب بجہت عصبیت. رو براہ نمے آرد حالا آں دلائل را بسمع اصغا بشنو۔ اول آنکہ خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ واپس دینا زکوٰۃ کا فرع اس کا ہے کہ مسیلمہ وغیرہ متولی صدقات رہا ہو حالانکہ کسی اخبار و آثار سے اسکا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ خلاف اُس کے فریقین میں مشہور ہے کہ مسیلمہ نے آنحضرت کو ایک مکتوب لکھا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ الخ جسکا جواب آنحضرتؐ نے یہ لکھا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب الخ کہ بعد اس کے پیچ و تاب کھا کر اُس شقی نے لاکھ آدمی کو جمع کر کے قصد مقاتلۂ آں حضرت و استیصال شریعت غرا کیا اور طلیحہ ابن خویلد کا عروج و خروج بعد وفات آں حضرت ہوا کہ مدعی نبوت ہوا اور بہت سے اعراب گرد اُس کے جمع ہوئے اور بعد محاربۂ خالد بن ولید شام کی طرف فرار کر گیا اور گاہے اُسکو تولیت صدقات نہ حاصل تھی اور اسود عنسی شعبدہ باز و ساحر تھا کہ اُس نے بھی لشکر عظیم جمع کیا در بارۂ قتل اُس کے اختلاف ہے کہ آنحضرت کے عہد میں قتل ہوا یا زمانہ ابو بکر میں مگر کبھی اُسکو تولیت صدقات نہیں حاصل تھی انتہی مختصر الکلام المولوی **اقول** عقلائے عالم کو صلا ہے اور ارباب بصیرت کی دعوت برملا ہے کہ اس تقریر عدیم النظیر پر مضحکہ کریں اور بسوئے قائل ریش دراز رد کریں سبحان اللہ جس تقریر کو کوئی عاقل باور نہ کرے اور نہ لفظ قائل مساعد ہو وہ تو مولوی صاحب کے نزدیک احتمال اول اور صحیح قرار پائے اور جو مطلب کہ مثل نصوص واضح و ظاہر ہو اُسکو مولوی صاحب دور از عقل و خارج از وہم تصور کریں فی الحقیقۃ خوب کہا ہے مصرعہ اذا لم[1] یکن

[1] یعنی جب آدمی کی آنکھ درست و صحیح نہ ہو تو اس سے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ شک کرے حالانکہ صبح طالع ہے ۱۲

المرء عين صحيحة ۞ فلا غرو ان يرتاب والصبح مسفر ۞ جو احتمال کہ مولوی صاحب کے نزدیک قوی ہے وہ از قبیل المعنی فی البطن الشاعر ہے بخلاف احتمال دیگر کہ ہر عربی دان یہی سمجھے گا چنانچہ فقیر اُس عبارت کو دوبارہ نقل کرتا ہے اور لفظی ترجمہ لکھے دیتا ہے جس کے بعد پھر کسی کو شک و شبہ باقی نہ رہے ناظرین سے امیدوار معافی ہوں عبارت تحفہ یہ ہے ان الردة ظهرت من مالك بن نويرة لان فى الاخبار انه رد صدقات قومه عليهم ما بلغهم موت رسول الله صلعم كما فعله سائر اهل الردة فاستحق القتل ثم قال فان قيل كان يصلى قيل له كذلك سائر اهل الردة وانما كفر بامتناع الزكوة واسقاط وجوبه دون غيره ترجمہ تحقیق کہ ردت ظاہر ہوئی مالک بن نویرہ سے اس لئے کہ خبروں میں آیا ہے کہ مالک نے اپنی قوم کی زکوٰۃ کو اُن پر واپس کیا جس وقت خبر وفات رسول پہنچی جیسا کہ سائر اہل ردہ نے کیا تھا پس اسی وجہ سے مستحق قتل ہوا پھر کہا پس اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑھتا تھا تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اسی طرح سائر اہل ردہ نماز پڑھتے تھے اور مالک نہیں کافر ہوا اگر بوجہ منع کرنے زکوٰۃ کے اور اُس کے وجوب کے ساقط کر دینے کے نہ دوسرے سبب سے انتہی۔ اب ناظرین منصفین خود غور کریں کہ یہ عبارت مطابق مقصود مولوی صاحب ہے یا مطابق فہم جناب سید بھلا کوئی عاقل یہ سمجھ سکتا ہے کہ سائر اہل ردہ سے کوئی فرقہ خاص مرتدین کا کسی قسم خاص کے ساتھ مراد ہے نہ کل مرتدین اُس زمانہ کے جیسا مولوی صاحب کہتے ہیں بلکہ صاف صاف مطلب اس عبارت کا وہی ہے جو جناب سید سمجھے ہیں کہ قاضی صاحب کل اہل ردہ کو مثل مالک نماز پڑھنے والے کہتے

ہیں نہ بعض کو کیونکہ لفظ سائر اہل ردہ شامل ہے کل مرتدین بعد الرسول کو خواہ
ارتداد اُنکا بوجہ انکار زکوۃ ہو یا بوجہ عبادت اصنام یا بوجہ ادعاے نبوت کاذبہ
جیساکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی آیہ ومن یرتد منکم میں کل مرتدین کو
داخل کیا ہے بغیر تفرقہ وجوہ ارتداد حالانکہ بعض بوجہ ادعاے نبوت کاذبہ اور بعض
بوجہ عبادت اصنام اور بعض بوجہ منع زکوۃ مرتد ہوئے تھے مولوی صاحب نے
جناب سید کی تردید میں کئی ورق کتاب کے سیاہ کئے اسقدر تطویل لاطائل کیا نہ
مطلب جناب سید سمجھے نہ اپنے قاضی کی غرض تک پہنچے چونکہ خلیفۂ اول پر یہ اعتراض
ہوتا تھا کہ اُنھوں نے ایک مسلمان یعنی مالک بن نویرہ کا خون ناحق کیا اور باوصف
تنبیہ صحابہ وخود خلیفۂ دوم حضرت عمر خالد سے نہ قصاص لیا نہ قتل کیا نہ رجم کیا لہذا
اس الزام کے رفع کے لئے قاضی ماضی نے چاہا کہ مالک کے ارتداد کو ثابت کریں اور
مرتد حقیقی مثل مسیلمہ وغیرہ کے مساوی بناویں کہ دونو منکر زکوۃ تھے اور دونو منکر
صلوۃ تاکہ مالک بھی مثل اُن مرتدین حقیقی کے واجب القتل قرار پائے اور خلیفہ کا
گلا الزام سے چھوٹ جائے یہ غرض قاضی ہے اور مولوی صاحب صرف اس
غرض سے کہ کلام سید پر اعتراض ہو جائے تیر لگے یا تکہ مسیلمہ وغیرہ یقینی مرتدین کو
اس مماثلت سے خارج کرتے ہیں اور لفظ سائر اہل ردہ کو اقوام مالک وغیرہ مانعین
زکوۃ میں واثر بلکہ منحصر کرتے ہیں اب خود مولوی صاحب کو میں حکم قرار دیتا ہوں
کہ فرمائیں اس صورت میں الزام خلیفہ کے سر سے رفع ہوگا یا اور بڑھ جائیگا کیونکہ
پہلے فقط مالک تھا اب اور لوگ بھی شریک مقتولین ہوئے اس لئے کہ وجہ اعتراض
یہی تھا کہ مالک باوصفے کہ مسلمان تھا اور نماز خوان تھا خلیفہ نے اُسے قتل کرایا پس

اگر اور لوگ بھی ایسے نکلے تو معترض ضرور کہیگا کہ یک نشد دو شد اور بھی سہی
رفع الزام بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ مالک کو مشابہ یقینی مرتدین مثل مسیلمہ
وغیرہ بنائیں تاکہ دونو کا ایک حکم ہو جیسا کہ قاضی نے کہا اب مقصود جناب سید
ابطال مساوات مالک و مرتدین حقیقی ہے کہ یہ کہنا تمہارا کہ مثل مالک کے وہ
مرتدین حقیقی تھے منکر زکوٰۃ و مقر صلوٰۃ تھے باطل ہے کیونکہ کسی طرح یہ نہیں
ثابت ہوتا کہ مسیلمہ وغیرہ قائل ہوں کسی حکم کے ساتھ احکام شریعت سے بعد
ارتداد تا مساوات مطلوب ثابت ہو پس کلام قاضی باطل ہوا اور الزام قتل
مالک خلیفہ کی گردن پر بنا رہا اور مولوی صاحب کی تاویل خود اپنے آپ بیچ کنی
ہوئی کیونکہ جواز قتل مقرین صلوٰۃ تو خود امر متنازع فیہ ہے یہاں پس نتیجہ اس
تاویل کا یہی ہوا کہ اعتراض کا بار دوبالا ہو گیا باریک خرنشد بلکہ دو خرہان اگر مولوی
صاحب اس کے قائل ہوں کہ فقط مالک بن نویرہ ہی و اتباع اس کے منکر زکوٰۃ
تھے نہ دیگر مرتدین یعنی مدعیان نبوت وغیرہ بلکہ وہ لوگ مقر بزکوٰۃ تھے تب البتہ
اُنکو زیبا ہے کہ یہ تقریر کریں اور کلام جناب سید پر اعتراض کریں والا از قبیل گوز
شتر ہوگا نہ لائق التفات اہل نظر باقی مولوی صاحب جو در بارۂ مسیلمہ کذاب
اس قدر دراز نفسی فرماتے ہیں اور تطویل لاطائل سے حجم کتاب کو بڑھا کے لیاقت
اپنی جہال پر ثابت کرتے ہیں مفاد اُس کا بجز ظہور جہالت کے کچھ نہیں ہے کیونکہ
مقصود اُن کا اگر اس تقریر سے یہ ہے کہ جناب سید یہ فرماتے ہیں کہ مثل مالک مسیلمہ
کذاب بھی متولی صدقات تھا تو دروغ محض ہے پہلے اس امر کو کلام جناب سید
ہمام سے ثابت کر دیں تب طالب جواب ہوں نہ قاضی کا یہ مطلب ہے نہ جناب

سید نے اسپر اعتراض کیا ہے اور اگر یہ خوش فہمی لفظ کذلک سائر اہل الردۃ سے
ہے جو عبارت قاضی میں ہے تو پہلے مولوی صاحب اپنے نو فرقے کو جنہیں یقینی
بوجہ منع زکوۃ مرتد کہتے ہیں متولی صدقات ہونا اور ریاست بطاح کا اُن سے
مفوض ہونا ثابت کریں تا مساوات مطلوب مولوی صاحب ثابت ہو تب تقریر
دربارۂ مسیلمہ پیش کریں وہو غیر ممکن۔ اور اگر مقصود مولوی صاحب اس عبارت
طویل و عریض سے یہ ہے کہ مسیلمۂ کذاب کبھی مسلمان ہی نہ ہوا کیونکہ منع زکوۃ
فرع اقرار باسلام ہے اور نہ خلیفہ اُن سے بوجہ انکار زکوۃ لڑے جیسا کہ سیاق کلام
مولوی صاحب دلالت کرتا ہے تو ہر چند فضیلت قتل مرتدین اوڑ جاتی ہے۔
کیونکہ جب مسلمان ہی کبھی نہ ہوا تو پھر مرتد کیونکر کہلا ئیگا معہذالک اپنے علامہ
نور الحق کی تیسیر القاری صہ کو ملاحظہ کریں کہ اُس میں صاف لکھا ہے وزکوۃ رکنے
از اسلام ہست ہر کہ از اداے آں امتناع آرد کشتنی ہست چنانکہ صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ بمسیلمۂ کذاب دریں باب قتال کرد انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مسیلمہ مسلمان
تھا چونکہ اُن سے منع زکوۃ کیا تھا اس وجہ سے خلیفہ اُس سے لڑے اسی طرح
دربارۂ طلیحہ و اسود عنسی بھی پہلے کلام جناب سید سے ثابت کریں کہ وہ ان
دونوں کو مرتد بوجہ منع زکوۃ فرماتے ہیں تب یہ تقریر پیش کریں حالانکہ خود جناب سید
اسی وجہ سے قاضی اعتراض کرتے ہیں کہ قاضی صاحب ان ثلثہ کو بھی سائر مرتدین
کی طرح مانع زکوۃ و مقر بصلوۃ بیان کرتے ہیں بقولہ وکذلک سائر اہل الردۃ اُسپر
جناب سید اعتراض کرتے ہیں کہ قد علمنا ان اصحاب مسیلمۃ وطلیحۃ وغیرھما
ممن ادعی النبوۃ وخلع الشریعۃ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جاءت

صہ کتاب التیسیر القاری شرح صحیح البخاری تصنیف مولوی نور الحق مطبوعہ نولکشور

به شریعتنا یعنی یہ معلوم ہے کہ مسیلمہ و طلیحہ وغیرہ مدعی نبوت ہوئے تھے اور تارک
شریعت نہ نماز کو مانتے تھے نہ دوسرے حکم کو احکام شریعت سے پس بعد اس کے
یہ تطویل مولوی صاحب کی از قبیل فوات حمیری و ضرطات بعیری ہے و نحن لا
نطول الکلام بردہ مگر عجیب تر مضمون یہ ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں اما
طلیحہ بن خویلد کہ عروج و خروج او بعد وفات شریف اتفاقیہ ہست یعنی طلیحہ کا عروج و
خروج بادعاے نبوت بعد وفات آں حضرت اتفاقی ہے حالانکہ خود اُستادان کے چھوٹے
شاہ صاحب ان کی تکذیب کرتے ہیں جیساکہ تحفہ میں ہے در آخر عہد پیغمبرؐ سہ گروہ
مرتد شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار کہ دریں دعواے نبوت کرد و بدست
فیروز دیلمی کشتہ شد دوم بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب کہ در ایام خلافت خلیفہ اول
بدست وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد متبنی کہ حضرت پیغمبرؐ
خالد را براو فرستاد و او از دست خالد گریختہ بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد

(صفحہ ۲۱۰ تحفہ اثنا عشریہ)

(غلط بیانی مولوی صاحب از دعوی اتفاق)

اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں بذیل عبارت طولانی فرماتے ہیں شرح ایں حادثہ
آنکہ در اواخر ایام آں حضرت سہ فرقہ از عرب مرتد شدند ذو الخمار عنسی در میان مدلج
دعواے نبوت کرد آں حضرت بجانب معاذ بن جبل و جمعے از مسلمین نامہ نوشت یہاں تک
کہ کہا و طلیحہ اسدی در میان اسد مدعی نبوت شد ہم در حیات آں حضرت و بعد انتقال
وے الی آخرہ مختصراً یہ حال ہے مولوی صاحب کے دعوی اتفاق کا کہ طلیحہ کے دعوے
نبوت کو بعد وفات آنحضرتؐ اتفاقی کہا حالانکہ خود شاہ عبد العزیز و ولی اللہ نے اسکو باطل
کر دیا کہ بالاتفاق قائل ہیں کہ ارتداد انکا عہد نبویؐ میں ہوا اور شاہ عبد العزیز صاحب
نے تو یہاں تک صاف کر دیا کہ خود حضرتؐ نے خالد کو اُس سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا

اب اس تقریر سے مولوی صاحب کی تاریخ دانی کو علاوہ کشف وکرامات خاندانی سمجھ لینا
چاہیئے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا * اور دربارۂ اسود عنسی جو مدعی اختلاف
ہیں وہ بھی محض لغو ہے چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے ذو الخمار عنسی کہ در کہانت وشعبدہ
دستی تمام داشت در میان مذحج دعوت نبوت نمود آں حضرتؐ بجانب معاذ بن جبل و
جمعے از مسلمین کہ ہمراہ او بودند نامہ نوشتند تا برائے قتل او آمادہ شوند فیروز دیلمی از آں
جماعت متصدی قتل او شد و جناب نبویؐ بر صورت ایں ماجرا بوحی مطلع شدند و فرمودند
فاز فیروز و در خارج خبر ایں واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رسید وایں اول مژدۂ فتح
بود کہ حضرت صدیق بآں مسرور گردید انتہی بعد آں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ دوم
آنکہ صاحب مغنی گفتہ اگر کسے گوید کہ مالک بن نویرہ نماز میگزارد پس نسبت ارتداد باوچہ
معنی دارد خواہم گفت کہ دیگران ہم از بقیہ اہل ردت نماز مے خواندند تخصیص مالک چیست
ندانی کہ نسبت ارتداد بایں مردم بداں جہت افتاد کہ بمنع زکوٰۃ رفتند و باسقاط وجوبش
خیال بستند ایں قول او اول دلیل بر بطلان فہم شریف مرتضےٰ است زیرا کہ بودن شرعی
و مدعیان نبوت کاذبہ را کہ بمعارضہ قرآن مجید پرداختند و دراز از سورۃ الفیل ایں مہملات
را مرتب ساختند الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل لہ ذنب قصیر وخرطوم طویل با نماز
اہل اسلام چہ کار ست ع سگ و مسجد اے غافل از عقل و دیں :. وبایں ہم شریف
مرتضےٰ در کلام خویش اشعارے کردہ جائے کہ گفتہ ما کانوا یرون الصلوٰۃ ولا شیئا
متماجات بہ شریعتنا پس معلوم شد کہ از سائر اہل ردت حریفان بنی یربوع مراد
اند وہو المطلوب۔ سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے باوصفے کہ معنی بھی بیان کرتے
ہیں اور اُن کو بقیۂ اہل ردہ بھی لکھتے ہیں جو شامل ہے تمامی مرتدین کو اُسپر بھی

مطلب جناب سید نہیں سمجھتے یہی تو جناب سید بھی فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ مثل مالک تھے اور مانع زکوٰۃ ہوئے چنانچہ اسکی تصریح خود جناب سید نے کی ہے جسکو مولوی صاحب فرماتے ہیں - وہاں ہم شریف مرتضےٰ در کلام خویش اشعارے کردہ پس یہ خوش فہمی مولوی صاحب کی ہے کہ ایسے صاف امر کو چھپاتے ہیں اور اپنے قاضی معتزلی کی اصلاح میں یہ حرفتیں دکھاتے ہیں اور مؤیدات سے اس کے ہے عبارت مفاتیح جسے خود مولوی صاحب نقل فرماتے ہیں کہ اگرچہ مانعین زکوٰۃ از قبیل بغاۃ ہیں مگر وانما لم یدعوا بھذا الاسم لدخولھم فی غمار اھل الردۃ واضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ اذ کانت اعظم الامرین خطبا یعنی چونکہ غمار اہل ردہ میں وہ سب لوگ داخل تھے اسی وجہ سے اس نام سے پکارے گئے کہ انتساب ارتداد بہ نسبت انتساب بغاوت اعظم تھا پس معلوم ہوا کہ قاضی نے بھی اُسی بنیاد پر مالک وغیرہ مانعین زکوٰۃ کو حکم مرتدین حقیقی میں قرار دیا کہ جیسا اور اہل ردہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا مالک نے بھی اور اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑھتا تھا تو ہم کہیں گے کہ سب اہل ردہ کا یہی حال تھا پس معلوم ہوا کہ مراد سائر اہل ردہ سے مرتدین حقیقی ہیں نہ صرف مانعین زکوٰۃ جیسا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں فافھم فانہ دقیق جدا ثم قال سوم آنکہ خاتمۂ عبارتش اعنی حکم ردت مالک واتباع او بجہت انکار زکوٰۃ بود دیگر ہیچ نیز برہان قاطع بر بطلان تخیل امام متشیعین ہست والا کفر مسیلمۂ کذاب برخلاف واقع بسبب انکار زکوٰۃ لازم آید وایضاً مستلزم این معنی ہست کہ کفر و ارتداد آں لعین از جہت دعویٰ نبوت کاذبہ نباشد و این

را جزا امام المتشیعین ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد انتہی - پس نہیں معلوم کہ یہ عبارت کیونکر مفید مطلب مولوی صاحب ہوئی کیونکہ اس کلام کا مفاد یہی ہے کہ کفر مالک صرف بوجہ انکار زکوۃ ہے نہ دوسری وجھوں سے جیساکہ دوسروں میں پایا گیا مثل ادعاے نبوت وعبادت اصنام وغیرہ پس قاضی کی غرض اس کلام سے دفع اعتراض ہے کیونکہ کلام سابق قاضی سے مالک کا مرتد حقیقی ہونا ظاہر ہوتا تھا اور اسپر مفاسد عدیدہ لازم آتے ہیں لہذا بطور دفع دخل مقدر ظاہر کر دیا کہ مالک کا ارتداد صرف بوجہ منع زکوۃ تھا نہ دوسرے اسباب سے پس نہ معلوم اس تقریر سے اعتراض جناب سید کیونکر رفع ہوا کہ وہ فرماتے ہیں یہ دلیل غلط ہے کہ سائر اہل ردہ منکر زکوۃ ومقر صلوۃ تھے اسی طرح کوئی وجہ استلزام کی بھی نہیں معلوم ہوتی کہ اُس بنیاد پر جناب سید اس کے قائل ہوں کہ مسیلمہ بوجہ نبوت کاذبہ کافر نہیں ہوا حالانکہ خود جناب سید نے اسکی تصریح فرمائی ہے اُسپر بھی یہ الزام بلزوم التزام موجب حیرت اولی الافہام ہے بالجملہ لفظ سائر اہل ردہ مقتضی تعمیم ہے کہ شامل ہو جمیع مرتدین کو باسی نحو کان باقی یہ کہنا کہ ایں را جزا امام المتشیعین ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد محض خرافت وجہالت ہے کیونکہ متشیعین بجز دوازدہ امام کے کیسیکی امامت کے قائل ہی نہیں ہیں جو جملہ امام المتشیعین درست ہو البتہ امام یافعی آپکے جناب سید کو امام کہتے ہیں اور نہ معلوم کہ مولوی صاحب اپنے امام نور الحق صاحب تیسیر القاری کو عاقل تصور کرتے ہیں یا کیا جو وہ قائل ہوئے کہ کفر مسیلمہ ومقاتلہ اُس سے بوجہ انکار زکوۃ تھا کما مر باقی عبارت مفاتیح جو نقل کی ہے کہ متصل اُس کا ذکر اعتراض

شیعہ ہے بر جواز قتال ابوبکر با مانعین زکوٰۃ اور تقسیم مرتدین بدو قسم مرتد عن الدین
و مرتد بوجہ فرق صلوٰۃ و زکوٰۃ پس مطابق دعوی مولوی صاحب اس سے وجہ
اطلاق ردۃ البتہ معلوم ہوتی ہے وھذا عبارتہ وھذا الصنف علی
الحقیقۃ اھل بغی وانما لم یدعوا بھذا الاسم فی ذلک الوقت لدخولھم
فی غمار اھل الردۃ فاضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ اذ کانت اعظم الامرین
خطبا انتھی لیکن اطلاق کفر کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کیونکہ خود مولوی صاحب
تصریح کرتے ہیں کہ صاحب نہایہ جانے کہ ردۃ کفر بعد از تصریح دریں عبارت
کہ ارتداد بر تخلف محمول ہست ارادہ کردہ ردت را مضاف بہ کفر نمود و صاحب
مجمع البحار لا عن الاسلام آوردہ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام نفی
و اثبات ہماں تقصیر و تخلف مراد ست کہ سخن دراں میرود لا غیر والا ظاہر آں
بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ وانما کفر قوم من جفاۃ
الاعراب مثلاً انتہی جس سے معلوم ہوا کہ کفر کا اطلاق اگر یہاں ہوتا تو
حقیقی مراد ہوتا جسکی نفی کے درپے ہیں مولوی صاحب اسی وجہ سے صاحب
نہایہ و مجمع نے کفر نہ کہا بلکہ ارتداد کہا اور ہر گاہ یہاں بھی وہی لفظ کفر صاحب
مغنی نے اطلاق کیا ہے تو معلوم ہوا کہ صاحب مغنی مالک کو مرتد حقیقی و کافر
جانتے ہیں کہ وانما کفر بامتناع الزکوٰۃ اور بعد نقل عبارت مفاتیح مولوی صاحب
لکھتے ہیں و برکسانیکہ خدمت فن حدیث بجا آوردہ شروح صحاح را مطالعہ کردہ
اند مخفی نماند کہ بسیارے از محدثین مثل امام نووی در حق مالک بن نویرہ ہمیں
قسم فرمودہ او را در زمرۂ مقصرین برشمردہ و صاحب منہاج و مانند اینہا ہمیں جا

جادہ اختیار کردہ اند کما لایخفی میں کہتا ہوں کہ جس نے خدمت فن حدیث اور
علم کلام کیا ہے اور کتب اہلسنت کو بخوبی دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنابر مرض
عام افتراق و انعدام اتفاق اہلسنت اس بارے میں بھی مختلف ہیں۔ صدر اول
یعنی شیخین اور طلحہ و سعد و ابن عمر و ابو قتادہ و سائر مہاجر و انصار مالک بن نویرہ
کو مسلمان با ایمان جانتے تھے کہ عہد رسول ؐ سے عہدۂ اخذ صدقات پر مقرر
تھا اور صحابہ نے اُسکے تبدیل و تغیر کرنے پر گواہی دی اور فضل بن روزبہان
شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و صاحب مغنی وغیرہ اُسکو مرتد حقیقی بوجہ منع زکوٰۃ
جانتے ہیں کہ منکر ضروری دین کافر ہے مولوی حیدر علی و کرمانی وغیرہ نہ کافر جانتے
ہیں نہ مرتد بلکہ مسلمان محدث یعنی مختلف عن بعض الواجبات بیان کرتے ہیں
پس اس اظہار کمالات سے مولوی صاحب کو کوئی نفع نہ ہوا بفرض تسلیم امام نووی
کے ایسا جاننے سے قاضی کا ہی ایسا ہی جاننا اور اسی مد میں شمار کرنا نہ ثابت ہوا
جو مطلب مولوی ہے اور یہ حرفت بھی قابل لحاظ ہے کہ دعوی میں مولوی صاحب
بسیارے از محدثین کو بیان کرتے ہیں اور وقت تفصیل بجز امام نووی اور کوئی نہیں
ملتا بعد اس کے مولوی بغرض تطویل حجم کتاب عبارت صاحب تحفہ اور ضرب حیدریہ
اور بحار سے درپئے اثبات تعدد و فرقہائے منکرین زکوٰۃ ہوئے ہیں مگر ساری تقریر
از قبیل تنبیہ بر بدیہیات اولیات ہے نہیں معلوم کون منکر ہے اسکا کہ فرقہ متعددہ
منکر زکوٰۃ نہیں ہوئے بعد ازاں جو فرماتے ہیں اکنون دریں وقت ایں امر کہ بعضے
دیگر غیر ازیں یربوع تابع مہملات مالک بن نویرہ گردیدند کدام حالت منتظرہ باقی
ماند و در صحت قول صاحب مغنی و کذلک سائر اہل الردۃ چہ تردد و شبہہ را گنجایش

است پس وہ حالت منتظرہ یہ ہے کہ صاحب مغنی سائر اہل الردۃ فرماتے ہیں جو
مستدعی استغراق کل فرق ہے جس میں مسیلمہ وغیرہ سب داخل ہیں اور آپ اُن
لوگوں کو سائر اہل ردہ سے خارج کرتے ہیں پس بحمداللہ آپ کے اس سر مغز ن
سے وہ ثابت نہیں ہوا اور نہ یہ دعوی آپکا ثابت ہوا کہ دوسروں نے متابعت
مالک کی کی جسکو بار بار آپ نے بتکرار ظاہر کیا اور استحالہ جناب سید کو دربارۂ قبول
روایات انکار مالک بنابر اصول موضوعہ اہل سنت آپ باطل نہ کرسکے فالباقی باق
بحالہ وما اشبتہ لیس فی محالہ بلکہ فائدہ جدیدہ یہ حاصل ہوا کہ بنقل خود مولویصاحب
شاہ عبدالعزیز کا قائل ہونا بارتداد وکفر حقیقی مالک و دیگر مانعین زکوۃ ثابت ہوا
جو خلاف مطلوب مولوی صاحب ہے کیونکہ شاہ صاحب بعد نقل آیہ من یرتدد
منکم عن دینہ فرماتے ہیں کہ دریں امر کمال مناقب صدیق اکبر وغیرا و از اصحاب
رسول اللہ است کہ آنہا مسیلمۂ کذاب را در خلافت صدیق کشتہ و دیگر فرقہائے اعراب
کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند ہمہ آنہا جہاد کردند
و آنہارا بہ تیغ کشتند و بسیارے از اینہا باز اسلام آوردند انتہی پس ذکر مسیلمہ اور
جملہ مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند وجہاد کردند و باز اسلام آوردند یہ سب
دلیل اسکی ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک مالک وغیرہ بھی اگرچہ بوجہ منع زکوۃ ہو
مرتد اور کافر ہوئے کہ بعض مقتول ہوئے بعض اسلام لائے پس اس سے سارا
دمدمہ مولوی صاحب ہوا ہوگیا اور جو کچھ تشنیعات لاطائلہ جناب سید پر کئے
تھے بشئ زائد مولوی صاحب کی طرف منقلب ہوئے والحمد للہ علی ذالک
حمدا کثیرا بالجملہ ہرگاہ متانت اس تقریر لطیف اور رزانت اس تحریر شریف

کی معلوم ہوئی اور مالک بن نویرہ کا اصل زکوۃ سے منکر ہونا باطل ہوا بلکہ بنا بر
تحقیق امام رازی اہلسنت وغیرہ من العلما مجتہد ہونا اُس کا ثابت ہوا غایۃ ما فی
الباب مالک مذکور مجتہد خاطی ہوگا اور خود اہل سنت مجتہد خاطی کے لئے ایک
اجر کے قائل ہیں پس افسوس ہے کہ اہلسنت اپنے خاص مالک کو جس سے ایک
خطا فی الاجتہاد سرزد ہوئی مرتد قرار دیں اور خالد بن ولید جس سے خود اسی
قصہ میں باقرار خلیفۂ اول دو خطا ہوئی اُسکو نہ مرتد عن الاسلام کہیں نہ مرتد
بمعنی متخلف عن الواجبات چنانچہ تاریخ ابن خلکان میں ہے لما بلغ الخبر الی
خبر خالد مع مالک وامرأته ابابکر وعمر فقال عمر لابی بکر ان خالداً زنی فارجمه
قال ما کنت لارجمه فانه تاول فاخطأ قال فانه قتل مسلماً فاقتله به قال ما کنت لاقتله
فانه تاول فاخطأ قال فاعزله قال ما کنت لاشیم سیفاً سله الله علیهما ابداً یعنی جب خبر قتل مالک اور تصرف
کرنا خالد کا زوجۂ مالک سے عمر کو پہنچی تو ابو بکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اُسکو
رجم کرو ابو بکر نے کہا ہم رجم نہ کرینگے کیونکہ خالد نے تاویل کیا خطا ہوئی اُس سے
پھر عمر نے کہا کہ خالد نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اسکو قتل کرنا چاہئے ابو بکر
نے کہا ہم قتل بھی نہ کرینگے خطا فی الاجتہاد کیا تب عمر نے کہا خالد کو معزول کرو
ابو بکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے کھینچا ہم اُسکو میان میں نہ کرینگے انتہی اور یہ
اعتراض خلیفۂ اول پر فقط خلافتمآب ہی سے منقول نہیں ہے بلکہ جناب امیرؑ
اور طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ بھی اس اعتراض میں شریک
تھے جیسا کہ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے سبحان اللہ ایک مجتہد خاطی تو
مرتد قرار پائے اور مورد حدیث اصحابی بنایا جائے اور دوسرا مرتد جو دو خطا کرے

ذکر دوم

اثبات ضعف دوم کہ مالک ناحق قتل ہوا خالد کو قتل کرنا چاہئے تھا یا معزول

کہ مسلمان صحابی کو قتل کرے اور اُسکی جورو سے اُسی شب بالجبر زنائے محصنہ بھی کرے وہ صحابی رسول مجتہد سیف خدا بنایا جاوے بڑی ناانصافی نری ہٹ دھرمی ہے اور اگر روایات اور اخبار میں تفحص تام کیا جائے اور وسعت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مالک بن نویرہ جیسا کہ مقر بصلوٰۃ وصوم و دیگر ارکان شرعیہ تھا ویسا ہی مقر بوجوب زکوٰۃ بھی تھا چنانچہ ملا علی متقی[۵] کنز العمال تبویب جمع الجوامع سیوطی میں نقل کرتے ہیں عن ابی عون وغیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان مالک بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ فانکر مالک ذلک وقال انا علی الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشہدت لہ ابو قتادہ وعبد اللہ بن عمر فقدمہ خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقہ وقبض خالد امرأتہ ام متمم فتزوجہا فبلغ عمر بن الخطاب قتلہ مالک بن نویرہ وتزوجہ فقال لابی بکر انہ قد زنا فارجمہ فقال ما کنت لارجمہ الخ یعنی خالد نے دعوی کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہوا پس مالک نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ ہم اسلام پر باقی ہیں کوئی تغیر و تبدیل ہم سے سرزد

---

[۵] ملا علی متقی افاضل کرام مقبولین اہل سنت سے ہیں چنانچہ مجمع البحار گجراتی میں ہے انوسل الیٰ بہ خدمتہ ذلک الجناب العالی شیخ الفن المشفق ذی المفاخر والمعالی قطب الاوان وغوث الزمان و صفوۃ الرحمن نزیل الحرمین مجاور بیت اللہ الحرام مربی الانام ومرشد الکرام اعنی الشیخ علی المتقی ابن الحسام الخ اور مولوی حیدر علی منتہی الکلام صفحہ ۱۸۲ میں کہتے ہیں چنانچہ بر ناظر تالیفات شیخ سیوطی و متقی مخفی نیست الخ اور ازالۃ العین میں لکھتے ہیں وتفصیل این قسم احادیث از کتب دیگر کہ جامع احادیث باشد زیادہ تر دریافت تواند شد صاحب کنز العمال بعد ذکر احادیث مذکورہ الخ پس اس سے توثیق کنز العمال و ملا علی متقی بخوبی ظاہر ہے ۱۲ منہ

نہ ہوئی اس پر ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمر نے گواہی دی پس خالد نے مالک کو
آگے بلایا اور اضرار اسدی کو حکم دیا کہ اسکی گردن مارو پس مالک کو قتل کیا اور
اُسکی زوجہ ام متمم کو اپنے قبضہ میں لایا جب یہ خبریں عمر کو پہنچیں تو ابو بکر سے کہا
کہ خالد نے زنا کیا اُسکو سنگسار کرو ابو بکر نے کہا ہم سنگسار نہ کرینگے الخ اور کتاب
مرأۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے فانکر مالکؓ ذلک وقال انا علی الاسلام
وما غیرت ولا بدلت وشہد لہ ابو قتادۃ وعبد اللہ بن عمر الخ یعنی مالک
نے ارتداد کا انکار کیا اور کہا ہم اسلام پر باقی ہیں کوئی تغیر و تبدل ہم سے نہ ہوا
ابو قتادہ عبد اللہ بن عمر نے اسپر گواہی دی الخ اور خود حاشیۂ تحفہ سے بھی ظاہر ص ۵۲۸
ہے چنانچہ تاریخ طبری سے ناقل ہیں کہ مالک نے کہا ہم لوگوں کو خضوع کرنا
چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ ہم لوگ اسلام پر ہیں چنانچہ جب خالد آیا تو اُن لوگوں
سے زکوۃ لیکر ابو بکر پاس بھیجدیا الخ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ بشہادت ابو قتادہ
انصاری وا ورع اصحاب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب مالک نے کوئی تغیر و تبدل
نہ کیا تھا نہ منکر زکوۃ تھا نہ منکر صلوۃ بلا وجہ و بلا سبب خالد نے محض نفسانیت
سے قتل کیا غایۃ الامر یہ ہے کہ اُسکو فقط اس کا عذر تھا کہ خلیفۂ اول یا اُن کے
عمال کو نہ دینا چاہیئے کیونکہ مالک ابو بکر کو خلیفۂ ناحق جانتا تھا چنانچہ تصدیق میرے
اس دعوی کی بھی خود کتب معتبرۂ اہل سنت سے ہوتی ہے تفسیر درمنثور علامہ سیوطیؒ[۱]
میں اخرج عبد الرزاق والعدنی وابن المنذر والحاکم عن عمر قال لان
اکون سالت النبیؐ عن ثلث احب الی من حمر النعم عن الخلیفۃ بعدہ

[۱] توثیق علامہ سیوطی بھی اجمالاً لا علی منتقی کے ساتھ بکلام مولوی حیدر علی مذکور ہوئی ۱۲ منہ

وعن قوم قالوا نقر بالزکوۃ من اموالنا ولا نودیہا الیک ایحل قتالہم وعن الکلالۃ انتہی یعنی عمر سے منقول ہے کہ کہتے تھے اگر ہم رسولؐ سے تین امر دریافت کئے ہوتے تو عمر نعم سے بھی زیادہ بہتر تھا۔ ایک۱ یہ کہ خلیفہ بعد ان کے کون ہے۔ دوسرے۲ یہ کہ جو مقر بزکوۃ ہو اور کہے کہ تم لوگوں کو نہ دینگے اُس سے قتال کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ تیسرے۳ معنی کلالہ دریافت کرتے انتہی۔ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مالک اصلی زکوٰۃ کا منکر نہ تھا بلکہ ان خلفاے جور کے ہاتھ میں دینے کا وہ منکر تھا جس وجہ سے خلیفۂ ثانی کو تمنا رہ گئی کہ کاش رسولؐ سے دریافت کرتے کہ آیا قتال کرنا ان سے جائز تھا یا نہیں اور امام ابن حزم اندلسی کتاب محلی میں لکھتے ہیں کما فی البوارق الموبقۃ ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لم یسلموا قط ولا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم واسلامہم والثانی قوم اسلموا ولم یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوہا الی ابی بکر فعلیٰ ہذا قوتلوا الخ یعنی اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک وہ جو اسلام بھی نہ لائے تھے۔ دوسرے وہ جو اسلام لائے تھے مگر وہ بعد اسلام کافر نہ ہوئے بلکہ زکوٰۃ کے ابو بکر کو دینے سے انکار کیا اور اسی وجہ سے وہ قتل ہوئے اور مضمون تفسیر درمنثور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کہ خلیفہ ثانی ابوبکر کے اس فعل کو کہ انہوں نے مالک سے مقاتلہ کیا ناجائز تصور کرتے تھے اور یہ امر یعنی مالک کا انکو زکوٰۃ کا نہ دینا بھی مستند تھا ساتھ روایت معتمد کے جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے ابو بکر عن عبد الرحمن السلیمانی قال ابو بکر الصدیق مما یوصی بہ عمر من ادی الزکوۃ الی غیر ولاتہا

لم يقبل منہ ولو تصدق بالدنیا جمیعًا ابو بکر عن محمد یعنی ابن سیرین کانت الصدقۃ تدفع الی النبی ومن امر بہ. والی ابی بکر ومن امر بہ الخ یعنی ابو بکر نے عمر سے وصیت میں کہا کہ جو شخص زکوۃ دے غیر متولی کے ہاتھ میں یعنی غیر متولی مستحق کے ہاتھ میں وہ زکوۃ مقبول نہ ہوگی اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ صدقہ عہد رسولؐ میں حضرت کے ہاتھ میں آتا تھا یا جس کو حضرت نے حکم دیا تھا وہ لیتا تھا اور اسی طرح عہد ابو بکر میں یا ابو بکر کے ہاتھ میں یا جو اس کام پر مامور تھا صدقہ دیا جاتا تھا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ جو زکوۃ غیر متولی بحق کو دیجائے وہ مقبول نہیں ہے اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ صدقہ رسولؐ خدا کے ہاتھ میں دیا جاتا تھا یا جسکو حضرت حکم دیں اور معلوم ہے کہ ابو بکر کسی طرح مستحق نہ تھے کہ زکوۃ لے سکیں کیونکہ نہ رسول خدا نے کبھی انکو متولی صدقات کیا تھا نہ کبھی کسی طرح زکوۃ اُن کے قبضہ میں دی گئی تھی نہ مالک کو حضرت رسولؐ سے کوئی حکم ملا تھا کہ تم ابو بکر کو زکوۃ دو اگرچہ بطور خزانچی گری ہی کیوں نہ ہو نہ یہ کہ بعد میرے تم ابو بکر کو زکوۃ دینا پس مالک کا انکار کرنا ابو بکر کو زکوۃ دینے سے کسیطرح ناجائز نہ تھا بلکہ عین حق وصواب تھا پس ضرور تھا کہ پہلے خلیفہ صاحب اپنے استحقاق اور قابلیت کو ثابت کرتے بعد اُس کے مطالبہ کرتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں یا یہ عہدہ ہم سے مفوض ہوا ہے نہ یہ کہ ناحق ناروا اُس صحابی جلیل القدر کو جو اس عہدہ والا پر عہد رسولؐ سے فائز تھا قتل کراویں از ینجا است کہ بعض علماء اہلسنت نے صاف اس کو لکھدیا کہ یہ قتل کرنا بوجہ انکار زکوۃ وغیرہ نہ تھا بلکہ بوجہ

فائدہ

بیعت نہ کرنے کے تھا چنانچہ مولوی عبدالرؤف حنفی رسالہ ضربۃ الکرار میں فرماتے
ہیں اور طعن اُن کا حضرت ابوبکر و عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے
میں غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور اُنکی جماعت کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرانا
الیٰ ان قال کوئی شخص انکار نہین کرسکتا انتہی کہ امر اور مؤیدات سے اس کے
ہے حکم دینا بقتل سعد بن عبادہ و قتل جناب امیر المؤمنینؑ نفس خیر المرسلین بوجہ
عدم بیعت خلیفۂ اول کے جسکی تعمیل عشرت عمر نے یہ کی کہ آگ لکڑیاں لے جاکے
چاہا کہ مکان دختر حضرت رسولؐ جلاوین جیسا کہ کتب معتبرہ احادیث و سیر
و تواریخ میں مذکور ہے و قد یجئی فیما بعد ان شاء اللہ نعم بلکہ میں کہتا ہوں
بفرض و تسلیم کہ مالک منکر زکوٰۃ تھا جب بھی قتل اُسکا ناجائز تھا کیونکہ اسباب
جواز قتل تین امر ہیں جیسا کہ حیوۃ الحیوان میں عثمان سے منقول ہے کہ فرمایا
رسولؐ خدا نے لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی ثلث رجل کفر بعد
اسلام او زنی بعد احصان او قتل نفسا بغیر حق فیقتل بہا یعنی قتل
کسی مرد مسلم کا جائز نہیں ہے اگر تین وقت میں ایک جب بعد اسلام کافر
ہو جاوے دوسرے زنائے محصنہ میں تیسرے بلا حق اگر کسی کو قتل کرے تب
قتل ہوگا اسی وجہ سے قاتل مالک البتہ جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب کے
نزدیک واجب الرجم اور واجب القتل تھا بلکہ بنا بر اُس قاعدہ کے بھی جس
سے خلافت خلیفہ اول کی اہلسنت کے نزدیک صحیح ہوئی یعنی ما راہ المسلمون
حسنا فہو حسن اور اجماع سے بھی قتال کرنا ناجائز تھا اس لئے کہ مادہ میں کل
صحابہ اس رائے کے مخالف تھے اور کوئی صحابی اس قتال کو یعنی قتال مانعین

فائدہ

ازالۃ الخفا ص۲۰۶

زکوٰۃ کو عموماً حسن نہ جانتا تھا جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے و فرقہ منع زکوٰۃ نمودند در باب جماعت فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ آمد قتال بایشان جائز نباشد از انجملہ عمر فاروق گفت کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ اکثر صحابہ درین امر متوقف بودند تا انکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق طلب رفق نمودند و با حضرت مرتضیٰؑ نیز مانند این سوال و جواب درمیان آمد قال انس بن مالک کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوٰۃ وقالوا اہل القبلۃ فتقلد ابوبکر سیفہ وخرج وحدہ فلم یجد وابدًا من الخروج انتہی ملخصًا یعنی انس بن مالک سے منقول ہے کہ صحابہ قتل مانعین زکوٰۃ کو مکروہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اہل قبلہ ہیں پس ابوبکر نے تلوار حمائل کی اور تنہا جنگ کے لئے نکلے تب باقی صحابہ بمجبوری آمادہ جنگ ہوئے اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ ابوبکر نے اس بارہ میں تمامی صحابہ کی مخالفت کیا اور کوئی اصحاب رسولؐ سے اس امر پر راضی نہ ہوا اور خود جناب امیرؑ سے بھی اس مادہ میں سوال و جواب ہوا اور حضرت نے بھی عدم رضا ظاہر فرمائی۔ اور نیز اُسی کتاب میں ہے قال ابن عباس فما وافق ابابکر علی رائہ ولا وازرہ علی امرہ ولا اعانہ علی شانہ اذ خالفہ اصحابہ فی ارتداد العرب الا العباس الخ یعنی کسی نے اصحاب نبیؐ سے موافقت ابوبکر نہ کی دربارہ قتال مانعین زکوٰۃ اور نہ مشورہ دیا نہ اعانت کیا اُنکی اس بارے میں مگر عباس نے اگرچہ روایت سابقہ سے مخالفت کل صحابہ ظاہر ہے اور اس روایت سے موافقت حضرت عباس تاہم مخالفت جناب امیرؑ اور تمامی صحابہ کی ظاہر ہوئی

جناب عمرؓ کو مخالفت کرنا قتال مانعین زکوٰۃ میں

ازالۃ الخفا ص۲۵۵

پس یہ فعل بکری مخالف اجماع تمامی صحابہ کب قابل مدح ہے کیونکہ حکم مخالف
اجماع کہ کفر ہے معلوم ہے اور یداللہ علے الجماعۃ والشاذ کالمعدوم والنادر للذہب
آپ کے یہاں امر مشہور ہے چنانچہ ایسی مخالفت اجماع کے سبب سے عیاذاً باللہ
جناب امیر پر کیا کچھ تشدد ہوا کہ واجب القتل قرار پائے پس ابتدائی حالت
قتال مانعین زکوٰۃ کی یہ تھی اور انتہائی صورت یہ ہے کہ عموماً تمامی صحابہ اور
خصوصاً حضرت عمر اس فعل سے خلیفہ کے بہت ناراض رہے کما مر مراراً
چنانچہ اسی وجہ سے بعد حصول خلافت خلیفۂ دوم کے اُن اسیروں کو جو ابوبکر کے
حکم سے مقید تھے رہا کرایا اور خالد بن ولید سیف خلیفۂ اول کو معزول کیا جیسا کہ
ملل اور نحل میں ہے الخلاف السابع فی قتال مانعی الزکوٰۃ نقال قوم
لا نقاتلهم قتال الکفرۃ وقال اٰخرون بل نقاتلهم حتیٰ قال ابوبکر
لو منعونی عقالاً مما اعطوا رسول اللہ تقاتلتهم علیہ ومضی بنفسہ
لمقاتلتهم ووافقه الصحابة باسرهم وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافتہ
الی ردّ السبایا والاموال الیهم واطلاق المحبوسین منهم انتهی یعنی
ساتواں اختلاف دربارۂ قتل مانعین زکوٰۃ ہے کہ بعض نے کہا ہم اُن سے ہم
مثل کفار قتال نہ کرینگے اور بعض نے کہا ہم قتال کرینگے جہانتک کہ ابوبکر نے
کہا اگر جو ریسمان عہد رسول میں ادا کرتے تھے وہ بھی نہ دیں تو ہم اُن سے جنگ
کرینگے اور تن تنہا اُن سے لڑنے چلے تب صحابہ نے اُن کی موافقت کی اور اجتہاد
عمر اس پر قائم ہوا کہ اُن کے قیدیوں کو رہا کریں اور اُن کا مال اُن کو واپس دیں
بلکہ تاریخ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم نے بعد حصول خلافت اول کام

ف موافقت کردن اصحاب با ابوبکر در قتال مانعین زکوٰۃ

ملل و نحل مطبوعہ لندن جلد اول صفحہ ۱۳

ف اختلاف اصحاب در بارہ قتل مانعین زکوٰۃ

جو کیا وہ یہی ہے کہ سیف ابو بکر کو معزول اور اُن کے سپہ سالار کو مخذول کیا وھذہ [۹۰]
عبارتہ انما فرح عمر خالداً فی کلام کان خالد تکلم بہ فیما یزعمون و لم
یزل عمر علیہ ساخطاً و لامرہ کارھاً فی زمان ابی بکر کلہ لوقعتہ بابن
نویرہ وما کان یعمل فی حربہ فلما استخلف عمر کان اول ما تکلم بہ
عزلہ فقال لا یلی لی عملاً ابداً فکتب عمر الی ابی عبیدۃ ان خالد کذب نفسہ
فھو امیر علیٰ ما ھو علیہ و ان ھو لم یکذب نفسہ فانت الامیر علیٰ ما
ھو علیہ ثم انزع عمامتہ عن راسہ و قاسمہ مالہ نصفین الخ یعنی عمر نے
خالد کو بسبب اُس کلمہ کے جو اُس نے کہا تھا معزول کیا اور ہمیشہ عمر خالد سے ناراض
تھے اور اُس کے جملہ امور سے کارہ تھے زمانۂ ابو بکر میں بسبب واقعۂ مالک بن
نویرہ کے جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول کلام یہی کیا کہ خالد کو معزول کیا اور کہا
کبھی ہمارے کسی کام پر وہ مقرر نہیں ہو سکتا بعد اُس کے ابو عبیدہ کو لکھا کہ
اگر خالد اپنی تکذیب آپ کرے تب وہ سردار لشکر رہے نہیں تو تم بجائے اُس کے
امیر ہو اور خالد کے سر سے عمامہ اُتار کر مال اُس کا نصفا نصف تقسیم کر لو الخ پس
ان روایات کے مطالعہ سے ناظرین متاملین پر فرق درمیان مالک و دیگر منکرین
زکوٰۃ بھی معلوم ہو گا کہ خلیفۂ دوم کے نزدیک یہ حرکت خلیفۂ اول ایسی ناحق تھی
کہ خلافت ہونے کے ساتھ ہی خالد قاتل مالک کو معزول کیا اگرچہ خلیفہ صاحب
کی برارت ذمگی اب بھی نہیں حاصل ہوئی کہ قصاص خالد سے مالک کا پورا
نہ لیا مگر خلیفۂ اول کا ظلم و عدوان و ترک امر حق بخوبی واضح ہوا کہ عمر نے سبایا
اور اموال کو اُن منکرین زکوٰۃ کے واپس کیا بلکہ بنا بر تحقیق شاہ صاحب معلوم ہوتا

[۹۰] کامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۴

خلیفۂ دوم کا اپنی شروع خلافت میں خالد قاتل مالک کو معزول کرنا اور سبایا اور اموال کا واپس لینا

ہے کہ خود خلیفۂ اول بھی اپنے ظلم کو سمجھے کہ آخر مجبور ہو کر دیت مالک کے بیت المال
سے دلوائی جس سے اور مسلمانوں کی حق تلفی کا الزام بڑھ گیا بہر کیف حال تحقیقات
مولوی صاحب معلوم ہوا کہ یہ لوگ عشق میں خلفا کے ایسے حواس باختہ ہوتے ہیں
کہ اپنے ضار و نافع میں بھی تمیز نہیں کر سکتے۔ کیوں مولوی صاحب! جب مالک مرتد
ہی ہو گیا تھا تو اُس سے لڑنے میں کیا عذر تھا جو درمیان صحابہ و ابو بکر مناظرہ ہوا
اور سب ایک طرف ہوئے اور ابو بکر سب کے مخالف تھے اور جب لڑنا صحیح تھا
تو پھر دیت دینے کی کیا وجہ اور خلیفۂ دوم کے سبایا و اموال واپس کرنے کا کیا
باعث اور خالد کے معزول کرنے کی کیا وجہ ہوئی اب برائے خدا فرمائیے کہ کون بر سر
حق تھا اور کون بر سر باطل بینوا توجروا بالجملہ اگر تواریخ اور اخبار کی طرف
توجہ کیجائے تو بخوبی معلوم ہو گا کہ فے الحقیقت مالک بن نویرہ محض مظلوم قتل
ہوا اور خالد بن ولید نے محض از راہ شہوت پرستی اُسکو قتل کیا جسپر خلیفۂ اول نے
محض اپنی خواہش نفسانی اور نفس پرستی سے خالد کو بچایا اور حد جاری نہ کی جسپر
خلیفۂ دوم اور اکثر صحابہ آزردہ و ناراض ہوئے کیونکہ شاہ صاحب تحفہ میں علاوہ
رد صدقات کے قتل مالک کی دو وجہ لکھتے ہیں۔ اینقدر خود بشہادت مردم گرد و
نواح بہ ثبوت رسیدہ بود کہ ہنگام استماع خبر قیامت اثر وفات پیغمبرؐ زنان مالک
بن نویرہ حنا بندی و دف نوازی و دیگر لوازم فرحت و شادی بعمل آوردہ شماتت
اہل اسلام نمودہ بودند اتفاقاً مالک بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب
پیغمبرؐ ایں کلمہ گفت قال رجلکم کذا و صاحبکم کذا و ایں اضافت بسوے
اہل اسلام نہ بخود و شیوۂ کفار و مرتدان آں زمان بود انتہی مختصراً حالانکہ یہ دونوں وجہیں

محض غلط ہیں کیونکہ پہلا امر یعنی شماتت اُس کی اہل اسلام پر بعد وفات رسولؐ
اس درجہ غلط ہے کہ نہ کسی کتاب میں کتب تواریخ سے اس کا وجود ہے نہ کتب احادیث
میں اور کیونکر کوئی ایسا دعوے باطل کر سکتا ہے کیونکہ اگر یہ امر ہوتا تو پھر مالک کے
ارتداد میں عذر ہی کیا تھا خالد اسی کو صاف کہتا کہ تجھ سے یہ امر خلاف اسلام ظاہر
ہوا اور صحابہ میں اسقدر اختلاف کیوں ہوتا کیا معاذ اللہ وہ لوگ اسلام کے شماتت
کرنے والے کو مومن مسلمان دیندار جانتے تھے اور نیز خلیفۂ دوم کیوں اسقدر خالد کے
اس فعل پر ناراض ہوتے اور خلیفۂ اول کیوں تاویل وخطا کی تاویل کرتے اور
دیت بیت المال سے کیوں دیتے اور بفرض تسلیم بہت سے افعال عورتیں ایسے
کرتی ہیں کہ ہرگز رضاے صاحب خانہ اُسمیں نہیں ہوتی چنانچہ بی بی عایشہ کے افعال
مخالف شرع نبوی صحاح ستّہ اہلسنت میں بکثرت ثابت ہیں لیکن دوسرا امر یعنی
رجلکم یا صاحبکم کا کہنا ہرگز کسی وقت میں علامت ارتداد نہ تھا نہ قبل وفات
رسولؐ نہ بعد وفات آں حضرتؐ نہ بعد قصۂ ارتداد کیونکہ خود خلیفۂ دوم نے الرجل لیہجر
کہا اور کوئی نہ قائل ارتداد ہوا نہ کسی نے قتل کیا حالانکہ بلا اضافت محصنہ موجب کمال
تحقیر وتوہین تھا اسی طرح خلیفۂ دوم نے جب حلی خانہ کعبہ کو تقسیم کرنا چاہا تو راوی نے
کہا ان صاحبیك لم یفعلاہ رسول خداؐ کو صاحب عمر کہا اور خود عمر نے بھی اُسی
نہ مرتد کہا نہ قتل کیا بلکہ خود عایشہ نے ابوبکر سے کہا جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے بذیل ص ۲۱۸
قصۂ افک کہ ابوبکر نے کہا فان اللہ قد انزل عذراك تو عایشہ سے روایت ہے
قلت بحمد اللہ لا بحمدك ولا بحمد صاحبك الذی ارسلك یعنی جب ابوبکر
نے عایشہ سے کہا کہ خدا نے تیرا عذر نازل کیا تو عایشہ نے کہا شکر خدا ہے نہ شکر تیرا نہ

یترے صاحب کا جنسے تجھے بھیجا ہے پس اگر واقع میں رجلکم یا صاحبکم کہنا
علامت ارتداد تھا تو ارتداد عمر و عایشہ بلکہ خود ابوبکر ثابت ہوتا ہے کہ باوصف
استماع کلمۂ کفر اپنی دختر بلند اختر سے ساکت رہے اور کوئی تنبیہ بھی نہ کی حالانکہ
اونے اوسنے سے امر پر باوصفی کہ سر مقدس نبویؐ عایشہ کی گود میں ہوتا تھا مگر یہ
بزرگوار لات چلکھا دیتے تھے پس معلوم ہوا کہ یہ سب محض غلط ہے اب اصل وجہ
مالک کے قتل ہونے کی وہی رندی و شہوت پرستی و بستی ہے کہ خالد چاہتا تھا کسی
طرح مالک کی زوجہ کو اپنے تصرف میں لائے اور حظ نفسانی اٹھائے چنانچہ بقاعدہ
المؤمن ینظر بنور الایمان خود مالک عمر نے تاڑ لیا اور صاف صاف کہدیا کہ خالد
کو دوسری لاگ ہے اور اس شعلہ کے بھڑکانے والی دوسری ہی آگ ہے چنانچہ
تاریخ ابن خلکان میں ہے وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی یضرب عنقه
والتفت مالك الی زوجته ام متمم وقال لخالد هذه التی قتلتنی وکانت فی غاية
الجمال الخ یعنی جب ضرار متوجہ قتل مالک ہوا تو مالک اپنی زوجہ ام متمم کی طرف متوجہ
ہو کر کہنے لگا کہ اسی نے ہمکو قتل کرایا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ زوجۂ مالک نہایت ہی حسینہ
تھی اور یہ امر کچھ اسی کتاب میں نہیں ہے بلکہ تاریخ طبری وغیرہ کتب تواریخ میں بھی
موجود ہے کما نقل اکثرها فی التشیید اور اسی شب بعد قتل مالک خالد کا ہم بستر ہونا
دلیل ظاہر اس شہوت پرستی کی ہے چنانچہ شرح تجرید علامہ قوشجی میں ہے حیث قال
قتل مالك بن نويرة طمعا فی التزویج بامرأته ولذلك تزوج بها من لیلته
وضاجعها یعنی قتل کیا مالک کو خالد نے بطمع تزویج اسکی زوجہ کے اور اسی وجہ
سے اسی شب کو مباشرت کی زوجہ مالک سے - اور صواعق محرقہ

اصل وجہ قتل مالک

صفحہ ۲۳
صواعق محرقہ

میں ہے[لہ] و اما انکار عمر بر ابی بکر که او قتل خالد بن ولید نکرد که او مالک بن نویره را که مسلمان
شده بود کشت و زوجه او را نکاح کرد در ہمان شب قبل انقضائے عدت دخول نمود
و چون عمرؓ بایں معنی اطلاع یافته با صدیق گفت که خالد بن ولید بایں عملی که کرده مستحق
قتل ہست و اورا مے باید کشت و ابوبکر دریں معنی تامل نمود و خالد را نه کشت و ایں انکار
مستلزم آں نیست که ابوبکر را ذم کرده باشد یا الحاق نقصی باو گردد که در خلافت او بوده
باشد الخ اور مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے لما اراد خالد قتل مالک وجاءت
امرأته ام متمم بنت المنہال وکانت من اجمل النساء فالقت نفسها علیه و قد
کشفت وجهها فقال الیک عنی فقد قتلتنی یشیر الی ان خالدا لما راها اعجبته
فقتله لیاخذها وروی عن بعض من حضر هذه السریة قال رهقنا القوم تحت
اللیل فربعت المرأة فخرجت عریانة فوالله لقد عرفنا حین راینا ها انه سیقتل عنها
صاحبها ولما قتل مالک تزوج خالد امرأته فکتب الیه ابوبکر بالقدوم علیه و لما
بلغ عمر بن الخطاب خبر خالد وقتله مالکا واخذه لامرأته قال ای عبد الله
قتل عدو الله امرءا مسلما ثم وثب علی امرأته والله لنرجمنه بالحجارة فلما قدم
خالد المدینة دخل المسجد وعلیه ثیاب علیها صدأ الحدید متعجرا بعمامة
قد غرز فیها ثلثة اسهم فیها اثر الدم فوثب الیه عمر فاخذ الاسهم من راسه فحطمها
وقال یا عدو الله عدوت علی امرء مسلم فقتلته ثم نزوت علی امرأته والله

لہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی کہ مشہور بابن حجر ہیں مصنف صواعق محرقہ اعاظم محدثین
اہلسنت اور اکابر فقہاء متکلمین سے ہیں مشائخ اجازہ شاہ عبد العزیز صاحب سے اور شاہ عبد الحق
تکمیل الایمان صفحہ ۳۰ مطبوعہ انوار محمدی میں لکھتے ہیں و شیخ ابن حجر مکی که در رد شیعه بالکه خوب
واشد طرق کرده و داد تشدد و تعصب داده ہست میگوید الخ ۱۲ منه

لنرجمنك یا حجارك وخالد لا یرجع علیه بلا ولا نعم وهو یظن ان رای ابی بکر فیه کرای عمر فدخل خالد علی ابی بکر و عمر فی المسجد فذکر لابی بکر عذرہ ببعض الذی ذکر له فتجاوز عنه ورای انها الحرب وفیها ما فیها فرضی عنه فخرج خالد من عندہ و عمر فی المسجد فقال له خالد هلم یا ابن حنتمة الی یرید ان یشاتمه فعرف عمر ان ابابکر قد رضی عنه فدخل بیته خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب خالد نے قتل مالک کا ارادہ کیا تو زوجۂ مالک ام متمم بنت منہال آئی اور اپنے کو مالک پر گرا دیا اسمیں نقاب چہرہ سے الگ ہو گیا اور مُنہ اسکا کُھل گیا مالک نے کہا دور ہو ہم سے کہ تو نے ہم کو قتل کرلیا مقصود اس سے اشارہ تھا اس طرف کہ خالد اسپر فریفتہ ہو گیا پس اس وجہ سے مالک کو قتل کیا تاکہ اُسکی زوجہ پر متصرف ہو اور دوسری روایت میں ہے کہ قوم مالک کو شب کیوقت حراست میں رکھے تھی اور اُسکی زوجہ بھی حراست میں تھی کہ ناگاہ وہ برہنہ نکلی راوی ناقل ہے کہ قسم بخدا اسی وقت ہم لوگونکو یقین ہوا کہ اب مالک ضرور قتل ہوگا پس جب خالد نے مالک کو قتل کیا اُسی شب کو زوجۂ مالک سے عقد کیا جب یہ خبر ابو بکر کو پہنچی تو حکم دیا کہ ہمارے پاس حاضر ہو اور جب عمر نے سنا تو لوگون سے کہا اے بندگان خدا اس دشمن خدا (یعنی خالد نے) ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اور اُسکی زوجہ پر چڑھ بیٹھا واللہ اُس کو ہم سنگسار کرینگے جب خالد داخل مدینہ ہوا تو عمامہ میں اپنے تین تیر خون آلودہ لگائے تھا عمر نے اوچک کر اُس کے سر سے تیر نکال کر جلا دیا اور کہا کہ اے دشمن خدا تو نے مرد مسلمان کو قتل کیا اور اُسکی زوجہ پر چڑھ بیٹھا واللہ ہم تجھے سنگسار کرینگے اور خالد خاموش تھا کچھ جواب نہ دیتا تھا کیونکہ اُس کو یہ گمان تھا کہ ابو بکر کی

کی رائے بھی مثل عمر ہے پس ایک روز تنہا ابوبکر کے پاس خالد گیا اور بہت سی معذرت کی یہانتک کہ ابوبکر راضی ہوئے اور عمر اُس وقت مسجد میں تھے پس جب ابوبکر راضی ہوئے تو خالد وہاں سے نکلا اور مسجد میں آیا اور عمر سے کہا کہ اے پسر حنتمہ اب سامنے میرے آؤ اور چاہتا تھا کہ عمر سے گالی گفتہ کرے پس عمر چپ چاپ اُٹھ کر گھر میں اپنے چلے گئے انتہی اور قوات[ﮧ] الوفیات ذیل تاریخ ابن خلکان میں ہے قیل ان خالدا کان یھوی امرأۃ مالك فی الجاهلیة و کان خالد یعتذر فی قتله فیقول انه قال لی وهو یراجعنی ما اخال صاحبکم الا قد کان یقول کذا و کذا الخ یعنی خالد زوجۂ مالک بن نویرہ پر ایام جاہلیت سے عاشق تھا اور اُسکے قتل کی فکر میں رہتا تھا پس خالد نے کہا کہ ہم سے مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب ایسا کچھ کہتے تھے الخ پس معلوم ہوا کہ خالد جاہلیت کے زمانہ سے مالک کی زوجہ پر عاشق تھا اور حیلہ و مکر کرتا تھا کہ کسی طرح قتل کرے یہانتک کہ بدولت خلیفۂ اول اپنے مطلب پر فائز ہوا اور یہی وجہ تھی کہ خلیفۂ دوم نے اس حرکت خالد کو بلفظ زنا تعبیر کیا اور بقسم کہا دشمن خدا کو ہم ضرور سنگسار کرینگے مگر خلیفۂ اول کی بدولت رُک گئے سنگ آمد سخت آمد کا مضمون ہوا خیر یہ تو خالد کی شہوت پرستی تھی کہ مالک کو قتل کیا اور اُسکی جورو سے داد عیاشی و تماشا بینی دیا مگر نہ معلوم حضرات اہلسنت کو اس خالد پرستی سے کیا نفع ملیگا جو خواہی نخواہی مالک خلیفۂ دوم کو مرتد اور کافر بناتے ہیں اور خلفا اور صحابہ کا بھی کچھ لحاظ نہیں کرتے نہ خلیفۂ دوم کا پاس و ادب کرتے ہیں خصوصًا مولوی حیدر علی کہ برخلاف خلفا و صحابہ بلکہ خود اپنے استاد

[ﮧ] کما فی تشئید المطاعن صفحہ ۱۶۰

شاہ عبدالعزیز کے خلاف بالخصوص ایسے مالک کو مصداق حدیث حوض بناتے ہیں اور اُس کے احداث وتغییر وتبدیل کو ثابت ٹھراتے ہیں حالانکہ مہاجر وانصار نے بالاتفاق اُسکی پاکدامنی پر شہادت دی اور اُسکے تغییر وتبدیل نہ کرنے پر گواہی دی اب بجز اس کے کیا چارہ ہے کہ ان ملوکوں کو ملوک. مالک خلیفۂ دوم کے حوالہ کریں کہ وہی ان سے سمجھیں لیکن امر دوم یعنی خلیفۂ اول کا ازراہ نفسانیت قصاص نہ لینا اور خالد کو چھوڑ دینا اور صحابہ کا مخالف رہنا پس خود ان روایات سے ثابت ہوا خلیفہ صاحب نے نہ حضرت عمر کا کہنا مانا نہ دیگر صحابہ کا چنانچہ مرآۃ الزمان[1] سبط ابن جوزی میں ہے قال ابو ریاش دخل خالد المدینۃ ومعہ لیلی بنت سنان زوجۃ مالک فقام عمر فدخل علی علیؑ فقال ان من حق اللہ ان یقاد من ھذا المالک وقتلہ وکان مسلماً ونزا علی امرأتہ علی ما ینزو الحمام تمرتماً فدخلا علی سعد بن ابی وقاص وطلحہ بن عبد اللہ فتابعوا علی ذلک ودخلوا علی ابی بکر وقالوا لابد من ذلک قال ابوبکر لا اغمد سیفاً سلہ اللہ علیہم انتہیٰ یعنی جب خالد زوجۂ مالک کو لیکر داخل مدینہ ہوا تو عمر جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ قصاص مالک خالد سے ضرور لینا چاہیئے کہ اس نے مالک سے مرد مسلمان کو قتل کیا اور جیسے کبوتر کبوتری پر چڑھتا ہے خالد زوجۂ مالک پر

---

[1] مدح وثنائے سبط ابن جوزی مصنف مرآۃ الزمان کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد ہشتم حدیث نور کے صہ۵۵ سے تا صہ۹۹ بکمال شرح وبسط مذکور ہے یہاں صرف عبارت تحفہ پر قناعت کیجاتی ہے۔ شاہصاحب تحفہ میں فرماتے ہیں صہ۵۸۹ وحافظ عماد الدین ابن اثیر و حافظ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی وشیخ شمس الدین مظفر سبط ابن الجوزی ودیگر مورخین ثقات نقل

چڑھ بیٹھا پس عمر اور جناب امیرؑ سعد بن ابی وقاص اور طلحہ کے پاس آئے اور
باتفاق ابو بکر سے جا کر کہا ضرور قصاص لینا چاہئے ابو بکر نے کہا ہم ہرگز اس سیف کو
میان میں نہ کرینگے جسے خدا نے ان پر کھینچا یعنی خالد سے قصاص نہ لینگے الخ
کیوں صاحبو صحابہ کے دو ایک آدمی کے اتفاق سے تو خلافت آپ کے یہاں صحیح
ہو جائے اور نصوص صحیحہ نبوی بیکار قرار پائے۔ یہاں جو اس قدر صحابہ کا مجمع ہے
خلیفۂ دوم جن کے بارے میں خود اہلسنت یہ حدیث موضوع روایت کرتے ہیں
ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر اور جناب امیرؑ کے بارے میں تو بالاتفاق یہ
حدیث متواتر مشہور ہے الحق مع علی وعلی مع الحق اسی طرح سعد بن ابی وقاص
وطلحہ بن عبد اللہ جو عشرہ مبشرہ سے اور بفضائل کاملہ آپکے یہاں معروف ہیں۔
ان سبھوں نے علاوہ برشہادت ابو قتادہ وعبد اللہ بن عمر بر اسلام وتغیر وتبدل
نہ کرنے مالک کے بالاتفاق خالد کو زانی قابل رجم اور قاتل مسلم واجب القتل جانا
اور ابو بکر سے اس بارے میں مبالغہ فرمایا مگر کسی کی شنوائی نہ کی اس پر بھی مالک
مرتد ومورد حدیث حوض قرار پاوے اور خالد وابو بکر وعمر ودیگر صحابہ مجتہدین
یقینی المغفرۃ میں شمار کئے جائیں سبحانک اللھم ھذا بہتان عظیم
وافتراء جسیم لا یقبلہ عقل سلیم

تذئیل جمیل چونکہ اثنائے کلام میں بنقل عبارت شاہ ولی اللہ وشاہ عبد العزیز
ذکر آیۂ کریمہ یا ایھا الذین اٰمنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ
بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون
فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

تفسیر آیۂ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ

واللّٰہ واسع علیم آگیا یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جو شخص تملوگوں سے
اپنی دین سے برگشتہ ہو جاوے پس لاویگا خدا اُس گروہ کو جسے خدا دوست رکھتا
ہے اور وہ لوگ خدا کو دوست رکھتے ہیں متواضع ہیں مسلمانوں کے لئے اور
سخت ہیں اوپر کافروں کے راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور نہیں ڈرتے ملامت سے
ملامت کرنے والوں کے یہ فضل خدا ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے خدا جواد و دانا
ہے اور عمو باپ بیٹوں نے اس آیہ سے حقیقت خلافت خلیفۂ اول پر استدلال
کئے ہیں لہذا اجمالاً ذکر اس کا یہاں کیا جاتا ہے جسکو شوق اسکی تفصیل کی ہو وہ
عماد الاسلام و بوارق موبقہ جواب باب امامت تحفہ اثنا عشریہ و کتاب مستطاب
عبقات الانوار منہج اول مطالعہ کرے یہاں اجمالی بیان پر اقتصار کیا جاتا ہے
پس واضح رائے ارباب انصاف ہو کہ طریقہ تفسیر اہلسنت کی یہاں دو طور
پر ہے ایک یہ کہ بحدیث نبوی ہو کہ خود آنحضرت نے تفسیر فرمائی ہو اور بیان کر دیا
ہو کہ اس آیہ کریمہ سے یہ مراد ہے دوسرے یہ کہ صحابہ نے اسکے مطلب بطور خود بیان
کئے ہوں بطور تطبیق واقعات وغیرہ پس اس آیہ کریمہ کو اگر بطور اول یعنی
حسب ارشاد فیض بنیاد آنحضرت دیکھیں تو خلیفہ اول کو اس آیہ سے کوئی تعلق
ہے نہیں کیونکہ احادیث نبویہ سے جو اہلسنت کے یہاں منقول ہیں دو آدمی کے
بارے میں نازل ہونا اس آیہ کا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
میں ہے و روی مرفوعاً ان النبیؐ لما نزلت ہذہ الآیۃ اشار الی ابی موسیٰ
الاشعری و قال ہم قوم ہذا و قال اٰخرون ہم الفرس لانہ روی ان النبیؐ
لما سئل عن ہذہ الآیۃ ضرب بیدہ علی عاتق سلمان و قال ہذا و ذرۃ

ثم قال لو کان الدین معلقاً بالثریا لناله رجال من ابناء فارس یعنی منقول ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو حضرت نے اشارہ فرمایا طرف ابو موسے اشعری کے اور کہا کہ وہ لوگ قوم اس کی ہیں اور بعض لوگوں نے کہا کہ اہل فارس مراد ہیں کیونکہ جب حضرت سے سوال کیا کہ مراد اس آیہ سے کون ہے تو حضرت نے سلمان فارسی کے شانہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے اور ہمراہیان اُس کے پھر فرمایا کہ اگر دین معلق ہو ساتھ ثریا کے تو کچھ لوگ اہل عجم سے اُسکو پاوینگے انتہی پس حسب ارشاد جناب رسالتمآب مصداق اس آیہ کے دو شخص قرار پائے قوم ابو موسے اور حضرت سلمان فارسی و قوم اُن کی پس خلیفۂ اول یون بھی خارج ہوئے اور چونکہ ابو موسے اشعری کا منافق ہونا ادلۂ قاطعہ سے ثابت ہے جیسا کہ مابعد اس کے کتب اہل سنت سے بخوبی مذکور ہوگا لہذا وہ بھی خارج ہوئے ہر چند بمفاد اس حدیث کے بھی وہ خارج تھے کیونکہ حضرت نے قوم ابو موسے کو مصداق اسکا فرمایا تھا نہ خود ابو موسے کو بخلاف سلمان فارسی اور اُنکی قوم کے پس جس کسی کو اہلسنت سے متابعت رسول مقصود ہو وہ اس فرمان رسول کے مطابق حضرت سلمان فارسی اور اُنکی قوم کو مصداق آیہ کریمہ تصور کرے اور ازانجا کہ حسب تصریح علماے اہلسنت منکر خبر واحد کافر ہے کما فی ھدایۃ السعدا پس جو سُنی خلاف اس کے دعویٰ کرے اور حکم نبوی کو نمانے وہ اپنے اصول سے آپ کافر ہوگا ؎ ماراچہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت باقی رہا طریقۂ ثانیہ یعنی صحابہ کی راے اور بیان کے مطابق پس تفسیر کبیر

؎ تیسری جلد میں اس کتاب ذوالفقار حیدری کے بخوبی بیان ہوا ہے جو بعد اس حصہ کے انشاء اللہ مطبوع ہوگی اور اُس میں اکثر صحابہ مقبولین اہل سنت کا مصداق حدیث اصحابی ہونا بیان کیا ـ فانتظروا وانا معکم من المنتظرین ۱۲

ہیں چند قول مذکور ہیں ایک یہ کہ مراد اس سے خلیفہ اول یعنی ابو بکر ہیں اور اصحاب اُن کے جنھون نے اہل ردہ سے قتال کیا دوسرے یہ کہ مراد اس آیہ سے انصار رسول مختار ہین جنھون نے اعلاء کلمہ اسلام و اظہار دین مین نصرت آنحضرت کی کی تیسرے اہل یمن چوتھے یہ کہ جناب امیر مراد ہین جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو خود اختلاف ہے کہ کون لوگ مراد ہین پس جو لوگ اہلسنت سے صحابہ پرست ہین وہ چارون قول کے قایل ہون اور اختلاف مین پڑے رہین بالتعیین خلیفہ اول کو کیونکر مورد اس کریمہ کا قرار دے سکتے ہین اور اگر واقعات تواریخی کی روسے خلیفہ اول کو معین کرین کہ بدولت اُن کے مرتدین قتل ہوئے اسوجہ سے وہی لوگ مراد ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا پس اگر بنظر انصاف اُس قصہ کو ملاحظہ کریں تو سوائے نقصان کے کوئی نفع نہ ہوگا اس لئے کہ باتفاق اصحاب حدیث و ارباب تواریخ اہلسنت مرتد دو قسم کی تہی ایک مرتد اصل دین سے دوسری منکرین زکوٰۃ قسم اول حقیقۃً مرتد نہ تھے بلکہ کافر تھے جیسا کہ ابن حزم نے محلی میں لکھا ہے کما نقل فی البوارق ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لم یسلموا قط لایختلف احد فی انہ یقبل توبتھم و اسلامھم والثانی قوم اسلموا و لم یکفروا بعد اسلامھم ولکن منعوا الزکوٰۃ من ان یدفعوھا الی ابی بکر فعلی ھذا قوتلوا ولم یختلف الحنفیون والشافعیون فی ان ھؤلاء لیس لھم حکم المرتد اصلا وھم قد خالفوا فعل ابی بکر فیھم ولا تسمیھم اھل ردہ الخ یعنی اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک تو وہ کہ اسلام ہی نہ لائے تھے انکی توبہ قبول ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ پھر مسلمان ہو سکتے ہیں دوسرے وہ

لوگ جو اسلام لائے تھے مگر بعد اسلام وہ کافر نہ ہوئے فقط زکوٰۃ کے ابوبکر کے ہاتھ
میں دینے سے اُنکو انکار تھا اور اسبوجہ سے وہ قتل کئے گئے اور اس بارے میں حنفیہ
وشافعیہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ لوگ مرتد نہ تھے صرف مخالف فعل
ابوبکر تھے پس انکو ہم مرتد نہیں کہہ سکتے الخ اور سابقاً جو تحقیقات مولوی حیدر علی
در بارۂ مسیلمہ وغیرہ مذکور ہوئے اُس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ لوگ پہلے مسلمان
نہیں ہوئے تھے پس جب وہ مسلمان ہی نہ ہوئے ابتدا سے کافر تھے تو مرتد
نہ ہوئے اور جب مرتد نہ ہوئے تو قاتلین اُنکے مورد اس آیہ کریمہ کے نہین ہو سکتے
کیونکہ اس میں قتل مرتدین کا ذکر ہے نہ قتل کفار کا۔ باقی رہی قسم ثانی یعنی مانعین
زکوٰۃ پس سابقاً بہ تفصیل تمام مذکور ہوا کہ بالاتفاق تمامی صحابہ نے اُس قتال کو
ناجائز کہا خود جناب امیرؑ اور ابوبکر سے اس بارے میں گفتگو ہوئی اور بعد قتل
مالک بھی جناب امیرؑ نے ابوبکر سے کہا کہ خالد سے مالک کا قصاص لینا چاہیئے
اور خود خلیفۂ دوم قبل قتال بھی معترض تھے اور بعد قتال بھی نعل ابوبکر پر معترض
رہے یہانتک کہ جب خود خلیفہ ہوئے اُن قیدیوں کو رہا کیا اور خالد کو معزول کیا
اسی طرح سعد بن ابی وقاص وطلحہ وتمامی صحابہ ناراض رہے بلکہ علاوہ بر انکہ
کبار صحابہ خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوئے خود اورع اصحاب عبد اللہ بن
عمر بن خطاب اور ابو قتادہ انصاری نے اُن کے اسلام پر گواہی دی اور آپ سے
جور وستم خالد پر قسم کھائی کہ اب کبھی اس کے ساتھ شریک جنگ نہ ہوں پس جو
فعل باجماع صحابہ ناجائز وحرام ہوا اور اُسکے مرتکب سے صحابہ طالب قصاص ہوں
اُسکو اہلسنت کب ممدوح کہسکتے ہیں پس افسوس ہے کہ حضرات اہلسنت ان امور

پر بھی غور نہیں کرتے اور فضیلت خلفا کی فکر میں دوڑے پڑے پھرتے ہیں یہ نہیں
سمجھتے کہ اس میں فضیلت ہوتی ہے یا منقصت۔ سبحان اللہ جن مقتولوں کو صحابہ
مہاجر و انصار مسلمان مرد دیندار کہیں اور خلیفۂ دوم[۲] و عبد اللہ بن عمر و ابو قتادہ
وغیرہ اُنکے اسلام کی گواہی دیں اور جناب امیرؑ اور خلیفہ دوم و سعد بن ابی وقاص و
طلحہ وغیرہ اُس کے قاتل کو واجب القصاص کہیں اور زانی و قاتل مسلم بتائیں اُنہیں
کو یہ حضرات مصداق آیہ کریمہ ومن یرتدد منکم عن دینہ الایہ قرار دیں یہ نیا
انصاف ہے مگر صاحب مفاتیح شارح مصابیح نے یہ نقل مولوی حیدر علی صاحب
فارغطی دیدی کہ یہ لوگ یعنی مانعین زکوٰۃ حقیقت میں مرتد نہ تھے بلکہ اہل بغاوت
سے تھے اور چونکہ نام ارتداد سے زیادہ شناعت اُن لوگوں کی ثابت ہوتی تھی
اس نام سے پکارے گئے جیسا کہ منتہی الکلام میں ہے پس اس سے بھی خلیفۂ اول
مقاتل مرتدین نہ قرار پائے بلکہ مقاتل بغاۃ ٹھیرے اور بفرض محال کہ وہ لوگ
مرتد ہوئے اور قتال اُن سے جائز ہوا پس جو لوگ کہ اُن سے جہاد کریں اور اُنکو
قتل کریں وہ لوگ مصداق اس آیہ کے ہونگے یا جو شریک بھی جہاد میں نہوئے
وہ مراد ہونگے اب انکو دیکھنا چاہیئے کہ اُن سے کس نے جہاد کیا اور کس نے انکو
قتل کیا پس خود اہلسنت لکھتے ہیں کہ اول جس نے مرتدین سے قتال کیا وہ ابو سفیان
تھا جو ہمیشہ منافق رہا چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے عن ابن شہاب ان رسول اللہ
استعمل ابا سفیان بن حرب علی بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ اقبل
فلقی ذا الخمار مرتدا فقاتلہ فکان اول من قاتل فی الردۃ وجاھد عن الدین

[۱] وقد صرح اکثر محدثیہم بموضوعۃ ہذہ الروایات واستعمالہ علی جزء من اجزاء الیمن کما سیجئی فی محلہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

قال ابن شہاب وھو فیمن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین
عادیتم منھم مودۃ وعن ابی ھریرۃ قال اول من قاتل اھل الردۃ علی
اقامۃ دین اللہ ابو سفیان بن حرب وفیہ نزلت ھذہ الآیۃ عسی اللہ
ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ انتھی یعنی آنحضرت نے
ابوسفیان کو بعض جز یمن پر عامل مقرر فرما کر بھیجا جب آنحضرت نے وفات
پائی تو ابوسفیان وہاں سے چلا راہ میں ذوالخمار مرتد سے ملاقات ہوئی پس اُس سے
قتال کیا پس ابوسفیان اول شخص ہے جس نے اہل ردہ سے قتال کیا اور راہ
خدا میں جہاد کیا۔ کہا ابن شہاب نے کہ ابوسفیان داخل آیہ عسی اللہ الآیہ ہے
(یعنی قریب ہے کہ خدا درمیان تم لوگوں کے اور اُن لوگوں کے جنھوں نے تم
سے عداوت کی مودت قرار دے) اور ابوہریرہ سے منقول ہے کہ اول جس نے
اقامت دین خدا کے لئے اہل ردہ سے قتال کیا وہ ابوسفیان ہے اور اُسی کی
شان میں یہ آیہ عسی اللہ نازل ہوا اور تفسیر درمنثور سیوطی میں بھی یہ روایت
بذیل تفسیر آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم مرقوم ہے پس تعجب ہے اہل سنت کی سرپرستی
سے کہ اپنے ابوالخلفا ابوسفیان کو جو حسبًا نسبًا خلفاء ثلثہ سے افضل و اعلیٰ تھے
اور خلیفہ اول اُنکو شیخ قریش و سیدہم فرماتے تھے جو بنص رسول موجب اغضاب
اصحاب کبار حضرت تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے عن عایذ بن عمرو ان ابا سفیان
اتی علی سلمان وصھیب وبلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من
عنق عدو اللہ ماخذھا فقال ابوبکر تقولون ھذا الشیخ قریش وسیدھم
واتی النبی فقال یا ابابکر لعلک اغضبتھم لئن کنت اغضبتھم لقد اغضبت

ابوسفیان کا مصداق آیہ ہونا بقول علمائے اہل سنت

صحیح مسلم

خلیفہ اول کا جناب ابوسفیان کو شیخ و سید قریش کہنا

ربک فاتاهم ابوبکر فقال یا اخوتاه اغضبتکم فقالوا لا یغفر اللہ لک یا اخی
انتھی یعنی ابوسفیان کا گذر ہوا روبروئے سلمان فارسی وصہیب و بلال کے
پس ان لوگوں نے کہا کہ دشمن خدا ابھی تک سیف خدا سے بیچا رہا پس ابوبکر نے
اُن صحابہ سے کہا کہ تم لوگ دربارہ سید و سردار و شیخ قریش ایسے باتیں کہتے ہو بعد
اس کے خدمت رسولؐ میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر شاید تم نے
اُن صحابہ کو غضبناک کیا اگر انکو غضب میں لایا تو تو نے خدا کو غضبناک کیا پس اُنکے
پاس ابوبکر آئے اور کہا کہ اے برادران شاید تمکو ہم غضب میں لائے پس اُن لوگوں
نے کہا نہ بخشے خدا تجھے اے برادر پس ایسے بزرگ کو باوصف ایسے کار نمایاں اور
امر عظیم الشان کے کہ پہلے اہل مرتدین سے راہ خدا میں جہاد کیا اور اقامۃ دین خدا
کے لئے اپنی جان کی مطلقاً پروانہ کی اور بہ نفس نفیس اُن سے لڑنے پر آمادہ و
مستعد ہوگئے اور آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم اُن کے بارے میں نازل ہوا۔
اہلسنت مصداق اس آیہ کریمہ کا نہیں بتاتے اور خلیفہ اول کو جو بعد ابوسفیان بلکہ
بتقلید اُن کے صرف منع زکوہ کے سبب سے دوسروں کے بہروسہ پر آمادہ قتال
ہوئے مصداق اس آیہ کریمہ کا بتاتے ہیں حالانکہ درمیان ابوسفیان و ابوبکر فرق
نمایان ہے اور بنا بر مذاق اہلسنت انطباق اس آیہ کا اس کے ساتھ نہایت چسپان
ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے جو تم سے مرتد ہو پس قریب ہے کہ خدا لائے اُس قوم کو
جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتا ہے پس مقتضائے فسوف
یاتی اللہ بتحقیق اہلسنت یہ ہے کہ وہ قوم اُس وقت موجود نہ ہو اور ابوبکر باعتبار
حال وزمان و مکان وہیں موجود تھے بخلاف ابوسفیان کے کہ وہ وہاں موجود

نہ تھے پس باعتبار ابوبکر وہ زیادہ تر مصداق فسوف یاتی اللہ بنی اور نیز ابوبکر
کے متابعین مدینہ سے چڑھ کر لڑنے کو گئے تھے پس وہ مصداق یاتی اللہ یعنی لاویگا
خدا کیونکر ہو سکے بخلاف ابوسفیان کہ وہ یمن سے اتے تھے ذوالحمار سے ملاقات ہوئی
لڑنے لگے تو البتہ وہ مصداق یاتی اللہ ہو سکتے ہیں کذلک باعتبار ایمان و اسلام ابوبکر
کو سابق الاسلام کہتے ہیں بخلاف ابوسفیان کے کہ اسلام اُسکا فتح مکہ میں بیان کیا
گیا ہے فسوف یاتی اللہ بخوبی چسپان ہوگا بحسب ما قررو ایسی طرح اذلۃ علی المومنین و
اعزۃ علی الکافرین اسطرح یجاھدون فی سبیل اللہ کہ بتصریح ابوہریرہ و ابن
شہاب خود ابوسفیان نے واسطے اقامۂ دین خدا کے جہاد کیا بخلاف ابوبکر کے
کہ خود جہاد بھی مرتدین سے نہ کیا نہ اُس فوج میں شریک ہوئے نہ اُس سرزمین
پر تشریف لیگئے اور اگر مجازاً   ہی جاوے کہ خالد کا لڑنا بحکم ابوبکر تھا تو مثل
بنی الامر المدینۃ ابوبکر پر جہاد کرناہ صادق آسکتا ہے پس بتصریح اہلسنت باوصف
امکان معنی حقیقی معنی مجازی مراد نہیں لے سکتے اور گرہ و تاویل[ا] نہیں جاسکتے الابضرورت
معذلک یہ جہاد اقامۂ دین خدا کے لئے نہ تھا بلکہ بطمع زکوٰۃ تھا جسپر صحابہ معترض ہوئے
فاین المساوات اور اگر بوجہ صحابیت ابوبکر زیادہ مستحق قرار پائیں تو ابوسفیان بھی صحابی
تھے اور حسب و نسب میں ابوبکر سے افضل تھے کہ خود خلیفہ اول نے اُن کو سید و سردار
قریش کہا اور ابوسفیان نے ابوبکر کو اول بطن کے ساتھ تعبیر کیا کما فی تکمیل الایمان
للشیخ عبدالحق الدہلوی اور اگر سسر رسولؐ ہونا موجب شرف و استحقاق ہے تو

[ا] جیسا کہ مولوی عبدالحق سنی مشکور میں ص ۲۱ فرماتے ہیں شیخ الاسلام ابن دقیق العید الامام باحادیث الاحکام میں
لکھتے ہیں لما علم ان التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ وکان الاصل حمل اللفظ علی ظاہرہ کان الواجب ان یعضد التاویل بدلیل
من خارج الخ ۱۲ منہ

وجوہ انطباق آیہ مذکورہ برابوسفیان حسب مذاق اہلسنت

تکمیل الایمان و اول بطن قریش اشارت بابوبکر صدیق کردہ [illegible] کہ از بنی تیم بود الخ [illegible]

ابوسفیان بھی مثل ابوبکر رسولؐ خدا کے سسر تھے اور باعتبار قرابت بہ نسبت
ابوبکر اقرب تھے اور اگر خلافت بکری موجب استحقاق دخول تحت آیہ ومن یرتد
ہو تو ابوسفیان بھی اکثر خلفاے اہلسنت کے باپ تھے بالجملہ بہر طور حسب قواعد
اہلسنت باعتبار تطبیق واقعات ابوسفیان زیادہ تر مستحق ہیں کہ مصداق اس آیہ
کریمہ کے قرار دئے جائیں اور اگر ابوسفیان سے درگذر کریں تو خالد بن ولید
سیف اللہ اہلسنت جنکو خلیفہ دوم صاحب زانی فرماتے تھے زیادہ تر مستحق ہیں
کہ مصداق اس آیہ کے ہوں کہ اُسکے بدولت یہ مہم سرہوئی اور خلیفہ اول اہلسنت
کے نزدیک قاتل مرتدین کہلانے لگے گو آنحضرتؐ اسے خالد سے تبرا بھی فرماتے
۵۲۵۸ ہوں جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ اور ازالۃ الخفا میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اللّٰھم
انی ابرء الیک مما صنع خالد اور خلیفہ دوم زانی وواجب القتل والرجم بھی
قرار دیں مگر بمقتضاے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان بھی ہے کہ خالد
بن ولید ہی کو مصداق اس آیہ کریمہ کا قرار دیں لیکن کافر نعمتی اہلسنت قابل
ملاحظہ ہے کہ خالد بن ولید سیف اللہ بکری کو اولا کیطرح مصداق اس آیہ کا
نہیں بناتے بلکہ سب کو بن بیلا بنا کر ابوبکر ہی کو دیتے ہیں اور اگر کسی کو اہلسنت
سے کچھ پاس نمک ہوا بھی تو بطفیل خلیفۂ اول بشمول دیگر اصحاب نہ بالذات
نہ بالاصالۃ فاعتبروا یا اولی الا بصار آور اگر حضرات اہلسنت ان مجاہدین
فی سبیل اللہ قاتلین مرتدین کو جو باعتبار معنی حقیقی بنابر اصول اہلسنت مصداق
مجاہدون فی سبیل اللہ ہوسکتے ہیں مصداق اس آیہ کا نہ بنائیں بلکہ بنابر معنی مجازی
امر وحاکم بقتال کو مصداق اسکا قرار دیں تو بھی خلیفہ اول نہیں مصداق ہوسکتے

بلکہ جناب امیر علیہ السلام مورد اس آیہ کریمہ کے ہونگے کیونکہ خود حضرات اہلسنت
اسکے بھی ناقل ہیں کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو حکم کیا کہ مرتدین سے قتال کرو
چنانچہ کنز العمال میں ہے فی باب الزکوٰۃ ان ابابکر الصدیق استشار علیا
فی اہل الردۃ فقال ان اللہ جمع الصلوٰۃ والزکوٰۃ ولا اری ان یفرق
فعند ذلک قال ابوبکر لو منعونی عقالا لقاتلتھم علیہ کما قاتل رسول اللہ
یعنی ابوبکر نے جناب امیرؑ سے دربارہ اہل ردہ مشورہ کیا پس جناب امیرؑ نے
فرمایا کہ خدا نے نماز و زکوٰۃ کو ساتھ جمع کیا ہے ان دونوں میں تفریق نہیں ہوسکتی
اُسوقت ابوبکر نے کہا کہ واللہ اگر ریسمان بھی وہ لوگ نہ دینگے تو ہم ضرور اُن سے
مقاتلہ کرینگے جیسا کہ حضرت رسولؐ نے مقاتلہ کیا۔ پس ہرگاہ مدار اس آیہ کے
مصداق ہونیکا محض حکم و امر پر قرار پایا تو جناب امیرؑ بالاولی مصداق اس آیہ
کریمہ کی ہوئی حالانکہ خود اہلسنت کے یہاں بعض روایات سے بھی ثابت ہے
کہ جناب امیرؑ مصداق اس آیہ کریمہ کے ہیں جیسا کہ سابقا تفسیر کبیر سے منقول ہوا
وقال قوم انہا نزلت فی علیؓ. یعنی ایک قوم قایل ہے کہ یہ آیہ شان میں جناب
امیرؑ کے نازل ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ مویدات اسوجہ کی بہت سے ہیں بلکہ ہر لفظ
اس آیہ کریمہ کا بہ نداے بلند صدا دیتا ہے کہ یہ آیہ شان میں جناب امیرؑ اور ہمراہیان
آنحضرت کے ہے۔ اوّلاً قولہ تعالے یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ
یعنی اے ایمان لانیوالو جو تم سے مرتد ہوگا اپنے دین سے کاشف ہے اس کا کہ
مرتدین انہیں صحابہ مخاطبین سے ہوں نہ جفاۃ اعراب وغیرہ جنکا ایمان خود اہلسنت
کے نزدیک پورے طور سے مسلم نہیں ہے پس مرتدین حقیقی بوجہ نہ ایمان لانیکے خارج

جناب امیر علیہ السلام کا مصداق آیہ مذکورہ ہونا

ہوگئے کیونکہ جب وہ لوگ ایمان ہی نہ لائے تھے تو یا ایہا الذین امنوا کا خطاب اُن سے کیونکر ہوگا اور نیز وہ مرتد کیونکر ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ کافر تھے نہ مرتد باقی رہے مانعین زکوٰۃ پس اُنکا بھی مرتد نہ ہونا اور بقاپر اسلام سابقاً مذکور ہوا پس وہ لوگ بھی مصداق اس آیہ کے نہ ہوئے اب باقی رہے وہی صحابہ جو مصداق یا ایہا الذین امنوا بظاہر ہو سکتے ہیں کہ خدا اُن کو فرماتا ہے جو تم لوگوں سے مرتد ہو جیسا کہ مقتضائے لفظ منکم ہے چنانچہ خود حضرات اہلسنت اسی لفظ منکم کے سبب سے آیہ استخلاف میں استدلال کرتے ہیں خلافت ثلثہ پر پس جو لفظ منکم وہاں ہے وہی منکم یہاں بھی ہے پس ضرور ہوا کہ یہاں بھی مخاطبین منکم وہی صحابہ ہوں نہ غیر اُن کا۔ اور چونکہ باتفاق فریقین ارتداد ہر مقام پر اپنے معنی حقیقی پر محمول نہیں ہو سکتا جیسا کہ سابقاً کلام مولوی حیدر علی سے مذکور ہوا کہ مراد ارتداد سے ارتداد عن الدین نہیں ہے بلکہ تغیر و تبدیل و تقصیر بعض حقوق پس وہی معنی یہاں بھی مراد ہے کہ جو صحابہ تقصیر کرینگے حقوق اہلبیت نبوی میں اُنکی طرف یہ اشارہ ہے مصداق حدیث حوض اور اس آیہ کریمہ کے وہی صحابہ اہلسنت مقصرین فی حق اہلبیتؑ ہوئے کہ خدا اور رسولؐ نے اُنکو مرتد فرمایا اب یہاں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ واگر امامیہ آنہا را بنا بر انکار امامت مرتد نامند گوئیم در عرف قدیم و جدید مرتد منکر دین را گویند و اگر بتاویل باطل چیزے را از عقاید اسلام منکر شود آنرا مرتد نامیدن در عرف جاری نیست و حمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت ہست نہ بر معانی اصطلاحیہ قومے دون قومے و معہذا لفظ عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا باشد نہ یک مسئلہ را از

تحفہ اثنا عشریہ ۳۴۱

مسائل آن و مانعین زکوٰۃ را کہ در عہد خلیفہ اول مرتد نامیدند بجہت آن است
کہ آنہا منکر وجوب زکوٰۃ بودند و ہر کہ منکر ضروریات دین شود اصل دین را انکار
کردہ است باقرار علماے شیعہ از ضروریات دین نیست کہ بانکار او کفر و ارتداد
حاصل آید انتہی - فقیر کہتا ہے کہ جن لوگوں نے اس رسالہ عجالہ کو دیکھا ہے وہ
خود ابطال اس کلام کا کرسکتے ہیں مگر بطور تنبیہ فقیر بھی اجمالاً گذارش کرتا ہے
کہ یہ کلام بچند وجہ باطل ہے - اما اوّلاً پس انحصار ارتداد منکر اصل دین میں
باطل ہے جیسا کہ سابقاً قول مولوی حیدر علی مذکور ہوا ہر چند رجوع از اصل
دین یکے از افراد تغیر و تبدیل باشد لاکن چوں در حدیث موجود است بشفاعت
ازاں دار و گیر نجات نخواہند یافت مگر قلیلے ارتداد را بر بعضے از شقوق و تاخیر
از بعض حقوق فرود آوردند الخ جس سے صاف معلوم ہوا کہ علمانے ارتداد کو تبدیل
و تاخیر پر بھی محمول کیا ہے پس جو وجوہ وہاں باعث اس کے ہوئے وہی یہاں
بھی موجود ہیں بلکہ اولے اُس سے کیونکہ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم
کا صاف صاف مقتضا یہی ہے کہ صحابہ موجودین حاضرین مخاطبین سے کچھ
لوگ مرتد ہوں اور وہ بغیر اس کے نہیں بن سکتا کہ یہی لوگ مراد ہوں کیونکہ
اگر ارتداد سے ارتداد عن الدین مراد لیا جاوے تو صحابہ مخاطبین منکم سے بتصریح
اہلسنت کوئی مرتد نہ ہوا جیسا کہ خود فاضل کرمانی فرماتے ہیں ولم یرتد احد
من اصحابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی کوئی مرتد نہ ہوا اصحاب آنحضرت
سے پس اس صورت میں من یرتد منکم لغو ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ جب
ارتداد کے معنی تبدیل و تاخیر مراد ہوں تو من یرتد منکم درست ہوتا ہے

کیونکہ باتفاق فریقین کچھ لوگ صحابہ سے مصدر تبدیل و تاخیر ہوئے پس اُن کو
من یرتد منکم کہنا صحیح ہوگا۔ ثانیاً یہ کہنا کہ حمل الفاظ قرآن معانی لغویہ پر ہے
نہ اصطلاحیہ پر اگر درست ہو تو پھر آیہ استخلاف سے استدلال اہلسنت صحت
خلافت خلفا پر باطل ہوتا ہے کیونکہ یہ معنی خلیفہ بالاتفاق حادث اور اصطلاحی ہے
نہ لغوی پس ہرگاہ حمل الفاظ قرآن معانی اصطلاحیہ پر باطل ہے تو وہ استدلال
اور تمامی استدلالات انکے آیات قرآنی سے باطل ہونگے۔ ثالثاً یہ کہنا لفظ
عن دینکم صریح است در انکہ انکار ایشان تمام و اصل آن را باشد لغو ہے کیونکہ
اس صورت میں مرتدین حقیقی و مانعین زکوٰۃ دونوں اس آیہ سے نکل جاتے ہیں
جیساکہ بذریعہ لفظ منکم خارج ہیں اس لئے سابقاً مذکور ہوا مرتدین حقیقی اسلام
ہی نہ لائے تھے پس انپر اطلاق مرتدین کا کیونکر ہوگا اور مانعین زکوٰۃ کو کسی نے
آجتک نہ کہا کہ وہ منکر تمام دین و اصل اسلام تھے علاوہ بریں سیکڑوں احادیث
میں ادنیٰ امور کے ساتھ لا دین لہ کا اطلاق ہوا ہے چنانچہ لا دین لمن
لا حیاء لہ یا من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج عن دین اللہ
حالانکہ وہ اصل دین کے منکر نہیں ہیں معہذا لک محاربین نفس خیر المرسلین
کے بارے میں خود آنحضرت نے فرمایا ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبدالعزیز
صاحب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں اخرج الحفاظ ذکر الخوارج من حدیث
جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث متواتر بالمعنی اخرج
ابن ماجہ من حدیث زر عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ
یخرج فی اخر الزمان قوم احداث الاسنان سفہاء الاحلام یقولون

من خیر قول الناس لقرون القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام
کما یمرق السهم من الرمیۃ فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم اجر عند اللہ
لمن قتلهم یعنی حفاظ نے ایک جماعۃ صحابہ سے ذکر خوارج کو اخراج کیا ہے اور یہ
حدیث متواتر معنوی ہے کہ فرمایا حضرت نے ایک قوم آخر زمانہ میں ظاہر ہوگی کہ
کم سن ہونگے اور بیوقوف بہترین قول کہیں گے اور قرآن پڑھینگے مگر قرآن اُن کے
حلق سے نیچے نہ اُترےگا۔ وہ لوگ اسلام سے نکلجا ئینگے جس طرح تیر کمان سے۔ پس
جو پاوے اُنکو قتل کرے کہ خدا کے نزدیک مستحق اجر ہوگا اسی طرح تین روایت بلفظ
یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ روایت کیا ہے جس سے صاف
معلوم ہوا کہ وہ لوگ دین سے خارج ہونگے حالانکہ اہلسنت کے نزدیک وہ بھی
مسلمان ہیں پس جس طرح خدا نے اس آیہ میں عن دینکم فرمایا اسی طرح رسولؐ نے
اُنکو یمرقون من الدین فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ لوگ خارج از دین ہیں
پھر اُنکی مصداق ومن یرتد منکم عن دینہ ہونے میں کیا عذر رہا اور اسی طرح مرجیہ
وقدریہ کو جو پیشوایان اہلسنت سے تھے رسولؐ نے فرمایا لیس لهما فی الاسلام
نصیب از انجا کہ یہ محاربین جناب امیرؑ یعنی مارقین قاسطین وناکثین کے ساتھ
متحد الحکم ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن علی کرم اللہ وجهه قال
عهد الی رسول اللہ ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین الخ کما فی
توضیح الدلائل یعنی فرمایا جناب امیرؑ کہ عهد لیا مجھ سے رسولؐ نے کہ میں جهاد
کروں ساتھ ناکثین وقاسطین ومارقین کے از ینجاست کہ خود حضرت نے فرمایا
وقد امرنی اللہ بقتل اهل البغی والنکث والفساد فی الارض فاما الناکثون

فقد قاتلت واما القاسطون فقد جاهدت واما الجارفه فقد دوخت الخ
اور خود پروردگار عالم فرماتا ہے واما القاسطون فکانوا لجھنم حطبا پس
ان جملہ محاربین نفس خیر المرسلین کے خارج از دین ہونے میں کیا عذر ہوگا اور روایات
متعددہ متواترہ سے حربك حربی یا علی ثابت ہے اور حدیث من لم یقل علی
خیر البشر فقد کفر سے جملہ مخالفین علوی کا کفر ثابت ہے پھر اُن لوگوں کے
من یرتد منکم عن دینہ کی مصداق ہونے میں کون عذر باقی ہے۔ رابعًا یہ
کہنا و مانعین زکوٰۃ را الخ پس بطلان اُسکا تقاریر سابقہ سے مثل آفتاب تاباں
ظاہر ہے کہ بالاتفاق تمامی صحابہ نے انکو مسلمان باایمان کہا اور کسی نے راے
ابوبکر کی موافقت نہ کی اور سب طالب قصاص ہوئے اور وہ لوگ منکر زکوٰۃ نہ تھے
چنانچہ صاحب مفاتیح سے مولوی حیدر علی نے نقل کیا کہ وہ لوگ ابوبکر سے باغی تھے
نہ منکر زکوٰۃ اور وہ بھی انکار بتاویل واستدلال بایۂ قرآنی تھا کما مر سادسًا کیونکر
شاہ صاحب ایسا دعویٰ کرسکتے ہیں والا جہل صحابہ خصوصًا خلیفہ دوم لازم آتا
ہے کہ اُن کو یہ نہ معلوم ہوا کہ منکر ضروری دین کافر ہے جو قتال میں اُنکے تامل
کیا کما مر۔ باقی رہا انکار امامت کا ضروریات دین سے نہ ہونا کہ بوجہ اُس کے انکار
کے کافر یا مرتد نہ کہلائے پس اس کو اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ
گفتگو اُن لوگوں میں ہے جن سے جناب امیرؑ نے مقاتلہ و محاربہ فرمایا نہ عمومًا مخالفین
میں اور ہرگاہ خدا اور رسولؐ خدا نے اُن منکرین کو کافر فرمایا ہے تو اُنکے کفر و ارتداد
میں شبہ کیا رہا اگرچہ باعتبار مصالح دنیوی حکم اُنپر کفر حقیقی و نجاست ظاہری کا
نہ جاری کیا جاوے پس صاف ظاہر ہوا کہ مراد من یرتد منکم عن دینہ سے

محاربین و مقاتلین و مخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں کظھور النور علی قلل الطور اور اگر ان تصریحات و توضیحات پر قناعت نہ ہو تو اب بنص صریح جناب فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل علی الدین ہونا بلکہ اُن کے قلوب کا غیر ممتحن ہونا ثابت کرتا ہوں۔ ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں و مہم دریں سفر بانتظام معاملہ منتظر الخلافہ بجا آوروند اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی قال جاء النبی ص اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاءک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لهم رغبة فی الدین ولا رغبة فی الفقه انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم جیرانک وحلفاءک فتغیر وجه النبی ص ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا اللهم جیرانک وحلفاءک فتغیر وجه النبی ص ثم قال یا معشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا منکم قد امتحن الله قلبه للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا هو یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعله یخصفها انتہی یعنی امام نسائی اور حاکم نے جناب امیر ع سے روایت کی کہ کچھ لوگ قریش سے خدمت رسول ص میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپ کے ہمسایہ اور خلفاء ہیں کچھ لوگ ہمارے غلاموں سے بخوف کاروبار زراعت بھاگ کر آپ کی خدمت میں آگئے ہیں حالانکہ نہ انکو چنداں امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب فقط جان بچاکر آپ کے پاس آئے ہیں

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۴

اُنہیں آپ ہم لوگ کو پھیر دیں۔ پس حضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو ابوبکر
نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ آپ کے خلفاء اور جیران سے ہیں پس رنگ چہرۂ
مبارک متغیر ہُوا اور عمر کی طرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا رائے ہے عمر نے
اپنے صدیق کی تصدیق کی اور کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ آپ کے خلفاء اور
جیران سے ہیں۔ پس رنگ چہرۂ مبارک متغیر ہوا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش
قسم بخدا پروردگار عالم اُس شخص کو تم پر بھیجے گا جس کے قلب کا در بارہ ایمان
امتحان کیا ہے اور وہ شخص تم لوگوں کو راہ خدا میں قتل کریگا ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ
وہ شخص ہم ہیں حضرت نے فرمایا نہیں تب عمر نے کہا یا رسول اللہ ہم ہیں حضرت نے
فرمایا نہیں یہ شخص وہ ہے جو ہمارے نعل کی مرمت کر رہا ہے اور قبل اس کے
حضرت نے جناب امیرؑ کو نعلین مبارک واسطے مرمت عطا فرمائے تھے اور حضرت
مرمت کر رہے تھے۔ انتہی۔ پس الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس روایت سے حضرت شیخین
کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل علی الدین ہونا بغض رسولؐ ثابت ہُوا اور قلوب
کا اُن کے ایمان کے لئے غیر ممتحن ہونا ظاہر ہوا کہ بجز کافر کوئی اسکا منکر نہیں ہو سکتا
پس نہ معلوم کہ وہ لوگ کیونکر مصداق اس آیہ کریمہ کے ہو سکتے ہیں اور اسی ابت
سے شیخین کا حامی کفار اشرار ہونا اور موجب غضب سرور مختار ہونا بھی بخوبی
واضح ہو بلکہ خلیفہ دوم کا بالخصوص حمایت کفار و تصدیق صدیق یار غار پر دلدادہ
ہونا نمایاں ہوا کہ باوصف ملاحظہ غضب و تغیر روے رسولؐ تصدیق کفار و صدیق
سے باز نہ آئے اور با اینہمہ اس کے متمنی ہوئے کہ اُن اوصاف کے ساتھ متصف
ہوں جن اوصاف کو حضرت نے بعد غضبناک ہونے کے فرمایا بہر کیف اب

اس جملہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً الخ کو ساتھ اُس جملہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ کے ملا کر اہل انصاف نتیجہ نکال ہیں کہ مصداق اس آیہ کریمہ کا کون شخص ہے جس سے آنحضرت یہ اوصاف نفی فرماتے ہیں یا وہ شخص جس کے لئے حضرت ان اوصاف کا اثبات فرماتے ہیں۔ ثانیاً قولہ تعالےٰ فسوف یاتی اللہ بقوم یعنی پس لاویگا خدا اُس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتا ہے پس یہ وہ جملہ ہے جس سے ساری ترکیبیں اہلسنت کی ہوا ہو جاتی ہیں اور مطلوب اہل حق مثل آفتاب تابان و نمایان ہوتا ہے کیونکہ صدر آیہ من یرتد منکم عن دینہ سے ارتداد اُن صحابہ کا جنھوں نے نفس رسولؐ سے قتال کیا اور انکار امامت کیا معلوم ہوا ویسا ہی اس جملہ سے تعیین جناب امیرؑ باتصاف این صفات ظاہر ہوا کیونکہ باتفاق فریقین باخبار متواترہ جناب امیرؑ کا متصف ہونا ان اوصاف کے ساتھ بنص رسولؐ ظاہر ہے چنانچہ خود شاہ ولی اللہ صاحب سا متعصب اس روایت کا ناقل ہے کما فی ازالۃ الخفا از انجملہ آنکہ در غزوہ خیبر در فتح حصنی از حصون در رنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضےٰ دادند و بانجانب رواں ساختند فتح آں حصن بر دست او متحقق گشت قال محمد بن اسحٰق حدثنی بریدہ بن سفیان عن ابیہ عن سلمہ بن الاکوع قال بعث رسولؐ اللہ ابابکر برایتہ الی بعض حصون خیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعث من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جھد فقال رسولؐ اللہ لاعطین الرایتہ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہؐ ویحبہ اللہ ورسولہؐ کرارا غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ قال یقول سلمہ فدعا

ص ۲۵۶ ازالۃ الخفا مقصد دوم

علیا وهو ارمد العینین فتفل فی عینه ثم قال هذه الرایة فامض بها
حتی یفتح الله علیك قال یقول سلمة فخرج بها یهرول هرولة وانا خلفه
نتبع اثره حتی رکز رایته فی رضم من حجارة تحت الحصن فاطلع الیه الیهود
من راس الحصن قالوا من انت قال انا علی بن ابیطالب قال تقول الیهود
علوتم وما انزل علی موسیٰ او کما قال فما رجع حتی فتح الله علی یدیه قال
ابن اسحٰق حدثنی عبد الله بن حسن عن بعض اهله عن ابی رافع مولی
رسول الله قال خرجنا مع علی ابن ابیطالبؑ حین بعثه رسول اللهؐ
برایته فلما دنا الحصن خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل من یهود
فطرح ترسه من یده فتناول علیّ بابا کان عند الحصن فتترس به
عن نفسه فلم یزل فی یده وهو یقاتل حتی فتح الله علی یدیه ثم القاہ
من یده حین فرغ فلقد رایتنی فی نفر سبعة انا فیهم نجهد علی
ان نقلب ذلك الباب فما یقدر اخرج البخاری عن سلمة بن الاکوع
قال کان علی ابن ابیطالب تخلف علی النبی فی خیبر فکان رمدا وقال
انا اتخلف عن النبیؐ فلحق به فلما بتنا اللیلة التی فتحت قال لاعطین الرایة
غدا اولیاخذن الرایة غدا رجل یحبه الله ورسوله یفتح الله علیه فنحن
نرجوها فقیل هذا علی فاعطاه ففتح علیه انتهی۔ محصل ان روایات کا یہ ہے
کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو علم لیکر جنگ خیبر میں روانہ
کیا بلا فتح گئے واپس آئے۔ دوسرے روز عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت
اٹھاکر بھاگ آئے۔ پس فرمایا حضرت نے کل ہم اس شخص کو علم دینگے جو خدا و

رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُسکو دوست رکھتے ہیں وہ شخص
کرار ہے نہ غیر فرار نہ پلٹیگا جبتک اس جنگ کو فتح نہ کرے پس طلب کیا حضرت
علیؑ کو حالانکہ آنکھیں حضرت کی جوش کر آئی تھیں۔ پس لعاب دہن لگایا اور علم
دیکر فرمایا لو اسے اور جاؤ یہانتک کہ خدا تمہارے ہاتھوں پر فتح کرے سلمہ ناقل ہے
کہ چلے جناب امیرؑ حرولہ کرتے ہوئے یعنی دوڑتے ہوئے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جاتے
تھے۔ یہانتک کہ جناب امیرؑ نے متصل قلعہ پہنچکر نشان فتح توامان کو اُس سنگ سخت
پر نصب کر دیا ایک یہودی نے بالائے قلعہ سے پوچھا تم کون ہو حضرت نے فرمایا
میں ہوں علی ابن ابیطالبؑ اُس یہودی نے کہا قسم بتوریت موسیٰ تم لوگ عالی
اور غالب ہوئے پس حضرت نے مراجعت نہ فرمائی یہانتک کہ اُس قلعہ کو فتح کیا
اور ابی رافع مولے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب جناب
امیرؑ متصل قلعہ پہنچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی نے ضربت لگائی جس سے
سپر چھوٹ پڑی پس جناب امیرؑ نے در قلعہ خیبر کو دست مبارک میں لیکر بجائے
سپر قرار دیا اور اسی سپر کے ساتھ لڑتے رہے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوا بعد
اُس کے حضرت نے اُس در کو پھینکدیا ہم لوگ سات آدمی مل کر چاہتے تھے کہ
اُس کو حرکت دیں مگر باوصف کمال کوشش اُسکو جنبش تک نہ ہوئی اور بخاری
نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ کو آشوب چشم ہوا تھا سوجہ سے ساتھ حضرت
رسالت پناہ کے نہ گئے بعد اُس کے کہا کہ ہم رسولؐ سے جدا رہیں پس ملحق ہوئے
ساتھ حضرت کے جس صبح کو قلعہ فتح ہوا اُس شب کو حضرت رسولؐ نے فرمایا
کل ہم علم اُسکو دینگے جسے خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں پس ہم سب متمنی

تھے پس حضرت نے جناب امیرؑ کو عطا فرمایا۔ اب کہاں ہیں ارباب انصاف و تارکین جدل و اعتساف جنکو پروردگار عالم نے چشم بینا گوش شنوا کرامت فرمایا ہے وہ آئیں اور اہلسنت کی بے انصافی و دشمنی عقل و دین کو ملاحظہ کریں اور اُنکی مخالفت خدا اور رسولؐ کی داد دیں کہ جنکو خدا اور رسول مرتد فرمائے اُنکو یہ لوگ خلیفہ اور مبشر بالجنۃ کہتے ہیں اور جنسے رسول مکرم ناراض و غضبناک ہوں اور بتکرار اُن کے قلوب کو غیر ممتحن اور اُنکو غیر مقاتل علی الدین فرمائے اُنہیں کو یہ لوگ بالخصوص مقاتل علی الدین قاتل مرتدین مصداق آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ بتائیں اور جس سے آنحضرتؐ تبرا فرماتے تھے اُسکو بھی بذریعہ صحابیت ابوبکر مصداق آیہ مذکورہ قرار دیتے ہیں اور جنکو آنحضرتؐ بہ نص جلی یحب اللہ ورسولہ ویحبہم اللہ ورسولہ سے نکالیں اُنہیں کو یہ لوگ مصداق یحبون اللہ ویحبہم بناتے ہیں اور جنکو خدا اور رسول مقاتل علے الدین اور قاتل قاسطین ناکثین مارقین عن الدین فرماتے اور بتخصیص رجلا یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ فرمائے اُسکو اس آیہ سے نکالتے ہیں اس ناانصافی و مخالفت خدا اور رسولؐ کا علاج بجز احکم الحاکمین کس سے ممکن ہے بہرکیف الحمد للہ کہ جیسا روایات سابقہ سے شیخین کا بالخصوص بنص رسولؐ لیضہ بنکم علی الدین سے خارج ہونا اور جناب امیرؑ کا متصف ہونا ثابت ہوا ویسا ہی اس حدیث خیبری سے شیخین کا فرار ہونا اور یحب اللہ ورسولہ سے خارج ہونا اور جناب امیرؑ کا کرار اور متصف ہونا ساتھ یحب اللہ ورسولہ کے ثابت ہوا۔ جسکے بعد پھر کسی کو کوئی جائے تامل باقی نہ رہیگا اور کیونکہ اہلسنت ابوبکر کو یحبہم ویحبونہ کا مصداق

بنا سکتے ہیں کیونکہ خود جناب باری تعالےٰ کو یہ امر نہ معلوم تھا معاذ اللہ کہ ابوبکر خدا سے راضی ہے حتیٰ کہ نوبت استفسار آئی جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے پس جب خدا کو رضائے ابوبکر ہے اپنے سے نہ معلوم تھے تو عیاذاً باللہ ایسا کذب صریح خدا کیونکر کہیگا کہ یحبونہ رابعًا جملہ اذلۃ علی المومنین بھی خاص صفت جناب امیرؑ ہے کہ باتفاق فریقین خضوع و خشوع و تواضع و انکسار آنحضرت مسلم ہے بخلاف شیخین کہ بڑےؔ صاحب تو یہی فرماتے تھے واعلموا انّ لی شیطانًا یعتریٰ بنی فاذا رایتمونی غضبت فاجتنبونی لا اوثر فی اشعارکم و ابشارکم یعنی جان رکھو کہ مجھ پر ایک شیطان مسلط ہوتا ہے جب ہم غضب میں آیا کریں تو اپنے کو ہم سے بچاؤ چنانچہ براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے وبدانید کہ مرا شیطانیست کہ عارض میشود مرا گاہے کہ بہ بیند کہ عصیان کنم از من اجتناب نمائید الخ ۔ پس مصداق اذلۃ علی المومنین کیونکر ہوسکتے اور دربارہ خلیفۂ دوم حاجت استشہاد نہیں کہ ازواج نبی تک اُنکو افظا غلظ کہتی تھیں صحابہ نے اُنکی تولیت سے اسیوجہ سے انکار کیا تھا بلکہ ایسی فظاظت تھی کہ عورتونکو اسقاط ہو جاتا تھا کما فی ازالۃ الخفا ۔ خامسًا جملہ اعزۃ علی الکافرین بھی شیخین سے مفقود تھا کیونکہ سختی و غلبہ کفار پر تو جب حاصل ہو کہ کسی کافر کو قتل کیا ہو اور وہ یہاں بالکل مفقود بلکہ برعکس اس کے ہمیشہ کفار و منافقین کے حمایت کیا کرتے تھے گو اس حمایت سے رسولؐ مقبول کو ایذا ہو غضبناک

فصل دوم از باب اول صواعق محرقہ ص۱۳۲

ؔ اس جملہ کی صحت اور توثیق و تصدیق کتب معتبرہ اہلسنت سے بکمال تصریح مجلد اول کتاب مستطاب تشئید المطاعن ص۱۱۳ میں مرقوم ہے ۱۲ منہ

ہوں رنگ چہرۂ مبارک فرط غضب سے متغیر ہو جاے مگر انکو بمقابلہ حمایت
کفار و تصدیق صدیق اسکی کچھ پرواہ بھی نہ ہوتی تھی چنانچہ سابقاً صحیح مسلم
سے مذکور ہوا کہ بمقابلہ حضرت سلمان فارسی و بلال و صہیب صحابہ رسولؐ خلیفہ
اول نے ابو سفیان کی حمایت کیا جسپر رسولؐ نے فرمایا ان اغضبتھم فقد
اغضبت ربک یعنی اگر تو نے اُن لوگوں نے غضبناک کیا تو اپنے خدا کو
غضب میں لایا اور ابھی ازالۃ الخفا سے مذکور ہوا کہ کفار قریش کی حمایت اور
جانب داری کی جسپر حضرت غضبناک ہوئے منجھلے صاحب نے تو اور بھی
کمال کیا کہ حالانکہ دیکھ چکے تھے کہ بڑے صاحب کی تقریر سے حضرت کو تغیر
ہوا مگر اسپر بھی بمتابعت اول حمایت کفار سے باز نہ آئے اور جناب رسولؐ
کو غضبناک کیا۔ سادساً جملہ یجاھدون فی سبیل اللہ بھی بتوضیح صریح
ظاہر کرتا ہے کہ جناب امیرؑ مراد ہیں حتی کہ شیخین سے کسی جہاد میں ایک کافر
بھی نہ مارا گیا۔ ازینجاست کہ ابوبکر برائے نام بھی کسی لڑائی میں مرتدین کے
شریک نہ ہوئے بخلاف جناب امیرؑ کہ مثل جناب رسالتمآب ہمیشہ جنگ ناکثین
و قاسطین و مارقین میں بنفس نفیس شریک جہاد تھے و خود مجاہد رہے اور
ظاہر ہے کہ بلا وجہ کوئی معنی حقیقی کو چھوڑ کر معنی مجازی قبول نہ کریگا اور بلا
ضرورت گرد تاویل نہ جائیگا چنانچہ کلام مولوی عبد الحی لکھنوی رسالہ سعی مشکور
سے سابقاً منقول ہوا پس ہرگاہ بلا تاویل یجاھدون کا اطلاق صحیح جناب
امیرؑ پر بلا معارض ہوتا ہے تو کیوں ناحق کی تاویل قبول ہو ازینجاست کہ
روایات اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد اس آیہ کریمہ سے

جناب امیرؑ ہیں چنانچہ مولانا طبرسی تفسیر مجمع البیان میں فرماتے ہیں فی تفسیر
هذه الاية هم امير المومنين واصحابه حين قاتل الناكثين والقاسطين
والمارقين وروی ذلك عن عمار وحذیفہ وابن عباس وھو
المروی عن ابی جعفر وابی عبد الله انتہی۔ یعنی مراد اس آیہ سے جناب امیرؑ
اور اصحاب آنحضرت ہیں جب جہاد کیا ناکثین وقاسطین ومارقین سے اور
بھی روایت عمار بن یاسر وحذیفہ وابن عباس اور جناب امام محمد باقرؑ وامام
جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اعلی اللہ
مقامہ نے کتاب شافی میں نقل کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے بروز بصرہ یعنی جنگ
جمل فرمایا قسم خدا کی آجتک صاحبان اس آیہ کے قتل نہ ہوئے تھے۔ پھر اس آیہ
کی تلاوت فرمائی اور حضرت عمار وحذیفہ سے بھی مثل اس کے منقول ہے
سابقاً موید مطلوب الحق آیہ ما بعد یعنی انما ولیکم اللہ ورسولہ ہے جو باتفاق
درباره جناب امیرؑ وارد ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا۔ پس تعجب ہے اہلسنت سے
کہ ایسے ایسے آیات صریحہ کو بتاویلات قبیحہ اپنے خلیفہ کے بارے میں لاتے
ہیں اور خدا ورسول سے بھی نہیں شرماتے ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد
جو لوگ مصداق یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہم ہوں وہ
زبردستی کیونکر داخل تحت فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ ہو سکتے
ہیں وفی هذا كفاية لاهل الدراية ولولا غرابة المقام لاطنبت الكلام
فی تفسیر هذه الاية ومن اراد لتفصیل فلیرجع الی عبقات الانوار
قال المجیب اور ان لوگوں کو کسی نے اہلسنت وجماعت سے صحابہ نہیں کہا

ہے اور نہ کوئی انکی عظمت و بزرگی کا معتقد ہے۔ اقول بعون اللہ العلی الاکبر
شاہصاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں وہیچ کس از اہلسنت آنجماعۃ را
صحابی نمے گویدو معتقد خوبے و بزرگی آنہا نمے شود الخ۔ جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت
کو اعتقاد عظمت و بزرگی لازم ہے جیسا کہ مسئلہ اجماعیہ اہلسنت ہے بہر کیف یہ
کلام پیر و مرید بوجوہ عدیدہ باطل ہے۔ امّا اولاً پس اس لئے کہ اگر مراد یہ ہے
کہ وہ لوگ یعنی مانعین زکوۃ جنکو یہ حضرات بنام مرتدین یاد کرتے ہیں کسی طرح
صحابی رسولؐ نہ تھے نہ لغۃً نہ اصطلاحًا نہ اُنکو جناب رسالتمآبؐ نے صحابی فرمایا
نہ اہلسنت نے تو ہر چند بلا کلفت و مشقت مطلب اہلحق ثابت ہوا کیونکہ ہرگاہ
وہ لوگ کسی طرح اصحاب نہ ہوئے تو کسی طرح مصداق حدیث اصحابی بھی نہ ہوئے
پس بجز افراد کبار صحابہ کوئی شخص مصداق اسکا نہ ٹھیرا وہو المطلوب معذلک
یہ کل شقین مخاطب کے باطل ہیں اما لغۃً پس قاموس میں ہے صحبہ کسمعہ
صحابۃ وبکسرہ وصحبۃ بالضّم عاشرہٗ الخ یعنی صاحب ماخوذ صحبت سے ہے
پس جو جسکے ساتھ رہا اور معاشرت کیا وہ اُسکا صاحب ہے اور تعلیق عجیب
میں ہے الاصحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب النبی الخ۔ یعنی اصحاب لغوی وہ
ہے جو نبی کے ساتھ رہا ہو۔ ازینجاست کہ کلام باری تعالیٰ میں جہاں لفظ صاحب
وارد ہے وہاں بھی معنی لغوی مراد ہے مثل یا صاحبی السجن یا اذ قال لصاحبہ
لا تحزن کی کیونکہ خود شاہصاحب نے تحفہ میں فرمایا ہے وحمل معانی قرآن بالاجماع
بر معانی عرفیہ لغت است اور ظاہر ہے کہ بمعنی لغوی شرف صحابیت جیسا کہ مالک
وغیرہ کو حاصل تھا ویساہی خلفائے ثلثہ وغیرہ کو بھی اور اس معنی سے کوئی انکار

نہیں کرسکتا کہ مرتدین مزعومین کو صحابیت بالمعنی اللغوی حاصل نہ تھی جیسا کہ
خود مجیب نے بھی اسکو قبول کیا ہے کہ اصحاب کے معنی لغت میں صحابی کے
ہیں اور چند اشخاص انکے الخ۔ امّا اصطلاحاً پس نزہۃ النظر فی شرح
نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ محصل اسکا یہ ہے۔ صحابی وہ ہے جو ملاقات
کرے رسول خدا سے درحالیکہ ایمان لایا ہو آنحضرت کے ساتھ اور مرے اسلام
پر اگرچہ پیچھیں مرتد ہوگیا ہو الخ اور خاتم علماے سینہ فاضل معاصر عبدالحی تعلیق
مجیب میں فرماتے ہیں الاصحاب الاصطلاحیۃ وھم الذین صحبوا النبیؐ
مع الایمان وماتوا علیہ الخ یعنی اصحاب اصطلاحی وہ ہے جو صحبت نبوی میں
رہا با ایمان اور با ایمان مرا اور بخاری میں ہے من صحبت النبی او راٰہ من
المسلمین فھو من اصحابہ یعنی جس نے صحبت کیا رسولؐ کے ساتھ مسلمانوں سے
پس وہ اصحاب سے آنحضرتؐ کے ہے اور امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے
ہیں اما الصحابی فھو کل مسلم راٰی رسول اللّٰہ ولو لحظۃ ھذا ھو الصحیح فی
حدہ وھو مذھب احمد بن حنبل وابی عبد اللّٰہ البخاری یعنی صحابی
وہ ہے کہ جس مسلمان نے رسول خداؐ کو دیکھا ہو گو ایک ہی لحظہ سہی اور یہی تعریف
صحیح ہے اور یہی مذہب امام احمد اور بخاری ہے اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں
ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں قال محمد بن حزم الصحابۃ کلھم من اھل الجنۃ
قال اللّٰہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ
الایۃ وقال تعالیٰ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون فثبت
ان الجمیع من اھل الجنۃ وانہ لا یدخل منھم النار لانھم المخاطبون بالایۃ

نزہۃ النظر مطبوعہ دہلی صفحہ ۶۷

اور ظاہر ہے کہ اس معنی اصطلاحی کے مطابق بھی مالک بن نویرہ اصحابی نبی مع الایمان اور موت اُسکی بھی علی الاسلام ہوئی چنانچہ سابقاً قول ابن روزبہان کانوا اصحابہ فی حیوتہ مذکور ہوا یعنی تھے مانعین زکوٰۃ و مرتدین اصحاب حضرت کے حیات آنحضرتؐ میں اور قول خلیفہ دوم فانہ قتل مسلما فاقتلہ بہ مسطور ہوا کہ خلیفہ دوم نے کہا خالد نے ایک مسلمان کو قتل کیا پس بعوض اس کے خالد کو قتل کرنا چاہیئے۔ پس الحمدللہ اس تقریر سے مالک بن نویرہ کا صحابی لغوی و اصطلاحی ہونا ثابت ہوا اور کلام رسول و خلیفہ دوم و علمائے اہلسنت سے بھی صحابیت اُسکی مسلم ہے۔ اگر اسپر بھی تسکین خاطر عصبیت ماثر نہ ہو تو اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ محدث جزری ملاحظہ ہو جو صرف ذکر اصحاب میں ہے کہ ترجمہ مالک بن نویرہ میں لکھتے ہیں فامر ابوبکر برد السبی و ودی مالکا من بیت المال فھذا جمیعہ ذکرہ الطبری وغیرہ من الایمۃ ویدل علی انہ لم یرتد وقد ذکروا فی الصحابۃ العد من ھذا الخ فھذا جمیعہ یدل علی انہ مسلم انتہی۔ یعنی حکم کیا ابوبکر نے ساتھ روسبایا گے اور مالک کے دیت بیت المال سے دلوائے ان کل امور کو طبری و دیگر ایمہ نے ذکر کیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ مالک مرتد نہ ہوا اور محدثین نے اُن لوگوں کو صحابہ میں ذکر کیا ہے جو بہ نسبت مالک صحابیت سے نہایت بعید تھے پس ان باتوں سے معلوم ہوا کہ مالک مسلم تھا انتہی مختصراً۔ پس اس سے صحابیت اور اسلام مالک کا بخوبی ثابت ہوا کہ محدث جزری دیگر محدثین و مصنفین پر طاعن ہیں جو مالک بن نویرہ کو اسامی صحابہ میں نہیں لکھتے حالانکہ جس کی صحابیت بمراتب کم و اقعی

[illegible]

صہ اسد الغابہ ۱۲

اس سے ابعد ہے اسکو درج زمرہ صحابہ کرتے ہیں۔ ثانیاً اگرچہ مجیب نے بتقلید
شاہ جی یہاں مالک کی صحابیت سے انکار کیا مگر مولوی حیدر علی منتہی الکلام
میں جہاں بکمال وقت نظر برخلاف اپنے اُستاد کے قایل باسلام مالک خلیفۂ
دوم ہوئے ہیں وہاں قایل بصحابیت بھی ہوئے اور نفس صحابیت سے
کسی طرح انکار نہ کیا نہ معنی اصطلاحی سے نہ معنی لغوی سے گو بے بصیرتی
اور جفاۃ اعراب کے ساتھ تعبیر کیا جیساکہ سابقاً مذکور ہوا مگر واقعی احوال
حضرات اہلسنت عجب بوقلمون و ملون بالوان گوناگون ہے۔ کیونکہ بعض
حضرات تو مالک عمر کو یکدم مرتد و کافر قرار دیتے ہیں جیساکہ شاہ صاحب
اور ابن روزبہان وغیرہ کے کلام سے منقول ہوا اور بعض حضرات اُن کو
مسلمان کامل الایمان بیان کرتے ہیں جیساکہ خود خلیفہ دوم نے جنکو یہ
حضرات ازراہ غلو معصوم بھی کہتے ہیں مع دیگر صحابہ کبار و مہاجرین و انصار
کے اُسکو مسلم و مومن کہا اور بحمایت اُسکے خلیفہ اول سے طالب قصاص
ہوئے کہ خالد سیف اللہ کو قتل کرو یا رجم کرو یا معزول کرو یہانتک کہ خلافمآب
نے بعد حصول خلافت اول کام عزل خالد قاتل مالک خود کیا بلکہ خود خلیفۂ
اول بھی اسی کے قائل ہوئے کہ مالک مسلمان و مومن تھا خالد نے بخطائے
اجتہادی اُسکو قتل کیا اور اُسکی زوجہ سے زنا کیا ازینجاست کہ آخر دیت مالک
کی بیت المال سے دلوائی۔ اور بعض حضرات اہلسنت جو ازیں سو راندہ و
ازاں واز آن سو درماندہ ہیں بمضمون مذبذبین بین ذلک لا الیٰ
ھولاء ولا الیٰ ھولاء انہوں نے یہ مذہب اختراع کیا کہ خلیفۂ دوم کے خوش کرنے کو اُن کے

مالک کو مسلمان کہا اور خلیفہ اول کے قتل کرانے کی تصحیح کے لئے محدث اور
خالد سیف ابوبکر کی خوشامد میں اسکو جفاۃ اعراب غیر کامل الایمان میں ملایا
جسمیں بقول عینی و قسطلانی خلیفۂ ثانی بھی داخل تھے حالانکہ اُسکی بصیرت
وعلم وکمال کی اس درجہ قایل ہیں کہ اُس نے منع زکوۃ پر ایسا استدلال کیا
کہ خلیفہ وغیرہ سے کچھ جواب اُسکا نہو سکا جیساکہ کلام امام فخر رازی سے
خود مولوی صاحب ناقل ہیں کمامر۔ اور یہ مذہب مولوی حیدر علی کا ہے
کہ اپنے ساتھ کرمانی کو بھی شریک کرتے ہیں۔ ثالثاً میں کہہ[1] سکتا ہوں کہ
مالک بن نویرہ محض مسلمان باایمان ہے نہ تھا جو بشہادت ابوقتادہ انصاری
و عبداللہ[2] بن عمر و خلیفہ دوم حضرت عمر[3] و جناب امیر[4] و سعد[5] بن ابی وقاص و
طلحہ[6] بن عبداللہ بلکہ بشہادت خود خلیفہ اول و دیگر مہاجرین و انصار جو خالد
کو قتل سے مانع تھے ثابت ہے بلکہ چند اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے
ساتھ موصوف تھا جو اوصاف خلفاے ثلثہ کی صفات سے افضل تھے۔

ص
مراۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے قال عمر بن الخطاب لمتمم بن نویرة ما
بلغ من حزنك على اخيك فقال لقد مكثت سنة ما انام بليل حتى اصبح
وما رأيت نارا رفعت بليل الا ظننت ان نفسي ستخرج اذكر بها نارا اخي
انه كان يأمر بالنار فوقد حتى يصبح مخافة ان يبيت ضيف قريبا منه
فمتى رأى النار يلوي الى الرحل وهو بالضيف يأتي متهجدا اسر من القوم
لقدم عليهم القادم بهم من السفر البعيد فقال عمر اكرم به وقال عمر
يوما لمتمم خبرنا من اخيك قال يا امير المؤمنين لقد اسر فمر ثانه في حي

من احیاء العرب فاقبل اخی فما ھو الا ان طلع علی الحاضرین فما احد کان قاعدا الا قام ولا بقیت امرءۃ الا طلعت من خلال البیوت فما نزل من جملہ حتی لقوہ بی فی رمتی مخلتی ھو فقال عمران ھذا ھو الشرف انتھی

یعنی ایک روز عمر نے متمم بن نویرہ برادر مالک سے پوچھا کہ تیرا غم والم صدمہ مالک میں کس درجہ پر تھا اُس نے کہا ایک سال تک ہم رات کو نہ سوئے اور جب کسی کے یہاں دیکھا کہ آگ روشن ہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب میرے روح مفارقت کرتی ہے کیونکہ ہم کو اپنے بھائی کی آتش افروزی یاد پڑتی تھی جو شب کو مسافر اور مہمانوں کے لئے روشن کرتا تھا جب کوئی مہمان اُسکے یہاں آتا تھا تو اُسکو ویسے خوشی ہوتی تھی کہ کسی کا عزیز بعد مفارقت شدید بلاد بعیدہ سے آوے اور اُسکے اقارب مسرور ہوں عمر نے کہا کیا خوب کریم تھا۔ اور پھر عمر نے متمم سے کہا کہ کچھ اپنے برادر مالک کا حال بیان کر تو اُس نے کہا ایک دفعہ ہم ایک قبیلہ میں قبایل عرب سے گرفتار ہوئے جب یہ خبر بھائی کو پہنچی تو وہ آیا اُس وقت کوئی شخص اُس قبیلہ کا ایسا نہ تھا کہ اُسکی تعظیم کے لئے استادہ نہ ہو تمام عورتیں اندرون مکانات سے اُسکے دیکھنے کے لئے نکل آئیں وہ اپنے ناقہ ہی پر سوار تھا کہ لوگوں نے ہم کو رہا کیا پس کہا عمر نے کہ یہی اصل شرف ہے انتھی۔ اور اگر ان صفات سے قطع نظر کریں تو خود صفت صحابیت کیا کم ہے جو یقینی بتصریح خود مولوی صاحب حاصل ہے اور ادنیٰ فضائل و مناقب صحابہ سے علاوہ عدالت و وجوب جنت و تیقن مغفرت و حصول خلافت یہ ہے کہ برخلاف نص رسول خود مولوی صاحب منتہی الکلام میں فرماتے ہیں

ص ۴۴۹
منتہی الکلام

لہذا مذہب منصور ہمیں است کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجۂ ایشان
نمے رسد این نکتہ را بالمیت در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس است انتہی از ینجا است
کہ صحابی اگر چہ مرتکب اکبر کبائر و ملعون من جانب خدا و رسول و یقیناً باغی و
خارجی و قاتل صحابہ کبار رسول مختار ہو مگر غیر صحابی سے یقیناً حتماً و جزماً افضل
ہے بلکہ اُس کے گھوڑے کے قدم کی خاک بہتر ہے اُس شخص سے جو صحابی
رسول نہو اگر چہ وہ خود اہلسنت کے نزدیک مہدی موعود و خلیفہ راشد یا
ملحق بخلفاے راشدین ہو جس سے بعد نبوت کوئی درجہ انکے یہاں افضل
نہیں ہے بلکہ اگر چہ وہ خلیفہ راشد اولاد و احفاد خلیفہ دوم سے ہو جس کے
بارے میں فرماتے تھے کہ دنیا کبھی منقضی نہ ہوگی یہانتک کہ ایک شخص میری
اولاد سے پیدا ہو کہ دنیا کو مملو کرے عدل و داد سے اور اُسکو علماے اہلسنت
امام مہدی کہتے ہوں اور برکت عدل سے اُسکی شیر و بکری ایکجا بسر کرتے ہوں
جیساکہ عمر بن عبد العزیز کے بارے میں مولوی حیدر علی ازالۃ الغین میں لکھتے
ہیں معہذلک معاویہ بوجہ صحابی رسول ہونیکے باوصف ملعون رسول و باغی
ہونیکے غبار قدم اسپ اُسکی افضل قرار پائی تمام عمر عمرو بن عبد العزیز سے چنانچہ
صواعق محرقہ میں ہے ازیں وجہ بود کہ چوں از عبد اللہ مبارکؒ کہ جلالت قدر و
کثرت علم او بر اہل عالم مخفی نیست پرسیدند کہ معاویہ افضل است یا عمر بن عبد العزیز
عبد اللہ بن مبارک گفت غبار یکہ در بینی اسپ معاویہ رفتہ در خدمت رسول بہتر
است از عمر بن عبد العزیز چندیں و چندیں بار اشارت کردہ است بایں لفظ
کہ فضیلت صحبت رسولؐ ہیچ چیز مقاومت و برابری باں نمے تواند کرد الخ اور

ص ۲۱۲ ازالۃ الغین مطبع ...

ص ۲۱۲ صواعق محرقہ مطبع ...

مولوی صاحب نے بھی ان جملہ مطالب کو تسلیم کیا ہے پس جاے تعجب
ہے کہ باوصف ان فضایل ومناقب صحابہ کے خود بھی اہلسنت محبت
خالدبن ولید زانی میں ایسے دالہ وفریفتہ ہوتے ہیں کہ بغرض پردہ دہی اُسکے
اپنے عمر کے مالک سے صحابی باایمان کو مرتد وکافر کہتے ہیں حالانکہ مالک حضرت
عمر شرف وکرم میں بنص خلیفہ دوم کہیں افضل تھے خلفاے ثلثہ سے بلکہ علاوہ — تفضیل مالک بن نویرہ بر خلفائے ثلثہ
شرف وکرم کے چند اوصاف میں ثلثہ سے افضل تھے کیونکہ حسب تحقیقات حضرات
اہلسنت اُسکو لیاقت خلافت خاصہ حاصل تھی جس سے جناب امیرؑ کو عیاذاً باللہ
خارج کرتے ہیں اگرچہ معاویہ کو اُس میں شامل کرتے ہیں جیساکہ ناظرین ازالۃ الخفا
پر مخفی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کی طرف سے متولی صدقات
تھا چنانچہ خود چھوٹے شاہ صاحب تحفہ میں فرماتے ہیں۔ اتفاقاً سریہ کہ ابوقتادہ — تحفۂ اثنا عشریہ ص ۵۳۵
انصاری نیز درمیان شاں بودہ مالک بن نویرہ راکہ بامر آنحضرتؐ ریاست
بطّاح وخدمت اخذ صدقات آں نواحی بوے تعلق داشت الخ اور مولوی صاحب
بھی اس کے مقر ہیں جس سے معلوم ہوا کہ عہد جناب رسالتمآبؐ سے تا وقت قتل
مالک مالک زمام ریاست بطّاح واخذ صدقات منجانب رسول اللہ تھا اور
اسی تعہد عہدجات کو بلکہ اس سے اقل مراتب کو بڑے شاہ صاحب یعنی شاہ
ولی اللہ اسباب خلافت خاصہ سے جانتے ہیں جو مخصوص بخلفاے ثلثہ ہوا
چنانچہ ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں واز لوازم خلافت خاصہ آنست کہ آنحضرتؐ — ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۱۲
باخلیفہ معاملہ فرماید مراتب بسیار وکرات بیشمار چنانچہ امیر بامنتظرہ الامارہ میکند
قولاً وفعلاً الخ اور یہ امر بالیقین مالک کو حاصل تھا کیونکہ یہ معاملہ عہد رسول

سے تا وقت قتل اُسکو حاصل تھا اور نیز اُسی کتاب میں ہے۔ سوم آنکہ درحیات
خود آں شخص را بکارہائیکہ متعلق بنفس مبارک آنحضرت است من حیث
النبوۃ امر فرمایدالخ اور اسکا تحقق بھی بیاں بدیہی ہے کہ جس امر کے بارے
میں خود نفس نفیس آنحضرت کو من حیث النبوۃ حکم تھا کہ خذ من اموالھم
صدقۃ حتّی کہ یہی تخصیص موجب اوہام فاسدہ مانعین زکوۃ ہوئے اُسکو حضرت نے
مالک سے متعلق فرمایا تھا اور ہمیشہ اسی عہدہ پر رہا سبحان اللہ جناب رسالتمآب
کا یہ فرمانا کہ ہم فارس وروم کے مالک ہونگے دلیل حقیت خلافت خلفا ہو حالانکہ
جیسا کہ حضرت نے غلبۂ فارس وغیرہ کی خبر دی تھی ویسا ہی تمام روے زمین پر
اپنے تسلط کو فرمایا تھا جس سے بنا بر اس کے کل سلاطین اسلامی کی خلافت
صحیح ہونی ہے ولا یقول بہ احد اور یہ امر یعنی کسی صوبہ کا رئیس مقرر کرنا اور
منصب اخذ صدقیات دینا جسے خود رسول دیجائیں اُسکے لئے کوئی فضیلت
نہ ہو جائے تعجب ہے اسپر طرہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ دوم کا متولی صدقات
ہونا اور پھر اُس سے معزول ہونا دلیل خلافت وفضیلت عمری ہو اور مالک
کا اس عہدہ پر منصوب ہونا ہمیشہ سے دلیل فضیلت مالک عمر نہ ہو سراسر حیرت خیز
ہے بعد اس کے بڑے شاہ جی کہتے ہیں کہ خلفا جب کسی کو متولی امر مسلمانان کرتے
تھے تو تلاش کرتے تھے کہ آنحضرت ایں شخص را گاہے متولی امرے ساختہ اند
از امور مسلمین اگرچہ باقتداء امضاے عزیمت میفرمودند الخ اور بھی مالک کو ملا
تھا کہ عہد آنحضرت سے تا وقت قتل بحکم آنحضرت متولی امر بطاح و نواح اُس کے
کا تھا لتم قال و نیز قیام ایں شخص با مور دیں نسبت کردہ شود بانحضرت چنانکہ

منسوب میشود فعل امیر مثل بنی الامیر المدینۃ الخ اور آمر بھی یقیناً یہاں حاصل تھا
کہ مالک کا صدقات لینا بیشک منسوب ہوتا تھا آنحضرت کی طرف والا معنی لفت
خذ من اموالھم کی لازم آتی ہے اور بالخصوص یہ امر ایسا تھا کہ بجز رسولؐ
یا اُس شخص کے جسکو حضرت تعین فرمائیں کسیکو ملنا ممکن نہیں تھا جیسا کہ سابقاً
مذکور ہوا۔ پس یہ بھی ایک وجہ ہوگی کہ مالک نے ابوبکر کو زکوٰۃ نہ دیا کیونکہ کبھی ابوبکر
مامور باخذ صدقات نہ تھے اور خود ابوبکر نے وصیت میں اپنے عمر سے کہا کہ زکوٰۃ
نہیں ادا ہوگی جب تک متولی صحیح کو نہ دیجائے اگرچہ کوئی تمامی دنیا کو تصدق
کرے۔ کما فی ازالۃ الخفاء بالجملہ اب کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ایسا شخص رئیس
و امیر مرتد و واجب قتل ہو اور اُسکے مملوک کا مرتد و مورد حدیث حوض ہونا
محال ہوئی اور اسی تقریر سے فضیلت مالک کی خلفائے ثلثہ پر بخوبی ثابت
ہوئی کیونکہ بالاتفاق خلفائے ثلثہ کو کبھی ایسی ریاست اور مثل اس کے کوئی
منصب والا مفوض نہ ہوا بلکہ برعکس اس کے مادام حیات رسولؐ ہمیشہ محکوم
و تابع و مطیع و منقاد و دیگر اشخاص رہے نہ فقط رؤسا عرب و صنادید قریش
و نفس رسولؐ کے بلکہ غلام و غلام زادگان کی زیر حکومت رہا کئے ہر چند کیا
کچھ اس بارے میں شورش مچایا مگر ہمیشہ مثل ادنےٰ لشکریوں کے محکوم رہے کہ زیر
حکومت غلام و غلام زادگان جہاد میں جایا کریں اور اسی بنیاد پر لعنت رسولؐ
سے سنا کئے اگر باور نہ ہو تو خود تحفہ اثنا عشریہ کو ملاحظہ کیجئے کہ بڑی کوشش سے
شاہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ خلیفہ اول دو ایک بار چند آدمیوں کے سردار
مقرر ہو کر گئے مگر ہر دفعہ بلا جنگ واپس آئے اور کبھی لڑنے کا بھی اتفاق ہوا ہو

فرق مراتب و مناصب خلفائے ثلثہ و مالک بن نویرہ

تو بھاگنے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا تبلیغ سورۂ براءت کی خدمت بھی متعلق ہوئی
تو اُس سے معزول کر دئے گئے اور ظاہر ہے کہ جیسا بحالی کسی عہدہ کے، بدون
قابلیت ولیاقت نہیں ہوتی اُسی طرح معزولی و برطرفی کسی عہدہ سے بالخصوص
وہ معزولی جو بحکم خدا و رسولؐ ہو بلا علت ناقابلیت غیر ممکن ہے، چنانچہ اسی وجہ
سے خلیفہ صاحب کو خوف ہوا کہ کوئی آیہ قرآنی دربارۂ نفاق اِن کے تو نازل نہوا
بہت کچھ روئے دھوئے سب کچھ کیا مگر بجز حرمان کوئی نتیجہ نہ ملا یہ حال تھا
خلیفہ اول کا۔ خلیفہ دوم کُل ایک دفعہ روبرو حضرتؐ کے متولی صدقات ہوئے
مگر اُس سے بھی معزول کئے گئے جیساکہ تحفہ سے ظاہر ہے آخر تا وقت وفات
رسول وہ لوگ محکوم و تابع غلام زادہ رہے جیساکہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔
تفصیلش آنکہ بست وششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود کہ ساختگی لشکر کنند
برائے جنگ رومیان و انتقام زید بن حارثہ روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر
لشکر ساخت و روز چہار شنبہ بست وسوم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد
روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود نشانی برائے او درست فرمود و گفت
اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ اسامہ آں نشان را بدست خود
گرفتہ بیرون آمد و بریدہ بن الحصب اسلمی را داد تا در اں لشکر بردارند و نشان
او باشد و در موضع جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجر و انصار
مثل ابوبکر صدیق و عمر بن الخطاب و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ
بن الجراح و سعد بن زید و قتادہ بن النعمان و سلمہ بن اسلم ہمہ ساختگی کردہ ڈیرہ
وخیمہ بیرون فرستادہ میخواستند کہ از انجا کوچ نمایند کہ در آخر روز چہار شنبہ اول

ذکر تخلف خلفائے ثلثہ از جیش اسامہ بن زید

شب پنجشنبہ مرض آنحضرت اشتداد پذیرفت وبایں سبب تہلکہ رو داد الخ پس
اس تحریر سے باوصف مخالفت واقعات اکثر امور میں یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلفائے
ثلثہ تا آخر حیات بلکہ وقت وفات رسول تک محکوم وتابع ومطیع اسامہ تھی جن کو
خود غلام زادہ کہتے ہیں اوراس بارہ میں آنحضرت کا ایسا حکم سخت تھا کہ متخلفین
پر لعنت بھی فرمایا اب منتہائے جواب اہلسنت دربارہ تخلف صحابہ یہی ہے
کہ شاہ صاحب بعد اس کے فرماتے ہیں۔ ووقت عشا از شب پنجشنبہ ابوبکر را
جناب پیغمبر خلیفہ نماز فرمودند وبایں خدمت مامور ساختند الخ یعنی رسول خدا
نے ابوبکر کو خلیفہ نماز کیا حالانکہ لفظ خلیفہ نماز خود نہایت بے موقع ہے اور حکم
پیش نمازی ابوبکر میں بہت کچھ گفتگو ہے کہ کسی طرح یہ حکم رسول نہیں ثابت
ہوتا۔ بلکہ مخالف اسکے خود تحریرات اہلسنت سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل
اسکی کتاب مستطاب تشئید المطاعن میں بخوبی مذکور ہے بلکہ خود کلام
شاہ صاحب سے نقیض اسکا ظاہر ہے کہ بعد اس کے کہتے ہیں۔ چوں روز
دوشنبہ دہم ربیع الاول آنحضرت را افاقت مرض حاصل گشت مسلمانان

چودہ روز تک صحابہ نے حکم رسول کو معطل کیا

کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ بودوداع آنحضرت کردہ بیرون برآمدند اسامہ را
نیز آنجناب درکنار خود گرفتہ درحق او دعا فرمودہ رخصت نمودند الخ جس سے
یہ بخوبی معلوم ہوا کہ حضرت نے ۲۶۔ صفر کو حکم روانگی دیا اور باوصف تاکید
شدید ۱۰۔ ربیع الاول تک کہ مدت چودہ روز ہوتی ہے ان لوگوں نے حکم رسول
کی تعمیل نہ کی اور روانہ منزل مقصود نہ ہوئے اور لعن اللہ من تخلف عنہا کا مطلقا
خیال نہ کیا اور اگر یہ خیال ہو کہ ۲۸ سے مرض حضرت پر ایسا متولی ہوا کہ آنحضرت

کو مہلت نہ ملی اور صحابہ قرط محبت سے نہ گئے تو غلط ہے کیونکہ خود شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود نشانی برائے او درست فرمود جس سے معلوم ہوا کہ ۲۹ کو حضرت کو افاقہ ہوا اور نشان درست فرما کر عنایت فرمایا اور اس مہم کو ایسا عظیم تصور فرمایا کہ باوصف اس مرض شدید کے جسکی خبر حضرت نے ایام حجۃ الوداع سے دی تھی کہ اب ہم دنیا سے مفارقت کرینگے مگر اسپر بھی ایسی تاکید سخت فرمائی اور بفرض تسلیم کہ ابوبکر کو حکم نماز پڑھانے کا ہوا مگر یہ امر یقینی ہے کہ ملازمت لشکر اسامہ سے مستثنے نہ ہوئے تھے بلکہ بطور سابق محکوم ہمراہی اسامہ تھے چنانچہ قول شاہ صاحب سے ظاہر ہے مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ بودو وداع آنحضرت کردہ بیرون آمدند۔ جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر اس حکم سے مستثنے نہ تھے اور وہ حکم سابق بحال رہا کہ زیر حکومت اسامہ جنگ میں جائیں اور درنگ نہ کریں کیونکہ بنص شاہ عبدالعزیز منجملہ متعینان لشکر اسامہ ابوبکر و عمر بھی تھے جو ۱۰۔ ربیع الاول کو وداع ہونے آئے۔ پس اگر نماز پڑھانیکا حکم ابوبکر کو ہوا بفرض و تسلیم تو اس سے کیونکر اعتراض رفع ہو سکتا ہے بہر کیف تحریر شاہ صاحب سے ابوبکر کا متعین ہونا ساتھ لشکر اسامہ کے بخوبی ثابت ہوا۔

مگر بعض حضرات اہلسنت اسقدر بھی اظہار امر حق کو نہیں پسند کرتے چنانچہ خود مولوی حیدر علی جو شاہ صاحب کی استاد البریہ صاحب قوہ قدسیہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں بکمال خیر خواہی خلیفہ اول اصل ماموریت خلیفہ کی بزیر حکومت تجہیز جیش اسامہ منکر ہوئے چنانچہ ازالۃ الغین (ص ۲۰۷) میں فرماتے ہیں من بعد باید دانست

انکار اہلسنت خلیفہ اول کی ماموریت سے ہمراہی اسامہ

کہ لفظ تسلیم ازاں آوردم کہ بسیارے از متکلمین و محدثین از مامور بودن صدیق
انکار کردہ اند و ثانیاً بنی باوجود صرف تمامی ہمت در ردمغنی جز روایتے بیسرو پا دریں
باب نیاوردہ و اہلحدیث این مقولہ بر زبان داشتہ اند کہ صدیق بجیش اسامہ
نامزد نبود و اگر کسے گفتہ محتمل است کہ از لباس ملبسین فریب خوردہ بخبث نیت
شاں پے نبردہ و شاید کہ چوں ابوبکر برائے اہتمام تجہیز لشکر یا برائے تخصیص اسامہ
ہمراہ او رفتہ باشد کہ عین جہاد فی سبیل اللہ و در دو دینی و غمخواری بود مردم گمان
بردہ روایت نمودہ باشد کہ او ہم زیر تا مبر ساہت انتہی۔ جس سے معلوم ہوا کہ
مولوی صاحب نے خود بھی علی الزعم اپنے اُستاد کے قایل بحکومیت شیخین نہیں
ہیں یہاں شاہ صاحب کو ایسا بیوقوف بنایا کہ ثابت کردیا کہ اُنہوں نے دھوکا
کھایا اور ساتھ ہی اس کے خلیفہ اول کا جہاد فی سبیل اللہ بھی ثابت کردیا کہ
فقط اہتمام ترخیص اسامہ سے مجاہد فی سبیل اللہ ہوگئے لیکن نہ معلوم شہود شجاعت
خلیفہ اول میں اسکو کبھی کیوں نہ شمار کیا۔ بہرکیف چونکہ خرافت تقریرات ازالۃ الغین
کی تمامی اہلسنت پر بخوبی ثابت ہے لہذا حاجت اس کے تردید کرنے کی اہلحق
کو نہیں ہے خود اُن کے اوستاد اپنے اس ناشدنی شاگرد سے سمجھ لیں گے۔
اور اس بیوقوف بنانے پر جو مولوی صاحب نے بوجہ تسلیم و تصدیق بنایا گوشمالی
واجبی دینگے کیونکہ شاہ صاحب نے بتصریح تمام بلا ردوکد ابوبکر و عمر و عثمان کو تعیناتان
لشکر سے قرار دیا۔ حتے کہ ان لوگوں کو کہ ڈیرہ خیمہ لیکر منزل جرف میں پہنچے اور
چاہتے تھے کہ کوچ کریں کہ اس اثنا میں خبر اشتداد مرض نے تہلکہ ڈالدیا۔
بہرکیف از انجا کہ یہاں گفتگو طولانی ہے کتاب تشئید المطاعن پر اس بحث

کو محول کرکے مانحن فیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ یہ تقرری اس عہدہ پر بھی بفرض
وتسلیم مفید نہیں ہے کیونکہ اگر اس عہدہ پر مامور بھی ہوئے تو یہ عہدہ بمقابلہ اُس عہدہ
کے جو مالک بن نویرہ کو یا اسامہ کو حاصل تھا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جو سپہ سالار
لشکر ہوتا تھا یا کہیں کا سردار تو اہل لشکر وغیرہ اُسکے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔
اور اُسی کی اقتدا کرتے تھے اور کوئی علٰحدہ اُس سے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ چنانچہ
حضرت ابوذر غفاری صحابی خاص رسولؐ مقبول غلام حبشی مقرر کردہ عثمان بن
کے اقتدا کرتے تھے اور کوئی اسکا قائل نہیں ہو سکتا کہ وہ غلام حبشی حضرت
ابوذر غفاری سے افضل تھا۔ اسی طرح خود حضرتؐ نے ابن مسعود کو نماز پڑھانے
کا اکثر اپنی غیبت میں حکم دیا تھا کہ حضرات ثلثہ ہمیشہ اُنکی اقتدا کرتے تھے اور
آپ لوگ اُنکی افضلیت کے بہ نسبت ثلثہ نہیں قائل نہیں ہیں بلکہ خود مولوی صاحب
صاحب ناقل ہیں کہ حضرت رسالتؐ پناہ نے خلیفہ اول کے ساتھ اقتدا کیا اور
اسی طرح عبد الرحمٰن بن عوف کے ساتھ اقتدا کو بھی یہ حضرات بیان کرتے ہیں
پس محض پیشنمازی جس میں آنحضرات کے یہاں عدالت ہی شرط نہیں ہے بنا بر
تحقیقاتِ خود علمائے اہلسنت نہ موجب افضلیت ہے نہ باعث خلافت ازینجا
ہست کہ خلیفہ اول نے بعد حصول خلافت بکمال آرزو ومنت خلیفہ دوم عمر بن الخطاب
کے لئے اسامہ سے کہا کہ انکو ہمارے پاس رہنے دو تاکہ معین صلاح ومشورہ امور
خلافت رہیں اور اگر اس سے بھی ہم قطع نظر کریں تو چند روز کے عہدہ پر مامور
ہونے سے کوئی شخص اُس سے افضل نہیں ہو سکتا جو سالہائے دراز سے ایک
ایک عہدہ جلیل ومنصب عظیم پر فائز ہو اور بکمال امامت ودیانت اسکو انجام

منتہی الکلام

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلیفہ دوم و سوم

دیتا ہو چہ جائیکہ یہ عہدہ بہ نسبت اُس عہدہ مستقلہ کے پست اور خفیف بھی ہو
پس معلوم ہوا کہ مالک بن نویرہ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت کل فضائل و مناقب
میں خلفاے ثلثہ سے افضل تھا اور منتہاے کوشش اہلسنت کا اثر یہی ہوگا کہ
افضلیت مالک کی بہ نسبت ابوبکر کے متنازعہ فیہ رہیگی کہ آخر مساوات پر صلح ہو جائیگی
بخلاف خلیفہ دوم و سوم کے کہ یقیناً مالک بن نویرہ ان دونو بزرگوں سے بنا بر
ان قواعد مذکورہ کے افضل واعلیٰ قرار پائینگے پس ہر گاہ مولوی صاحب کو
دربارۂ ارتداد و اطلاق خلفاے ثلثہ وغیرہ کے جو مثل ادنےٰ لشکریوں کے
محکوم غلام زادگان ہوتے تھے یہ استبعاد ہوتا ہے تو دربارہ ارتداد اس شخص کے
جو بمدارج ثلثہ سے یا اثنین سے افضل ہو کیونکر استبعاد نہ ہوگا جو اس سلاطت
لسانی سے ایسے شخص کو جو مالک خلیفہ دوم ہو مرتد و مورد حدیث اصحابی قرار
دیتے ہیں اور اگر اس سے بھی ہم قطع نظر کریں تو افضلیت مالک میں بہ نسبت
معاویہ باغی کے تو کوئی عذر نہ ہونا چاہئے کیونکہ بفرض تسلیم اگر دونو کو صحابیت میں
مشترک فرمائیے تو اسلام مالک یقیناً افضل تھا اسلام معاویہ سے کہ علاوہ تقدم
اسلام مالک بر اسلام معاویہ غاویہ اس قدر صحابہ کے نصوص اسلام مالک پر موجود ہیں
بخلاف معاویہ کے کہ ہرگز اس قدر شہادتیں اُس کے لئے نہیں ہیں۔ اور اگر عذر
بغاوت موضوعی مالک درمیان میں لادیں کیونکہ منتہاے کوشش حضرات
اہلسنت یہی ہے کہ مالک کو باغی قرار دیں جیسا کہ خود مولوی صاحب نے تصریح
فرمائی ہے۔ چنانکہ منتہی الکلام ص میں صاحب مفاتیح سے ناقل ہیں والصنف الآخر
ھم الذین فرقوا بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فاقروا بالصلوٰۃ وانکروا الزکوٰۃ

تفضیل مالک بن نویرہ بر خلیفہ دوم و سوم

منتہی الکلام ص ۹۹

وھذا المصنف علی الحقیقۃ ۲ اھ یعنی انتھی مختصرا یعنی قسم دوسرے مرتدین کے
منکرین زکوۃ ہیں کہ یہ لوگ حقیقۃ اہل بغاوت سے تھے پس اس بنا پر اگر مالک
عمر افضل یا مساوی خلفاے ثلثہ نہ ہوئے تو ضرور افضل یا مساوی حضرت جال
المؤمنین معاویہ بن سفیان ہو نگے کیونکہ بتصریح شاہصاحب معاویہ بھی باغی تھا
جیساکہ تحفہ ص میں ہے اہلسنت قاطبۃ اجماع دارند بر آنکہ معاویہ بن ابوسفیان
از ابتداے امامت حضرت امیر بغایت تفویض حضرت امام حسن بآو از بغاہ بود
کہ اطاعت امام وقت نداشت الخ۔ مگر فرق دونوں میں یہ ہے کہ بغاوۃ مالک کا
صدر اول میں کوئی قائل ہی نہ تھا بلکہ سب صحابہ مہاجر و انصار مسلمان
کامل الایمان جانتے تھے جیساکہ گذرا بخلاف بغاوۃ معاویہ کے کہ منصوص من الرسول
والصحابہ باجماع قاطبۂ اہلسنت یقینی وحتمی وجزمی ہے۔ اور بفرض تسلیم بغاوۃ
مالک چند روزہ ہوئی اور بغاوۃ معاویہ ایام امامت جناب امیرؑ سے لغایت تفویض
جناب امام حسنؑ تک بقول شاہ جی کہ زاید از شش سال ہوتا ہے اور نیز بفرض
تسلیم مالک باغی مغلوب تھا اور معاویہ باغی متغلب متصرف جسکی ذمہ ہزاروں
خون ناحق صحابہ مہاجر و انصار تھا۔ آور نیز مالک کا کوئی احداث بجز اس کے کہ
خلیفہ اول کو زکوۃ نہ دیتا تھا حضرات اہلسنت نہیں ثابت کر سکتے حالانکہ یہ زکوۃ
کا نہ دینا بھی بکتاب وسنت مستند تھا بخلاف معاویہ کے کہ سینکڑوں احداث
اسکے خود اہلسنت بیان کرتے ہیں کہ مثل اسکے کہ نفس رسول سے لڑا جو بمفاد حربک
حربی عین کفر ہے سیکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کبار کو قتل کرایا سنت سب وشتم
عیاذاً باللہ نسبت جناب امیرؑ اس نے جاری کیا جو تا زمانہ عمر بن عبد العزیز جاری رہا

جناب امام حسنؑ سے آمادہ مقاتلہ ہوا اور حضرت ام المومنین عایشہ کو ناحق قتل کیا اور چونے کے کوئیں میں گرا کر جان لیا کما فی روضۃ الصفا جسکی تفصیل عنقریب مجلد ثالث میں مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالے پس کمال جائے تعجب وحیرت ہے کہ ابوبکر کا باغی جسکی بغاوت بھی بخوبی ثابت نہیں ہے اور خود خلیفہ دوم اسکو مسلمان باایمان جانتے ہوں وکذلک دیگر صحابہ صرف بسبب اس کے کہ خلیفہ کو اُس نے زکوۃ نہ دیا باغی ومرتد قرار دیا اور زن ومال اُسکا غارت کیا گیا یہانتک کہ مولوی حیدر علی نے بنابر قول مشہور ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ظلم وستم خالد پر قناعت نہ کرکے یہ اضافہ کیا کہ مورد حدیث اصحابی بھی اسی مالک خلیفہ دوم کو قرار دیا اور معاویہ باغی جناب امیرؑ وامام حسنؑ کو جس نے ہزاروں صحابہ قتل کرایا اور بنص رسولؐ باغی تھا بوجہ عداوت جناب امیرؑ وہ خال المومنین وامیر المومنین بنا بلکہ خلیفہ راشد منصوص من اللہ فی الکتب المنزلۃ قرار پایا بلکہ سہیم خلافت خاصہ مخصوصہ خلفاے ثلثہ ہوا جس خلافت سے باین شدومد شاہ ولی اللہ جناب امیرؑ کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہیں جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے بہرکیف جب مالک وغیرہ مثل معاویہ باغی قرار پایا تو ضرور ہوا کہ جو حکم معاویہ تھا لااقل وہی حکم مالک عمر بھی قرار دیا جائے اور حکم معاویہ معلوم ہے جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں۔ تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویۃ بن ابوسفیان یکے از اصحاب آنحضرت بود وصاحب فضیلت جلیلہ وزمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق او سوء ظنی نکنی ودر ورطہ سبت او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی اور صاحب صواعق محرقہ جنکو حق سابقیت بھی شاہ صاحب پر حاصل تھا جیسا کہ خلفاے ثلثہ کو معاویہ پر وہ

ص ۱۲۷ مقصد اول از ازالۃ الخفا

صواعق محرقہ ص ۵۵ : مطبوعہ دہلی

کچھ اس سے بھی زیادہ مبالغہ فرماتے ہیں جیسٹ[ص] قال وگفت نیز کہ ہرکس کہ شتم یکے ازیں اصحاب کبار یعنی ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند وبگوید کہ ایشان برضلال وکفر بودہ اند آنکس را باید کشت الخ بلکہ دربارہ یزید بھی ایسے اطلاقات سے مانع ہیں اور امام غزالی تو صلوۃ وسلام ومغفرت کی مجوز ہیں اور شاہ عبدالحق جو صاحب صواعق کو متعصب فرماتے ہیں باوصف اس منصف مزاجی کے تکمیل الایمان[ص ۹۲] میں فرماتے ہیں بالجملہ سرحد دار اسلام وسنت وجماعت رود نا معاویہ وعمرو بن العاص ومغیرۃ بن شعبہ واشباہ وامثال ایشان است الخ بالجملہ ان حضرات اہلسنت کو کب مناسب ہے کہ معاویہ ویزید سے باغی متغلب کو خلیفہ بحق جانیں اور مالک عمر کو جو مسلمان با ایمان تھا بوجہ ایک شبہ کے جو بفرض وتسلیم شبہات دیگر صحابہ سے بدارج کم تھا کافر ومرتد قرار دیں اور اگر اس تفضیل یا مساوات میں اجتہاد معاویہ کو پیش کریں تو اجتہاد مالک بھی خود امام فخر رازی کے کلام سے بنقل مولوی حیدر علی ظاہر ہے کما مرّ کہ خلفا اسکو قطع نہ کر سکے حالانکہ اجتہاد معاویہ کو بھی منصفین اہلسنت کم از اجتہاد ابن ملجم شقی نہیں بتاتے جسپر ابن حزم نے دعویٰ اجماع امت کیا ہے کما مر سابقاً فی المجلد الاول اگر حضرات اہلسنت اس تقریر سے میری چیں بجبیں ہوں اور بظاہر تمثیل ابن ملجم سے کچھ تیوری چڑھائیں مُنہ بنائیں کہ کجا ابن ملجم اشقی الاولین والآخرین کجا معاویہ خال المومنین تو گو قابل التفات نہیں بدیہات کو سند کی حاجت نہیں کیونکہ معاویہ صاحب لڑے ہزاروں جانیں صحابہ و تابعین کی تلف ہوئیں قصد کیا کہ جناب امیرؑ کو قتل کریں کیونکہ جنگ کا نتیجہ

یہی ہے گو وہ مقصد اُسکا پورا نہ ہوسکا اور ابن ملجم نے بلا کسی فتنہ و فساد و صف
کشی کی جناب امیرؑ کو شہید کیا پس مقصد معاویہ و ابن ملجم واحد ہوا فرق یہی ہے
کہ معاویہ کو فور مرام نہ ہوا اور یہ مرادی نامراد فائز بمرام ہوا با اینہمہ یہ تمثیل ایجاد
الحق نہیں ہے بلکہ بعض اکابر اہلسنت کا مقولہ ہے چنانچہ علامہ نحریر محمد بن اسمعیل بن
صلاح الامیر روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ میں فرماتے ہیں وما دعوی الاجتہاد لما وقع
فی قتالہؑ الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتہد فی قتلہ لعلیؑ
کما حکاہ عنہ الحافظ ابن حجر فی تلخیصہ انتہی یعنی معاویہ کے اجتہاد کا دعوی کرنا
درباره قتال جناب امیرؑ ویسا ہی ہے کہ ابن حزم نے ابن ملجم اشقی الآخرین کے
اجتہاد کا دعوے کیا ہے درباره قتل جناب امیر المومنینؑ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے
اپنی تلخیص میں نقل کیا ہے انتہی اور یہ علامہ محمد بن اسمعیل کچھ ایسے ویسے عالم نہیں
ہیں جنکی باتوں کو اہلسنت بادہوائی بتائیں یا اُنکو رافضی کہکر اپنی جان چھوڑائیں
کیونکہ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی جو اہلسنت کے گویا خاتم العلما ہیں اپنے سعی مشکور ص ٢٠
رسالہ سعی مشکور میں بمقابلہ مولوی محمد بشیر سہسوانی ہم مذہب اپنے اُن کے کلام
سے سند لاتے ہیں اور اس عبارت سے اُنکا ذکر خیر فرماتے ہیں ۔ دوم یہ کہ فاضل
ربانی شیخ محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی اپنے رسالہ تطہیر الاعتقاد
میں اوران الالحاد میں تحریر کرتے ہیں الخ جس سے کمال توثیق اس علامہ کے
ظاہر ہے بلکہ طرہ اس پر یہ ہے کہ فاضل رشید رشید المتکلمین اہلسنت شاگرد رشید
شاہ صاحب تقاریر الحق سے کچھ ایسے دست پاچہ ہوئے ہیں کہ بمجبوری اُن کو
بھی اجتہاد معاویہ میں قدح کرنا پڑا چنانچہ ثلث آخر ایضاً لطافۃ المقال میں فرماتے

ہیں از انجاکہ مسئلہ اجتہاد والی شام مجمع علیہ درمیان سنیان نیست مولنا نظام الدین
شیمستانی قدس سرہ درکتاب صبح صادق شرح منار علی ما نقل منہ بعض الثقات
انکار فرمودہ فکیف یکون من اشتبہ علیہ الربا وغیرہا مجتہدا کمعویۃ وعمرو بن العاص
انتہی بلفظہ اور اصل عبارت صبح صادق علی ما فی تشئید المطاعن ص ۵۷۷ یہ ہے و
معاویہ ونحوہ لم یکن مجتہدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمتہ الربا
وغیرہا مجتہداً الخ یعنی معاویہ مجتہد نہ تھا اور کیونکر وہ شخص مجتہد ہوسکتا ہے
جسپر حرمت ربا مشتبہ رہی ہو انتہی بقدر الحاجۃ بالجملہ ہرگاہ فضیلت یا مساوات مالک
بن نویرہ کی خلفائے ثلثہ اور معاویہ سے بخوبی ثابت ہوئی تو اب اس کے اجتہاد
میں انکو کیونکر کلام ہوسکتا ہے جیسا کہ مولوی صاحب منتہی الکلام میں کہتے ہیں
آمدم بر اثبات تبدیل وتقصیر واحداث مالک بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر
ذمہ او لازم افتاد پس مخفی نماند کہ ایں بر اصول وروایات فریقین متیسر است و
اثباتش از کتب طرفین غیر متعسر اما اثبات آں از کتب امامیہ پس کتاب مجمع البحرین
اینک حاضر است مولفش در تحقیق لفظ ردت آنچہ نوشتہ ہست ازاں مانند سفیدہ
صبح صادق ہویدا و آشکار است کہ او باستماع خبر قیامت اثر وفات حضرت خیر البشر
منکر زکوۃ شد وبمقتضائے عدم رسوخ ایمان فرضیت زکوۃ را نظر بآیت کریمہ خذ
من اموالہم الخ وعدم لحاظ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ مختص بزمان نبوت
اعتقاد کرد ومحدث بودن مالک واحداث ایں قول وتبدیل ما تقرر فی الشریعۃ
الغراء حالت منتظرہ باقی نیست قال صاحب الکتاب المذکور والردۃ
بالکسر والتشدید اسم من الارتداد واصحاب الردۃ علی ما نقل کانوا

منتہی الکلام ص ۸۸

صنفین صنف ارتدوا عن الدین وکانوا طایفتین احدیهما اصحاب
مسیلمة والاخری ارتدوا عن الاسلام واعادوا علی ماکانوا علیہ فی
الجاهلیة واتفقت الصحابة علی قتالهم وسبهم واستولد علی منهم الخیفة
والصنف الثانی لم یرتدوا عن الایمان ولکن انکروا فرضیة الزکوٰة
وزعموا ان خذ من اموالهم خطاب بزمانہ خاص صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلّم وانشاء اللہ تعالےٰ بعضے از عبارات وروایات دیگر کہ در اثبات مقصود
زیادہ تر مفید خواہد بود دریں نزدیکی معروض خواہد شد وکسانیکہ اورا باوجود
ثبوت روتش بالمعنی المذکور در کتب امامیہ بعلت اتحاد مذہب وملت مومن پاک
اعتقاد پندارند اگر دعوی اجتهاد برائے نصیب العین دارند اثباتش بر ذمہ شان
خواہد بود وما احسن ماقیل ؎ بگفتہ ندارد کسے باتو کار * ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
وبحمد اللہ کہ مملوکان مالک وطرفداران آں بے نصیب وہالک بر اثبات اجتهادش
قدرتی ندارند چہ اگر مالک ایشان اعتقاد خالص بحقیت خلافت حضرت افضل
الصدیقین نداشت جناب امیر المومنین را امام برحق وخلیفہ مطلق مے پنداشت
کما صرح بہ لتستری فی مجالسہ وغیرہ وکلام المولف ایضا یشعر بذلک
دریں صورت نیز اطاعت عمال ابوبکر صدیق واعطاء صدقات ومال زکوٰۃ بایشان
تقلید المذہب الامامیہ ورعایۃ لوجوب التقیۃ ضرور بود چوں او از اختیار مسلک
اثنا عشریہ دست کشید وبر مخالفت جناب مرتضوی وشیعانش کہ بامر مقدس
جہاں مطاع لازم الاتباع بیعت بخلیفہ اول نمودند کما فی البحار مصر گردید وقد
تقرر فی خاتمۃ التجرید ان مخالفہ فسقہ مرتبہ اجتهاد واستنباط مسایل شرعیہ

ہمچو انکار زکوٰۃ از دلایل نقلیہ کجا برائے او براصول اما میہ باقی ماند پس آنچہ بوسے رسید از خدا رسید زیادہ برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد لیکن ارتکاب کبیرہ بلکہ اصرارش برین امر لیست کہ بر جائے خود مرصوص واز براہین یقینیہ مکشوف بلکہ منصوص ہست انتہی۔ اور ایسے مضمون کو مکرر بالوان مختلفہ دوسرے صفحہ میں بھی بیان کیا ہے اور چند مقامو نپر اسی کی طرف حوالہ دیکر مضامین عجیبہ وہفوات غریبہ تحریر کئے از آنجا کہ اکثر مطالب متعلق اس کے سابقاً اجمالاً وتفصیلاً مرقوم ہوئے لہذا یہاں بطور اجمال چند امور ضروریہ پر اشعار تنبیہ کیجاتی ہے۔ پہلی دعویٰ اثبات تبدیل وتقصیر مالک بن نویرہ بالخصوص کیا ہے مگر نہ اپنی صحیح بخاری سے اس کو ثابت کرسکے نہ کتاب مستطاب مجمع البحرین سے کیونکہ ان دونوں کتابوں سے فقط اسقدر ثابت ہوا کہ کچھ لوگ مانع زکوٰۃ ہوئے مگر یہ نہ ثابت ہوا کہ مالک بالخصوص منکر زکوٰۃ تھا جو مقصود انکا ہے اور خود بیان کرتے ہیں لا دلالۃ للعام علی الخاص اور مجمع البحرین میں کچھ اسکا اشارہ بھی ذکر نہیں ہے کہ یہ نقل صحیح ہے یا غیر صحیح مطلقاً نقل مذکور ہے عام اس سے کہ صحیح ہو یا غیر صحیح مطابق واقع وتحقیق ہے یا محض بنا بر مشہور عام۔ دوسرا دعوی یہ ہے کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع رحلت سید البشر فرضیت زکوٰۃ سے منکر ہوا اور دلیل اسپر مجمع البحرین سے لاتے ہیں حالانکہ مجمع البحرین سے نہ فوریت ظاہر ہوتی ہے نہ مالک کا منکر زکوٰۃ ہونا اور خود مولوی صاحب ناقل ہیں کہ بہت سے قبیلے منکر زکوٰۃ ہوئے تھے نہ فقط مالک پس یہ دعوی بھی ثابت نہ ہوا تیسرے یہ کہنا کہ باوجود ثبوت ردہ جو مدعی اُس کے اجتہاد کا ہو اُسکو ثابت کرے خود مولوی صاحب کے بیان

منتہی الکلام ص ۱۱۶

سے باطل ہے اس لئے کہ ردہ خود امر متنازع فیہ ہے اُسکو ثبوت کیونکر کہہ سکتے ہیں
باقی رہا اجتہاد پس خود ما بعد اس کے ناقل ہیں اپنے فخر المتکلمین امام البحرین رازی
سے کہ مالک نے آیہ خذ من اموالہم سے استدلال و احتجاج کیا سقوط فرضیت
زکوۃ پر جیسا گذرا پس اگر یہ استدلال اجتہاد نہیں تھا تو کیا تھا بیان کریں خالد بن
ولید نے نہ کسی آیت سے جواز قتل مالک پر استدلال کیا نہ کسی حدیث سے اور نہ
زوجہ مالک کے ساتھ زنا کرنے پر کوئی استدلال کیا اسپر بھی وہ تو مجتہد ہو گیا اور
مالک جو آیہ قرآنی و حدیث رسول ربانی سے استدلال کرے تو وہ مجتہد نہ ہو کبھی
تو صدر اول میں ایسا اجتہاد کو شایع کرتے ہیں کہ ہر شخص مجتہد بن گیا حتی کہ عمرو
عاص و عائشہ حفصہ بلکہ ملجم نامراد جیسا کہ گذرا کہ ابن حزم نے اسکو باتفاق امت
مجتہد کہا بلکہ عمرو بن سعد کو بھی مجتہد بنایا حالانکہ یہ دونو ابن ملجم و عمرو سعد صحابی بھی
نہ تھے اور یہاں باوصفیکہ مالک اُسے صدر اول میں زمام ریاست کا مالک تھا
اُسکے اجتہام میں یہ کلام ہے اس عکس مستوی کا کیا جواب ہے ادنیٰ ادنیٰ جاہل
عورتیں تو خلیفہ ثانی کے روبرو اجتہاد کریں اور خلیفہ صاحب صرف اجتہاد کے
شایع کرنے کے لئے امر ناحق پر بھی سکوت کریں اور آپ مالک سے صحابی سول
رئیس مقرر کردہ پیغمبر متولی صدقات کے بارے میں یہ عذر کریں زیادہ دور نہ جائیے
تحفہ ملاحظہ فرمائیے کہ شاہ صاحب دربارۂ طعن مغالات مہر فرماتے ہیں جواب ازیں
طعن آنکہ سکوت عمر از جواب زن نہ بنا بر عجز اوست از جواب باصواب تا ثبوت خطائی
او فی الواقع لازم آید بلکہ بنا بر کمال ادب است با کتاب اللہ کہ در مقابلہ آن چون وچرا
نمودن و فنون دانشمندی خرچ کردن مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست ایشانرا

غیراز تسلیم وانقیاد بظاہر الفاظ ہیچ راست نے آید الی ان قال اری اینقدر صحیح
است کہ گفت کل الناس افقہ من عمر الخ واین از باب تواضع وہضم نفس وحسن
خلق است کہ زنے جاہلہ بتعمق بسیار آیتے را برائے مطلب سند آوردہ است اگر استناد
اورا بتوجیہات حقہ باطل کنیم دل شکستہ میشود باز رغبت باستنباط معانی از کتاب اللہ
نے نماید لابد اورا تحسین وآفرین وخود را بحساب او معترف وقائل وانمایم کہ آیندہ
اورا ودیگرا را تحریص باشد بر تتبع معانی قرآن واستنباط دقایق او واین تادب
باکتاب اللہ وحرص بر اشتغال مردم باجتہاد واستنباط از قرآن کہ ازین قصہ عمرو
قصص دیگرو ثابت میشود منقبتے است کہ مخصوص باوست والا کدام رئیس جزئی گوارا
میکند کہ اورا بحضور اعیان واکابر زنے نادان قائل وملزم گرداند واو سکوت
نماید چہ جائے آنکہ اورا تحسین وآفرین کند الخ اب اسکے فوائد بھی قابل لحاظ ارباب

تحریص و ترغیب بر اجتہاد در عصر اول

انصاف ہیں اوّل یہ کہ سکوت خلیفہ ثانی کو بمقابلہ اُس صورت جاہلہ کے جس نے
ان کے حکم منع زبانی مہر کو آیہ قنطارے سے باطل کیا باوصفیکہ بقول شاہصاحب یہ
استدلال کرنا اُسکا ناحق تھا اور فرمان خلیفہ صحیح وعین حق تھا شاہصاحب از
قبیل کمال تادب بکلام اللہ بیان کرتے ہیں۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ اگر مالک نے
جو صحابی کریم شاعر رئیس مقرر کردہ رسول تھا خلیفہ اول کے طلب زکوۃ کو بآیہ قرآنی
منع کیا اور خلیفہ کچھ جواب نہ دیسکے بلکہ خالد نے قتل کر ڈالا تو یہ کس قسم میں داخل
ہوگا۔ دوسرے یہ کہ مقابلہ میں چون وچرا کرنا اور فنون دانشمندی دکھانا مناسب
حال اعظم اہل ایمان نہیں ہے پس جو شخص بمقابلہ استدلال من القران قتل
کروا ڈالے وہ کیا ہوگا اور خلیفہ دوم جو قرآن کی معانی دریافت کرنے پر حد لگاتے

تھے جیساکہ ازالۃ الخفامیں ہے اسکی کیا وجہ اور قدامہ بن مظعون نے جو بعد شراب
پینے کے اپنے سے سقوط حد پر آیہ قرآنی سے استدلال کیا اور خلیفہ صاحب نے
اُسکے استدلال کو حضرت ابن عباس سے باطل کرایا تو اُس کے بارے میں شاہجی
یہ کہیں گے کہ مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست یا نہ کاش یہاں بھی مالک نے
جو اس آیہ سے استدلال کیا تھا اگر جواب نہ چلا تھا تو ابن عباس سے یا دیگر صحابہ
سے اُسکا جواب دلواتے اور اُسکا خون ناحق اپنے سر پر نہ لیتے۔ سوم یہ کہ اہل
ایمان کو جب ظاہر الفاظ کے مقابلہ میں بجز تسلیم وانقیاد چون وچرا کرنا غیر مناسب
ہی ہے تو خلیفہ اول کو بمقابلہ ظاہر الفاظ قتل کرانا اور غارت کرانا اور ہتک
حرمت کرانا کب مناسب تھا لا اقل اگر تسلیم نہ کرتے جواب معقول ہوئے۔ چہارم
یہ کہ خلیفہ دوم کا اگر سکوت از قبیل ہضم نفس وحسن خلق تھا تو خلیفہ اول کے یہ حرکت
قبیح کہ مالک کو قتل کرایا بیشک ظلم وعدوان ہوگا۔ پنجم زنے جاہلہ بتعمق بسیار جو
خلاف واقع ہے اور ایسے بدیہیات میں تعمق کی ضرورت نہ تھی اگر با وصف بطلان
بقول شاہجی خلیفہ دوم نے قبول کر لیا اور تحسین وآفرین کیا تو استدلال مالک
اگرچہ باطل ہو مگر زیادہ قابل لحاظ تھا۔ ششم آنکہ قول اگر استنا داو را بتوجیہات حقہ
باطل کنیم۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اعتراض اُس عورت کا ناحق تھا اور ابطال اُسکا
عین حق جو ذمہ خلیفہ دوم لازم تھا مگر بغرض ترغیب بر اجتہاد خلیفہ جی نے ترک
ترک کیا پس اسی طرح مالک کا استدلال بھی اگر ناحق تھا تو بھی واجب القتل نہ تھا
بلکہ بغرض ترغیب بر استنباط معانی از قرآن اُسکے تحسین وآفرین کرتے نہ یہ بلا جواب
دئے اُسکو قتل کرا دیتے اگر تحسین وآفرین نہ کرتے تو اُسکا معقول ہی کرتے اور اس

استدلال کو ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے باطل قرار دیتے تب بھی ترغیب طرف استنباط کے
زیادہ متصور تھے پس یہ قتل کرانا اصل شوق استنباط مسائل من کتاب اللہ کا خون
بہانا ہے ہشتم استدلال مطلب ناحق کو بھی شاہصاحب استنباط فرماتے ہیں اور
استنباط عین اجتہاد ہے پس اس سے بھی اجتہاد مالک کا بنابر اصول اہلسنت صحیح
ہوا ہشتم یہ کہ غرض عمر سکوت سے یہ تھی کہ آئندہ اُسکو اور دوسروں کو تحریص و
ترغیب دلائیں تتبع معانی قرآن اور استنباط دقایق پر پس اس بنیاد پر بھی مالک غیر
مستحق قتل ہوا اور ظاہر ہے کہ استنباط دقایق جیسا اس صورت میں حاصل ہے۔
یعنی استدلال مالک میں ہرگز اس عورت کے استدلال میں نہیں ہے گو غلط ہو
جیساکہ بنابر تقریر شاہصاحب استدلال اُس عورت کا بھی غلط تھا نہم اس سکوت
عمری کو تادب باکتاب اللہ فرماتے ہیں پس قتل کرانا خلیفہ اول کا مالک کو خلاف
تادب باکتاب اللہ ہوگا دہم اس استدلال کو اُس عورت کے اور سکوت خلیفہ کو
شاہصاحب فرماتے ہیں و حرص بر اشتغال مردم باجتہاد و استنباط از قرآن الخ
جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امر ناحق پر استدلال کیا جائے اور استنباط ناحق ہو
کہ ادلہ حقہ سے باطل ہوسکے مگر یہ بھی اجتہاد ہے اور خلیفہ دوم ایسے اجتہاد پر
بھی حریص تھے پس اس سے بھی اجتہاد مالک ثابت ہوا اور خلیفہ اول کا اُسکو قتل
کرادینا گویا روکنا ہے اشتغال مردم کو باجتہاد و استنباط از قرآن پس الحمد للہ کہ ان
وجوہ عشرہ سے بہ کلام شاہصاحب اجتہاد مالک کا اور قباحت قتل جو خلیفہ اول
سے سرزد ہوا بخوبی ظاہر ہوا و ہو المطلوب۔ ہرگاہ ان فواید پر اطلاع حاصل ہوئی
پھر کلام مولوی صاحب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ چوتھے یہ قول مولوی صاحب

ملوک مالک طرفدار بے نصیب و مالک

ازالۃ الخفا ص ۳۴

وبحمد اللہ کہ ملوکان مالک وطرفداران آں بے نصیب وہالک الخ عجب حیرت افزا ہے کیونکہ ملوک مالک یا کہ طرفدار اُس کے تو خود خلیفہ دوم تھے اور اُنہیں کو ایسا جوش وخروش تھا کہ پہلے تو اصل جنگ کرنے ہی کو روکا تھا اور خلیفہ اول سے اس بارے میں بہت تکرار ہوئی کہ آخر خلیفہ اول نے قسم کھایا کہ ہم ضرور لڑینگے بلکہ خلیفہ دوم کو کچھ سخت سُست بھی کہا جیسا کہ ازالۃ الخفاص سے سابقاً مذکور ہوا اکثر صحابہ دریں امر متوقف بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمود وحضرت صدیق فرمودند اجبار انت فی الجاھلیۃ خوار فی الاسلام الخ اور بعد قتل ہو جانے مالک کے عمر نے ابو بکر سے کہا کہ خالد کو رجم کرو کہ اس نے زنا کیا یا قتل کرو کہ اس نے مسلمان کو قتل کیا یا معزول کرو مگر خلیفہ اول نے ہر بار اجتہاد و خطاے خالد ثابت کرکے تینوں سوال خلیفہ دوم کو مردود کیا جیسا کہ کنز العمال وصواعق محرقہ وغیرہ سے سابقاً منقول ہوا جب یوں خلیفہ دوم مجبور ہوئے تو جناب امیر کے پاس آئے اور حضرت کو اور طلحہ وسعد بن ابی وقاص کو لیکر خلیفہ اول پاس گئے اور بطرفداری مالک کہا کہ قصاص لینا خالد سے ضرور ہے اور خلیفہ اول نے وہی جواب دیا جیسا کہ مراۃ الزمان سے منقول ہوا تب خلیفہ دوم نے بجز کچھ چارہ نہ پایا اور اس ظلم وستم پر خلیفہ اول اور اپنے مالک کے قتل ہو جانیکے رنج وغم میں منتظر لطائف غیبی صبر وتحمل سے بیٹھے رہے۔ یہانتک کہ بمفادع صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد۔ اُن کے صبر کا اثر نمایاں ہوا اور مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو اول کام جوان سینوں کے اس امام نے کیا یہی ہے کہ خلیفہ اول کے سیف اللہ کو معزول کیا یعنی خالد کو موقوف ومخذول کیا اگرچہ کسی مجبوری سے یا کسی خاص وجہ سے یا کسی وجہ خاص سے انتقام کامل مالک کا نہ لیا مگر

موقوف ضرور کیا بلکہ مقید و محبوس کیا اور ظن غالب ہے کہ جو اپنے قسم میں مات
ہوئے یعنی فرمایا تھا خالد سے کہ واللہ لارجمنک باحجارک اسکا علاج بکفارہ
کرلیا ہو اور جتنے لوگ قوم و قبیلہ سے مالک کے مقید تھے اُن سب کو آزاد کیا
اور مال اُن لوگون کو واپس کیا پس اب مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ اس
مملوک مالک اور اس طرفدار بے نصیب و ہالک کے بارے میں جو چاہیں کہیں بقیہ
اصحاب کا کیا ذکر اور خود خلیفۂ اول جنھوں نے مالک کے دیت بیت المال سے
دلوائے اس طرفداری میں اس بے نصیب و ہالک کے مولوی صاحب مملوک
مملوک مالک جو چاہیں کہیں ما علینا الا البلاغ پانچویں اعتقاد خالص بحقیت
خلافت افضل الصدیقین سینہ نہ رکھنا مخصوص بمالک ہے نہیں ہے بلکہ اکثر
صحابہ بلکہ خود خلیفہ دوم کا یہی عقیدہ ہے جیسا کہ جملہ انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ
سے ظاہر ہے وقد یحیٰی فیما بعد انتہٰی چھٹیں ہر گاہ بنابر تصریح شاہ ولی اللہ
و جملہ علمائے اہلسنت حقیت خلافت دائر تھے درمیان ابوبکر و جناب امیرؑ
کے پس ضرور ہے کہ جب منکر خلافت بکری ہوا جیسا کہ اہلسنت کا دعوی ہے
تو معتقد خلافت حقہ علوی ہوا اور قتل کرایا جانا اسکی دلیل قوی ہے - ازینجاست
کہ جناب امیرؑ اور سائر بنی ہاشم پر بھی یہی حکم خلیفہ اول نافذ تھا کہ اگر حاضری دربار
سے انکار کریں تو قتل کرنا جسکی تعمیل خلیفۂ دوم نے آگ و لکڑیاں لیجانے سے کی فرق
یہی ہوا کہ جناب امیرؑ کے کسی وجہ سے یا شاید بیعت جبری کرنے سے جان بخشی ہوئی
اور مالک کے لئے ایک دوسرا سبب یعنی خالد بن ولید کی شہوت پرستی محرک قومی
ہوئی کہ قتل و نہب و غارت سب کچھ وقوع میں آیا - ساتویں اطاعت عمال ابوبکر

تقیۃً اُسوقت لازم تھے کہ خوف ضرر ہوتا اور ہر گاہ مالک حضرت عمر اپنے میں استطاعت کامل پاتا تھا تو اُس وقت محل تقیہ نہیں تھا اور بعد اس کے کہ مکر وفریب اور غدر خالد میں گرفتار ہو گیا کما ستعلم تقیہ کب بکار آمد تھا اور خالد خلد فی النار نے اُن کے کسی عذر کی کب سماعت کی - اور جائز ہے کہ بیعت بکر ہی اُسکے فہم میں عین الکفر بعد الایمان ہو اور ایسی صورت میں تقیہ ضروری نہیں ہے بلکہ جائز ہے کہ تقیہ کرے یا راہ خدا میں جان دے چنانچہ قصہ حضرت عمار اور پدر بزرگوار اُنکے سے جو عہد رسول میں ہوا ظاہر ہے کما فی البیضاوی والتفسیر الکبیر تحت قولہ تعالیٰ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان پس اس صورت میں دونو فعل مستحسن تھا خواہ تقیہ کرنا یا اثبات اختیار کرنا اور از آنجا کہ تقیہ آیات قرآنی اور عبارت صحیح بخاری سے کہ قال الحسن التقیہ[1] ماض الی یوم القیامۃ ثابت ہے اور خود شاہصاحب نے بھی تحفہ میں اُسکو بکمال تصریح صحیح و درست کہا ہے تو اُسپر تعریض کرنا اپنے دین وایمان کو برباد دینا ہے و قد یحتمی فیما بعد معذلک اثبات اس کا کہ مالک نے تقیہ نہیں کیا ذمہ مولوی صاحب لازم ہے پہلے اس کو ثابت کریں تب جو چاہیں کہیں حالانکہ خود تاریخ طبری سے بہ نقل شاہصاحب گذرا کہ مالک نے اپنی قوم کو متفرق کر دیا تھا اور خالد نے بطاح میں اُسکو نہ پایا اور صدقات اُسکی قوم سے لیکر روانہ خدمت خلیفہ کیا پس اب اطاعت عمال ابوبکر و اعطاے صدقات میں کیا عذر ہے تقیۃ کان او حقیقۃ اور اس سے زیادہ واضح یہ ہے کہ خالد نے مالک کی گرفتاری کے لئے مکر وفریب بہی کیا اور بدغا وفریب اسکو اپنے دام مکر میں لایا یہانتک کہ ذمہ خدا اور رسول[۲] و ذمہ خلیفہ و ذمہ خالد دیا کہ وہ بیچارہ مومن سادہ دل دام مکر میں آگیا چنانچہ مرأۃ الزمان میں ہے فقال له

تفسیر کبیر جز دوم ص ۲۲۱ مطبوعہ مصر

خالد کا مالک کو ذمہ خدا و رسول و ابوبکر دیکر بغدر و فریب قتل کرنا ص ۱۲۰۲ ازالۃ الخفا عن جلد ۲

[1] یعنی تقیہ جائز ہے روز قیامت تک۔

خالد یا ابن نویرہ هلم الی الاسلام فقال مالك وتعطینی ماذا قال اعطیك ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ وذمۃ ابی بکر وذمۃ خالد ان لا اجاوز علیك و ان اقتل منك فاعطاہ مالك یدہ وخالد علی تلك العزیمۃ من ابی بکر فی قتلہ فقال یا مالك انی قاتلك فقال لا تقتلنی فقال لا بد، وامر بقتلہ فتهیب المسلمون ذلك وقال المهاجرون اتقتل رجلاً مسلماً و قد اعطیتہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فقام ضرار بن الازور من بنی کرد فقتلہ الخ

یعنی خالد نے کہا اے مالک بن نویرہ اسلام قبول کر مالک نے کہا تو تو ہمکو کیا دیگا خالد نے کہا کہ ذمہ خدا و رسول اور ذمہ ابو بکر و خالد کہ تجھپر زیادتی نہ کرینگے اور درگذر کرینگے پس مالک نے اپنا ہاتھ خالد کو دیا اور خالد اپنے اُسی عزم پر تھا از جانب ابو بکر کہ مالک کو قتل کریں۔ پس خالد نے مالک سے کہا اے مالک ہم تجکو ضرور قتل کرینگے مالک نے کہا اے خالد ہم کو قتل نہ کر پس کہا خالد نے ضرور ہے کہ قتل کریں اور قتل کرنیکا حکم کیا تمامی مسلمانوں پر یہ امر نہایت گران ہوا اور مہاجرین نے کہا اے خالد تو اُس شخص کو قتل کرتا ہے جسکو خدا اور رسول کی ضمانت دے چکا ہے پس ضرار بن ازور نے بحکم خالد مالک کو قتل کیا انتہی اور وجہ قتل وہی ہے کہ خالد اولاً حکم خلافت پناہ سے مجبور اور ثانیاً خود ایسا بادہ نخوت وغرور سے مخمور اور نشہ عشق ام متمم زوجہ مالک میں چور تھا کہ وہ کب ان امور کو لحاظ کرتا۔ ازینجاست کہ مالک نے جب ہر طرح دیکھا کہ خالد قتل سے اُسکے باز نہیں آتا باوصفیکہ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب اور ع اصحاب وابو قتادہ انصاری نے اس بارے میں بہت کچھ گفتگو کی اور سب مہاجرین ہمراہیان خالد برہم ہوئی مگر خالد نے ایک کی شنوائی نہ کی تب مالک نے کہا کہ

اگر کچھ نہیں مانتا تو ہمکو ابوبکر کے پاس بھیجدے وہ جو چاہے کرے مگر خالد نے ایک نہ مانا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان میں ہے وکان عبد اللہ بن عمرو ابو قتادۃ الانصاری حاضرین فکلما خالدا فی امرہ فکرہ کلامھما فقال مالک یا خالد ابعثنا الی ابی بکر فیکون ھو الذی یحکم فیھا فقد بعث الیہ غیرنا ممن جرمہ اکبر من جرمنا فقال خالد لا اقالنی اللہ ان اقلتک وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی لیضرب عنقہ والتفت مالک الی زوجۃ ام متمم وقال لخالد ھذہ التی قتلنی وکانت فی غایۃ الجمال یعنی عبد اللہ بن عمرو ابو قتادہ انصاری نے جو حاضرین لشکر سے تھے بہت کچھ خالد سے اس مادہ میں کہا مگر خالد نے ایک نہ سنا تب مالک نے کہا کہ ہمکو ابوبکر کے پاس بھیجدے وہی جو چاہیں حکم کریں کہ جنکا جرم ہم سے بہی زیادہ تھا تونے اُن لوگوں کو ابوبکر کے پاس بھیجدیا ہے خالد نے کہا خدا ہم سے درگذر نہ کرے اگر تجھ سے درگذر کریں۔ بعد اس کے ضرار کو حکم دیا کہ مالک کو قتل کرو تب مالک اپنی زوجہ ام متمم کی طرف متوجہ ہوا اور خالد سے کہا کہ تونے ہمکو فقط اسی غرض سے قتل کیا اور وہ عورت نہایت حسین تھی انتہی۔ پس معلوم ہوا کہ مالک نے بدرجہ مجبوری یہ بھی کہا کہ ہمکو ابوبکر کے پاس بھیجدو مگر خالد نے یہ بھی نہ مانا۔ کیونکر مانتا حالانکہ جانتا تھا کہ حلوک مالک وطرفدار بے نصیب وہ مالک خلیفہ دوم وہاں موجود ہیں وہ اپنے مالک کو کب قتل ہونے دینگے اور ہم اپنی خواہش نفسانی کیونکر پورا کرینگے۔ چنانچہ سابقاً یہ بھی مذکور ہوا کہ جب خالد مدینہ میں آیا تو اُسکو گمان ہوا کہ ابوبکر بھی مثل عمر کے ناراض ہیں ایک روز تنہائی میں جاکر ابوبکر سے ملاقات کرکے راضی کیا جب وہاں سے نکلا تو مسجد میں جاکر عمر سے کہا اے پسر

تنبیہ ۲۰ سبیل الطالبین

اب نہ آؤ تب عمر نے سمجھا کہ خالد نے ابوبکر کو راضی کر لیا۔ اب معلوم نہیں کہ مولوی
صاحب کے نزدیک مالک نے کون دقیقہ اپنی جان بچانیکا اُٹھا رکھا تقیہ بھی
کیا۔ صدقہ بھی دیا۔ خلیفہ کے حضوری خدمت پر بھی راضی ہوا۔ مہین پور خلافت
اور ابو قتادہ انصاری و کل مہاجرین بھی شفیع ہوئے اور ذمہ خدا و رسولؐ ابوبکر
کا بھی خیال دلایا مگر کچھ مفید و سودمند نہ ہوا اور اُن سب امروں پر ایک دلیل
قوی یہ بھی ہے کہ مالک ایسا بے قصور محض تھا کہ خلیفہ ثانی نے باوصف واجب
جاننے اطاعت ابوبکر کے اُنکی مخالفت کی اور اپنے مالک کے لئے اُس طرفدار
مالک نے بہت سے لوگوں کو خون ناحق کے بدلہ لینے کے لئے شفیع گردانا
اور بعد تعہد خلافت مال و سبایا سب واپس کئے اور خالد کو معزول کیا اور
یہ امور اور کسی منکر زکوٰۃ کے بارے میں منقول نہیں ہیں پس معلوم ہوا کہ
مالک یقینی مسلم و مومن دیندار تھا اور قاتل اُسکا گناہگار خاطی و زناکار و
واجب القتل و قابل سنگسار تھا۔ آٹھویں اگرچہ اسی تقریر سے بقیہ تقاریر مولوی
صاحب کا بطلان کالشمس فی اللمعان ہے۔ معذلک یہ کہنا کہ اُسکو لازم تھا
بیعت ابوبکر کرنا بنا بر اقتدا بجناب امیرؑ۔ پس بفرض تسلیم مولوی صاحب اسکو
ثابت کریں کہ بیعت کرنا جناب امیرؑ کا قبل از قتل مالک ہوا اور اُسکو اس کا
علم بھی حاصل ہوا تا اقتدا کرتا اور یہ امر محال ہے کیونکہ خود ناقل ہیں کہ جناب
امیرؑ نے بعد وفات جناب سیدہؑ چھ مہینے کے بعد بیعت ابوبکر کی فثبت الجدار
ثم النقش۔ نویں ہرگاہ امامیہ مالک کے اجتہاد کے قایل ہی نہیں تو اگر اجتہاد
مالک بنا بر اصول امامیہ نہ ثابت ہو تو کیا مضایقہ ہے اصول موضوعہ اہلسنت

کی مطابق تو اُسکا اجتہاد ثابت ہوا پھر اُسکا قتل کیونکر جائز ہوا - دسویں آنچہ بوے رسید از خدا رسید اعادہ قول خالد بن ولید زانی پلید ہے یہ تو عین عقیدہ آپ لوگ کا ہے۔ عثمان کو بھی تو یہی کہئے گا کہ آنچہ بوے رسید از خدا رسید - گیارھویں یہ کہنا مولوی صاحب کا زیادہ بریں نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد - دلیل کمال خرافت ہے کہ اُس میں اُنکے اُستاد بھی مبتلا ہوئے ہیں مگر فرق یہ ہے - کہ شاہجی مالک کو ایک دم کافر و مرتد حقیقی بیان کرتے تھے - جسکے بعد فرمایا سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود بخلاف مولوی صاحب کہ ابتدا سے کفر وارتد حقیقی مالک سے یہ مملوک معلوک انکار شدید کرتے ہیں اور بجز تبدیل وتقصیر بعض حقوق کے اور کسی امر کا اپنی مالک مالک عمر کو مرتکب نہیں جانتے چنانچہ تمامی منتہی الکلام میں ایسے امر پر زور دیا ہے پس اب یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ زیادہ بریں نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد کیسا بیموقع وبیجا ہے اس سے زیادہ کب آپکے نزدیک تھا جواب اپنے خلیفہ دوم کے مالک کے حق میں یہ احسان جتا رہے ہیں ابتدا سے بحث یہی ہے فہذا امما یضحک الثواکل بہر کیف یہ اشتباہ جسکی وجہ سے آپ مالک پر یہ احسان رکھتے ہیں کہ اُسکو کفر سے بچاتے ہیں دیکھنا چاہیئے کہ فقط مالک سے ہی کو ہوا یا اور کسی کو بھی تو اُسپر بھی یہ احسان رکھنا چاہیئے نہ یہ کہ ایک ہی کو مورد احسان و زیر بار امتنان کریں جیسا بعد وفات رسول مالک کو سقوط فرضیت زکوٰۃ کا دھوکا ہوا تھا ویسا ہی آپکی خلیفہ دوم کو بفور وفات سرور کائنات یہ اشتباہ پیدا ہوا کہ حضرت نے رحلت ہی نہیں فرمائی بلکہ مثل حضرت عیسےٰؑ کے آسمان پر عروج کیا اور پھر مطابق سلاک روافض قایل برجعت

اشتباہ صحابہ مثل اشتباہ مالک بن نویرہ

تھی کہ پھر رجوع فرمائینگے کیونکہ بغیر استیصال منافقین رحلت آنحضرت غیر ممکن ہے
بلکہ ان کو اسپر ایسا جوش وخروش تھا کہ تلوار کھینچے بیٹھے تھے کہ اگر کوئی کہیگا کہ رسولؐ
نے دنیا سے انتقال فرمایا تو ہم اُسکو قتل کرینگے ۔ سبحان اللہ مالک کے انکار زکوٰۃ
کی وجہ تو یہ بیان ہوتی ہے کہ اُسکو بصیرت کامل ایمان میں حاصل نہ تھی مگر خلیفہ
دوم کے حق میں کیا ارشاد ہوگا کہ باوصف تلاوت آیہ کریمہ انک میت وانھم
میتون انکار وفات رسولؐ کیا کہ آخر اسمار بنت عمیس کے فہمایش سے سمجھے کر
نہیں فی الواقع رسولؐ نے انتقال کیا ۔ کما فی مدارج النبوۃ جس سے انکار قرآن
بھی لازم آیا ومنکر القرآن کافر ۔ اگر یہاں بھی وہی بے بصیرتی کا عذر کریں جو
درباره مالک پیش کرتے ہیں جیساکہ حسب افادہ علامہ عینی وعسقلانی ان کی
بے بصیرتی ثابت ہے تو ممکن ہے فحالھما واحد ومثل المالک ھذا ایضاً
مرتد اسی طرح ابی بن کعب اور ابن مسعود کے اشتباہ کو درباره قرانیت حمد و
معوذتین ناقل ہیں جسکے وجہ سے اصل تواتر قرآن باطل ہوتا ہے اسی طرح
حضرت ابن عباس کے اشتباہ درباره رویت پروردگار کے ناقل ہیں وغیرھم
من الاصحاب الکبار کما ھو مسطور فی دفاترھم پس بالفرض ایسے اشتباہ
میں یہ کل حضرات مشارک مالک ہوئے ۔ پھر تخصیص مالک کی کیا وجہ اور اُسیکو
بالخصوص مورد حدیث اصحابی قرار دینے کا کیا باعث اس لئے کہ بفرض تسلیم
اُس سے ایک احداث ہوا پس یہ ایک فرد ہوگی افراد احداث وتبدیل وتغییر
وتقصیر حقوق سے جیساکہ خود مولوی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بعض اُس کے
مالک ہیں پائے گئے اور بعض فردین دیگر صحابہ میں پس حال مالک وعمر بن الخطاب

وغیرہ جن سے تبدیل حقوق و تقصیر بعض حقوق ہوئے خواہ بسبب شکوک کے یا بسبب
غلبہ نفس امارہ کے مساوی ہوا پس اصل تبدیل و احداث ہیں یہ سب لوگ مساوی
ہوئے پس حضرت عمر بھی مصداق حدیث اصحابی کیوں نہ ہونگے اور اگر یہ شبہ
ہو کہ چونکہ مالک بن نویرہ ایک صحابی کے ہاتھ سے قتل ہوا تو وہ یقینی مرتد ہوا
بخلاف اوروں کے تو یہ خیال محض خام ہے کیونکہ مجرد قتل کیا جانا اگرچہ بدست
صحابی ہو عقلاً خواہ نقلاً نہ مثبت صحت قتل ہے نہ مستلزم احداث و ارتداد دیکھئے
خود شاہصاحب تحفہ میں فرماتے ہیں اسے طعن مالک میں ”و در حضور جناب پیغمبر
ہمیں خالد بن ولید صدہا را از مسلمانان مفت بہ شبہ ارتداد کشتہ بود و آنحضرت
اصلا متعرض او نشدہ چنانچہ باجماع اہل سیر و تواریخ ثابت است قصہ اش آنکہ
جناب پیغمبرؐ خالد را بر لشکری امیر کردہ فرستادند و او بر قومے تاخت و آنہا اسلام
آوردہ بودند لیکن ہنوز قواعد اسلام را در دست نداشتہ در وقتیکہ مشغول بقتل آنہا
شدند در مقام اظہار اسلام این کلمہ از زبان شان بر آمد کہ صبانا صبانا یعنی بدینے شدیم
مراد آنکہ از دین قدیم خود توبہ کردیم و باسلام در آمدیم خالد بکشتن ہمہ آنہا امر فرمود
عبداللہ بن عمر کہ یکے از متعینان خالد بود و یاران و رفیقان خود را تقید کرد کہ این
مردم را اسیر دارید و نہ کشید چون بحضور جناب پیغمبر رسیدند و این ماجرا اظہار کردند
جناب پیغمبر بر آشفت و بسیار افسوس کرد و گفت اللھم انی ابرء الیک مما صنع
خالد الخ“ حالانکہ نہ ناقض اسکا بھی ظاہر ہے کہ شروع میں فرماتے ہیں۔ اصلا متعرض
نشدہ اور اخیر میں تحریر کرتے ہیں کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا اللھم انی ابرء
الیک۔ اسکو شاہ جی کوئی شے بھی نہیں تصور کرتے معہذلک۔ وہاں آثار و علامات

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۰۵

سے معلوم ہوا کہ فقط اشتباہ سے قتل ہوا اس وجہ سے حضرت نے اُس سے
قصاص نہیں لیا بخلاف قتل مالک کے کہ بالیقین خلیفہ اول کو معلوم ہوا کہ
خالد نے محض براے بدنفسی و شہوت پرستی قتل کیا بہرکیف جب ایسے جاہلوں
کے ہاتھ سے قتل ہونا مثبت ارتداد و تقصیر حقوق نہیں ہوا کہ اُن لوگوں کو شاہ
صاحب نے یقینی مسلمان کہا اور رسول خدا نے سپر تاسف کیا تو قتل مالک کے
بارے میں یہ قتل کیونکر مثبت ارتداد ہوا حالانکہ خود شاہجی بھی قتل مالک کو از قبیل
شبہ قرار دیتے ہیں پس حال ان مقتولین کا و مقتولین عہد رسولؐ بنابر تقریر شاہ صاحب
مساوی ہوا۔ پھر ایک کو مرتد کہنا اور دوسرے کو مسلم کہنا یا اُن کو مورد حدیث اصحابی
کہنا انکو بلاوجہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بنابر اس تقریر کے بھی نفس اشتباہ مالک
دربارۂ زکوٰۃ و اشتباہ دیگر صحابہ مثل عمرو غیرہ مساوی ہوا پس ایک کو مورد حدیث
قرار دینا نہ دوسرے کو یقیناً محض ناانصافی ہے۔ ازینجاست کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار
و صاحب استیعاب نے ایسوں کو بھی اُسی حکم میں داخل کیا ہے کما سیجئی من بعد انشاء اللہ
بارہویں ۱۲ بفرض تسلیم کہ مالک مرتکب کبیرہ ہوا جب کل مرتکب کبیرہ کا واجب القتل ہونا
بدلیل و برہان ثابت کیجئے تب البتہ یہ دعویٰ پیش کرسکتے ہیں و ہو غیر صحیح فالحمد للہ
کہ کل تقاریر مولوی صاحب دربارہ مالک و احداث و ارتداد باطل ہوئے اور اجتہاد
اُسکا بنا بر مسلک سنیہ باوضح برہان ثابت و قائم ہوا فالحمد للہ اجزیلا و اضح
رہے کہ مولوی صاحب نے اس عبارت کو قبل نقل عبارت جناب سید اعلی اللہ مقامہ
درج کتاب کیا تھا مگر فقیر نے بغرض مناسبت اس عبارت کو بعد ذکر فضائل و مناقب
مالک خلیفہ دوم یہاں درج کیا اب مولوی صاحب بغرض برارت خلیفہ دوم الزام

اعتراض بر خلیفہ اول سے فرماتے ہیں محققین اہلسنت کثرہم اللہ فی العالمین
در کتب کلامیہ اثبات نمودہ اند کہ حضرت فاروق بجہت عدم اطلاع بر تفصیل
حقیقت حال چنیں فرمودہ بودند معذلک رجوع او ہم بمرتبہ شیاع و ذیاع رسیدہ
و اغماض از قصاص در آوان فرمانروائی خود نیز دلیل ایں مدعا است کما لایخفی
و از ینجاست کہ باقر مجلسی در عدم قصاص و ضرب حد فاروق را با صدیق شریک
دانستہ چنانچہ عبارت حق الیقین در بیان وجوہ طعن بر ابوبکر صدیق بایں مقصود
ناطق است و ہی ہذہ یکے آنکہ خالد را بعوض مالک قصاص نکرد دیگر آنکہ حد زنا
کہ خالد با زن مالک کرد اقامت ننمود دیگر آنکہ خون سایر مقتولین را باطل کرد و
قصاص و دیت شاں را نگرفت و دریں کارہا عمر با او شریک ہست و در تضییع
قصاص مالک از خالد عمر شریک غالب است انتہی۔ مگر ناظرین با تمکین پر خرافت
اس کلام کی ظاہر ہے۔ کیونکہ ہرگز عمر نے اپنی رائے سے رجوع نہ کیا۔ ہاں زمانہ
خلیفہ اول میں بمجبوری ساکت رہے اور بعد خلافت اول کام یہی کیا کہ خالد کو منصب
امیر الامرائی سے معزول کیا اور مال و سبایا اُن مانعین زکوٰۃ کو واپس کر دیا جیسا
ملل و نحل سے سابقاً مذکور ہوا اور کیونکر رجوع کرتے خلیفہ دوم کہ خود خلیفہ اول نے
بھی اس قتل کے ناحق ہونے کا اقرار کیا جیسا کہ جملہ تاول فاخطا سے ظاہر ہے
اور اس سے بڑھ کر دلیل ساطع یہ ہے کہ خلیفہ اول نے بتصریح شاہ صاحب
مالک کی دیت بیت المال سے دلوائی۔ پس اگر قتل مالک حق پر ہوا ہوتا تو یہ دیت
کیونکر دیجاتی۔ باقی رہا یہ کہ عمر نے خالد کو قتل کیوں نہ کیا پس جواب اسکا ذمہ مولوی
صاحب ہے نہ ذمہ اہلحق۔ کیونکہ اہلحق تو ہمیشہ خلیفہ ثانی کو بھی الزام دیتے رہے کہ

اگر رجوع طرف رائے ابوبکر کے کیا تھا تو رد اموال و اساری و اطلاق محبوسین
کیوں عمل میں لائے اور اگر اپنی رائے سابق پر تھے تو باوجود قدرت و اختیار
تام اپنے عہد میں قصاص اپنے مالک کا کیوں نہ لیا اور خالد خلد فی النار کو کیون
قتل نہ کیا اسکی کچھ توجیہ مولوی صاحب کو لازم تھی اور بغیر کسی وجہ وجیہ کے فقط
عذر رجوع سے خلیفہ صاحب کے جان نہیں بچتی بالجملہ بحد شیاع و ذیاع پہنچنا
رجوع کا فقط مولوی صاحب کے زبان خرافت بیان سے ہے ورنہ کتب معتبرہ
مثل ملل و نحل و صواعق وغیرہ سے روبایا بحد ذیاع و شیاع پہنچا ہے کہ وہ دلیل
عدم الرجوع ہے اور قتل خالد کچھ انتظام ملکی و مالی میں خلل انداز ہوگا اس لئے
عمل میں نہ آیا اور یہ بات بھی خیال میں آتی ہے کہ حضرت خلیفۂ اول کا دیت مالک
دلوانا اور تاول فاخطا فرمانا یہ سب محض بخاطر خلیفۂ ثانی تھا اس لئے کہ مالک اُن کے
بڑے پیارے دوست تھے ورنہ مسلم مقتول بالخطاب کے اموال کو تقسیم مسلمانان
کرنا اور سبایا کو مثل سبایائے کفار کے بغلامی و کنیزی بانٹنا کس اجتہاد اور کس
شریعت میں جائز ہو سکتا ہے۔ اُسی طرح سے خلیفہ ثانی نے بھی اپنے عہد خلافت
میں بلحاظ عدل عمر و لو تقدیرا اُسارا اور اموال کو حدود و تشر تک سے رد کرایا مگر بخاطر
خلیفہ اول کہ اونہیں کی عنایت سے خلافت ہاتھ لگی تھی بمقتضائے هل جزاء الاحسان
الا الاحسان قتل خالد سے درگذر کیا کہ جانتے تھے کہ خالد اُنکا بڑا پیارا دوست
تھا اور ہو سکتا ہے کہ کہا جاوے چونکہ زور خالد کا خلیفہ صاحب پر بچپنے سے ثابت
تھا اور رعابت اُسکے اُنکے دل پر چھائے ہوئے تھے اس وجہ سے جرأت اسکی
نہ ہوئی ہوگی کہ قتل کریں کیونکہ خالد نے خلیفہ کی ایک ٹانگ سن طفولیت میں توڑ دی

تھی چنانچہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون حلبی میں ہے قیل واصل العداوۃ
بین خالد وبین سیدنا عمر علی ما حکاہ الشعبی انہما وھما غلامان تصارعا و
کان خالد اقوی فکسر خالد ساق عمر فعولجت وجبرت ولما ولی سیدنا عمر
علی الخلافۃ اول شیٔ بدء بہ عزل خالد لما تقدم وقال لایلی لی عملا ابدا انتہی۔
یعنی باعث اصلی عداوت کا درمیان خالد اور عمر کے یہ تھا کہ بنا بر حکایت شعبی یہ دونو
بزرگ بچپنے میں کشتی لڑتے تھے خالد عمر سے زیادہ مضبوط تھا پٹک دیا اور عمر کی ٹانگ
ٹوٹ گئی۔ مرہم پٹی سے پیر اچھا ہوا۔ جب خلافت ملی تو سب کاموں سے پہلے یہی
کام کیا کہ خالد کو موقوف کیا پس وہی خوف باعث ہوا ہوگا کہ جرات قتل پر نہ کر سکے
اور موید اسکے ہے وہ روایت کہ جب حسب الحکم خلیفہ ابو عبیدہ نے بلال کو حکم دیا
کہ خالد کو عمامہ سے اُسکے سر کے باندھو تو خالد نے بلال کو گالی دی۔ آخر یہ خبر بھی بارگاہ اصل دشمنی کی وجہ
خلافت میں پہنچی تھی پس خلیفہ کو قتل خالد کے جرأت نہوئی ہوگی کما فی مرآۃ الزمان
اور نیز زمانہ ابوبکر میں بھی تو بدرجۂ ثالثہ یہی استدعا کی تھی کہ اگر نہ قتل کرتے ہو نہ رجم کرتے
ہو تو معزول ہی کر و مگر ابوبکر نے نہ مانا پس وہی آخر ہی سزا جاری کی کہ اُسکو موقوف
کیا اور عمامہ سے محبوس بھی کردیا مگر سب دور ہی دور سے نہ روبرو حضور سے تا قی
رہا یہ امر کہ یہ معزولی کس سبب سے تھی آیا اس وجہ سے کہ خالد جناب خلافتماب
کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھتے تھے اور بنام نامی گرامی نجیبۃ الطرفین خلیفہ کو یاد کرتے
تھے جیسا کہ مرآۃ الزمان میں ہے کہ خالد عمر کو اعسر ابن حنتمہ کہتے تھے یا بوجہ عداوت
قدیمہ جیسا کہ کتاب مذکور میں ہے کہ جب عمر نے مال خالد کو تقسیم کرا دیا حتیٰ النعل۔ تو
لوگوں نے کہا ھذہ واللہ عداوۃ پس مورخین کے نزدیک قول راجح و ارجح

یہی ہے کہ بوجہ قتل مالک بن نویرہ خلیفہ دوم نے خالد کو معزول کیا چنانچہ مرآۃ الزمان
میں ہے وکان اکبر ذنوب خالد عندہ قتل مالک وکان یحث ابابکر علی عزلہ
ویحرص علی قتلہ بسبب قتلہ لمالک وکان ابوبکر یتوقف فلما مات ابوبکر وولی
عمر وقال واللہ لا یلی لی خالدا ابداً انتہی ملخصاً یعنی سب سے بڑا گناہ خالد کا
عمر کے نزدیک قتل مالک تھا کہ ابوبکر کو بھی عزل خالد پر آمادہ کرتے تھے مگر وہ متوقف
رہے بعد وفات ابوبکر جب خود عمر خلیفہ ہوئے تو کہا واللہ کبھی خالد ہمارے کسی کام
کا متولی نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی جیسا شروع میں اس قتل کو ناحق
جانتے تھے ویسا ہی بعد حصول خلافت بھی بلکہ تادم مرگ تمنا کرتے تھے کاش
رسولؐ سے پوچھے ہوتے اور مال کا واپس کرنا قیدیوں کا آزاد کرنا خالد کا معزول
کرنا یہ سب برہان ساطع و دلیل قاطع ہے اس امر پر کہ وہ اپنی رائے پر باقی تھے
اور بحمداللہ کہ یہ دعویٰ خود مولوی صاحب کے بیان سے بھی باطل ہے کیونکہ مولوی
صاحب سابقاً صحیح بخاری سے ناقل ہیں کہ جب ابوبکر نے چاہا مانعین زکوٰۃ سے
جنگ کرنے کو تو اسیوقت عمر نے مناظرہ کیا اور آخر میں عمر نے بھی قول ابوبکر کی
متابعت کی۔ پس اگر پہلے ہی مناظرہ ہو چکا تھا اور بحث طے ہو چکی تھی تو
پھر مخالفت کیسی کہ بعد قتل اپنے مالک کے یہ شور و شغب مچایا اور ہمیشہ خلیفہ
سے اصرار کرتے رہے کہ خالد کو قتل کرو یا رجم کرو یا عزل کرو اور بعد خلافت
وہی کیا تو اب بخوبی معلوم ہوا کہ پہلا مناظرہ دربارہ عموم مانعین زکوٰۃ تھا کہ پہلے
ابوبکر کے موافق ہو گی۔ یہ دوسری مخالفت ہے بعد قتل اپنے مالک کے جو مدت العمر
بنی رہی باوصف سزا کے خالد چونکہ سزائے کافی اور قصاص شافی نہیں لیا دل

میں خلش رہا کرتے تھے۔ باقی طعن جناب علامہ مجلسی وہ اپنے حال پر ہے اُسکا
دفعیہ بیشک نہیں ہوا اور نہ قبول اُن مطاعن سے رجوع خلیفہ دوم کا ثابت
ہوسکتا ہے جو اس افتخار سے مولوی صاحب اُسکو نقل کرتے ہیں کیونکہ یہ قول
خلیفہ دوم کہ خالد کو معزول و محبوس کیا اگرچہ مفید ثبات رائے خلیفہ دوم ہے
دربارہ جرم خالد بقتل مالک مگر مفید گلوے خلاصی خلیفہ دوم نہیں ہے کہ انہوں
نے حدِ خدا کو معطل کیا اور خالد کو قتل و رجم نہ کیا خواہ بوجہ خوف از خالد ہو یا بغرض
رعایت حقوق خلیفہ اوّل کہ خالد اُن کے بڑے چہیتے اور پیارے تھے چنانچہ
ایسی ہی رعایت خلیفہ سوم نے دربارہ عبد اللہ بن عمر قاتل ہرمزان کے جو بتصریح
شاہ ولی اللہ اول وہن و علامت ضعف خلافت خلیفہ سوم تھا کما فی ازالۃ الخفا ص ازالۃ الخفا
فلیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام بعد ازیں چونکہ صاحب وجیزہ
نے مقدمہ تحفۃ النوادر ملا حسین کاشفی سے یہ عبارت نقل کی ہے ورائے
عمر بن الخطاب براں قرار گرفت کہ اسارا و اموال آں طایفہ را کہ زکوٰۃ نمیدادند
باز دہند و گروہے کہ اوقات خلافت صدیق محبوس بودند رہا فرماید جس سے بقا
خلیفہ دوم کا اپنی مخالفت سابقہ پر ظاہر ہوتا ہے اور بطلان قول مولوی صاحب
لازم آتا ہے کہ قائل برجوع خلیفہ ہیں۔ لہٰذا اس عبارت تحفۃ النوادر پر بھی مولوی
صاحب معترض ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں جاہتے بذکر روایت ملا حسین کہ حالش منکشف ص ۱۰۱ منتہی الکلام
مے شود باقی نماندہ بروایت معتبرہ اہلسنت ثابت فرمایند کہ فاروق اعظم برنکیر خود
اصرار داشتہ پس چرا اینہمہ کلفت بجمع امثال ایں روایات مے باید کشید مگر در
ذہن حضرت قسن ملا حسین راسخ و ثابت گشتہ کہ بر دامنش دست انداختہ

بالزام سفیان پر دوختہ الخ مگر الحمد للہ کہ فقیر نے پہلے ہی مطابق دہنِ سگ بلقمہ
دوختہ بہ کتاب ملل و نحل علامہ شہرستانی سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ خلیفہ
دوم اپنی اسی رائے پر بعد حصول خلافت بھی باقی رہے وھذہ عبارۃ الخلاف
فی قتال مانعی الزکوٰۃ فقال قوم لا نقاتلھم قتال الکفرۃ وقال قوم بل نقاتلھم
حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا رسول اللہ لقاتلتھم علیہ و
مضی بنفسہ الی قتالھم ووافقہ الصحابۃ باسرھم وقد ادی اجتھاد
عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال الیھم واطلاق المحبوسین
منھم وقریب منہ ما فی الصواعق اور درِ منثور سیوطی سے بھی تا دم مرگ
اس عزم پر باقی رہنا ظاہر ہوا۔ اور یہ کتابیں ایسی نہیں کہ محتاج ذکر توصیف و
تعریف ہوں۔ ہاں اگر امثال شہرستانی وغیرہ کو بھی مولوی صاحب رافضی قرار
دیں تو یہ امر دیگر ہے حالانکہ ملا حسین کاشفی بھی ایسے نہیں ہیں کہ مولوی صاحب
اُنکو رافضی یا شیعہ کہیں کیونکہ صاحب صواعق محرقہ ابن حجر مکی جن کے محدثیت
اور تعصب مشہور ہے اور شاہ عبد الحق اُنکو افضل علمائے مکہ در زمان خود
بیان کرتے ہیں صواعق محرقہ میں اُن کے کلام سے استدلال کرتے ہیں بلکہ ان
الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہیں ومؤید اینقول ہست آنچہ افضل المتاخرین مولنا
حسین کاشفی در تفسیر خود درین آیہ نقل کردہ اند الخ پس جسکو ابن حجر مکی افضل
المتاخرین کہیں اُسکے بارے میں قدح کرنا بجز مولوی صاحب کس سے ممکن ہے
بعد اُس کے مولوی صاحب رفع خلجان عوام کے لئے جو حرکات شنیعہ خالد بن ولید
سے پیدا ہوتے ہیں فرماتے ہیں۔ عوام را خلجان مے شود خالد بن ولید ہم از زمرۂ

صفحہ ۱۳۱ ملل و نحل مطبوعہ لندن

۳۲۴

صفحہ ۱۳۱

طیبہ اصحاب کرام است اورا باین لفظ شنیع وکلام فظیع یاد کردن چہ معنی داشتہ باشد وازالۂ این وہم بدین نہج است کہ صحابۂ کبار رضا اگرچہ خلفاے راشدین باشند از حقیقت بشری منزہ نباید فہمید الخ پس بیشک یہ جملہ نہایت صحیح ہے۔ ہم لوگ بھی ایساہی کہتے ہیں کہ ایساہی سمجھنا چاہیئے نہ یہ کہ سب کو عادل وقطعی المغفرہ یقینی جنتی۔ پس ہرگاہ بنابر تقریر آپکے وہ لوگ حقیقت بشری سے منزہ نہیں ہیں تو پھر انکو کیا عذر ہے جو آپ انکی غلبہ ہوا وحرص وبغض وعناد کو نہیں قبول کرتے جو حقیقت بشری میں داخل ہے۔ حالانکہ رسول مقبول نے بنص صریح فرمایا کہ تم لوگ تحاسد وتباغض کروگے۔ چنانچہ ویساہی اُنھوں نے کیا کہ حقوق اہلبیت طاہرین کو بجبر وقہر وغضب وعدوان غصب کیا اور انکو محروم کرکے خود خلیفہ بن بیٹھے جس پر سیکڑوں نصوص صریحہ موجود ہیں سبحان اللہ خالد بن ولید کے اصلاح کے لئے حقیقت بشری کا پردہ ڈالا جاتا ہے اور جب خلفا کے بارے میں وہی حقیقت بشری دکھائی جاتی ہے تو محالات واستبعادات پیش کئے جاتے ہیں یہ کونسا انصاف ہے اگر اُن کے بارے میں بھی یہی حقیقت بشری قبول کیجائے کہ بسبب حقیقت بشری وغلبہ حرص وہوا کے اُن سے یہ سب امور سرزد ہوئے اور حقداروں کی حق تلفی کی گئی تو سارا قصہ نزاع سنی وشیعہ کا فیصلہ ہوجاتا ہے باقی رہا یہ جملہ مولوی صاحب کا کہ خالد بن ولید از زمرۂ طیبہ اصحاب کرام ست اورا باین لفظ شنیع وکلام فظیع یاد کردن چہ معنی یاد داشتہ باشد پس دلیل کمال خرافت ہے کیونکہ جو عبارت صاحب وجیزہ نے صاحب مقصد اقصیٰ سے

نقل کیا اُس میں نہ کوئی لفظ قبیح ہے نہ کوئی کلام شنیع چنانچہ وہ عبارت
بنقل خود مولوی صاحب یہ ہے۔ و صاحب مقصد روایت کردہ چوں تفاصیل صہ ٦٦
ایں قصہ بمدینہ رسید عمر گفت ظلم کرد و دشمن خدا کہ زدے را از مسلمانان بکشت
و زن او را گرفت۔ اس میں تو کوئی ایسا جملہ نہیں ہے جو کلام شنیع ہو اگر دشمن
خدا کی طرف اشارہ ہے پس یہ تو سخن نکتہ خلیفہ صاحب تھا سیکڑوں صحابہ کو
بلفظ عدو اللہ یاد کرتے تھے بلکہ خود انہیں خالد کے بارے میں شاہ صاحب
ناقل ہیں کہ جناب رسالتمآبؐ جب ان کے کشت و خون مسلمانان پر واقف
ہوئے تو حضرت نے فرمایا اللّٰھم انی ابرء الیک مما صنع خالد یعنی حضرت نے
خالد سے تبرّا فرمایا اور اس تبرّا کو شاہ صاحب نے ایسا سہل سمجھا کہ فرمایا واں
حضرت اصلا متعرض او نشد۔ پس ہرگاہ رسولؐ کے تبرّا کرنے سے عوام کو
در بارہ صحابہ کچھ خلجان نہیں ہوتا تو خلیفہ دوم کے یا عدو اللہ کہنے سے
کیونکر خلجان پیدا ہوگا۔ طرہ اس پر تو یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے خالد کو زانی
بھی فرمایا ہے۔ عدو اللہ بھی کہا۔ جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا بعد اس کے جو مولوی
صاحب بحوالہ اپنے رشید المتکلمین کے چند واقعہ در بارہ مناظرہ و منازعہ
خلفا و صحابہ تحریر کرتے ہیں پس اگرچہ وہ واقعات از قبیل سرو و بستان باد
دا بیدن ہے کہ مضرت اس کے مولوی صاحب کے لئے زیادہ ہے بہ نسبت
نفع کے اور بہت سے امور اس میں خلاف واقع درج ہیں کیونکہ ان کے
خیانت نقل میں کچھ شیطان سے بھی زیادہ مشہور و معروف ہے معہذلک
وہ خارج از بحث ہیں تحقیق مسائل میں بغرض تسلیم مناظرہ کرنا ادام

ہے اور قذف کرنا یعنی تہمت لگانا کسی کو کہ اس نے زنا کیا اس کو رجم کرو اس نے مسلمان کا خون کیا اس کو قتل کرو یہ امر دیگر ہے مناظرہ سے اسکو کوئی واسطہ نہیں ہے فان بینھما بون المغاہب والمشاہف وقیاس احدھما علی الاخر قیاس مع الفارق قال المجیب اگر کوئی کہے کہ لفظ اصحابی کا فرمایا اقول اولاً اگرچہ بیان سابق سے بطلان اس تقریر کا ظاہر ہو اگر اجمالاً یہ کہنا ضرور ہے کہ کل کلام رسول علی المعنی اللغوی محمول ہوتے ہیں یا محمول علی المعنی الاصطلاحی اگر محمول علی اللغوی ہے تو مور و مدح دونوں میں معنی لغوی مراد لینا چاہیئے اور اگر معنی اصطلاحی ہے تو ہر مقام میں وہی معنی مراد لینا چاہیئے نہ یہ کہ تفریق کرنا کہیں معنی اصطلاحی اور کہیں معنی لغوی مراد لینا۔ سبحان اللہ یہ مشہور ہے کہ ایلچی را چہ زوال خدمت رسول میں ایلچی گری کا کیا یہی نتیجہ ہے کہ وہ بیچارے جہنمی قرار دئے جائیں اور ساتھ ہی حضرت کے جو سیکڑوں ظلم ہزاروں بدعتیں قائم کریں وہ مورد تحسین و آفرین ہوں اور انکا سارا مواخذہ ایلچیوں کی گردنوں پر ڈالا جائے یہ کون سا انصاف ہے اور کونسی حق شناسی ثانیاً لفظ اصحاب بالاتفاق منقول شرعی ہے اور منقول شرعی کو مولوی حیدر علی کہتے ہیں۔ وچوں منقول شرعی نہ آنست کہ جماعت معنی مناسب لغوی قرار دہند بلکہ البتہ ماخذش از کتاب وسنت واجب است الخ پس اب مالک وغیرہ کے اصحاب ہونے یا نہ ہونے کو کسی معنی سے ہو کتاب و سنت سے ثابت کرنا چاہیئے ددونہ خراط القتاد ثالثاً علامہ ابن تیمیہ منہاج السنہ میں کہتے ہیں ان الصحبۃ اسم جنس لیس لھا حد فی الشرع

ولا فی اللغتہ والعرف فیہا مختلف والنبیؐ لم یقید الصحبتہ بقید ولا قدرھا بقدر بل علق الحکم بمطلقہا ولا مطلق لہا الا الرویتہ الخ یعنی صحبت اسم جنس ہے کہ اُسکی کوئی حد شرع بالغتہ میں مقرر نہیں ہے اور عرف اس بارے میں مختلف ہے اور رسولؐ نے صحبت کی کوئی حد یا مقدار نہین مقرر فرمایا بلکہ اُس کو مطلق چھوڑا ہے کہ وہ فقط دیکھنا ہے نبی کا الخ۔ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ نفس صحابیت میں خلفا و دیگر منافقین و مومنین مساوی ہیں پس اس تفریق کا کوئی نتیجہ نہ ہوا خواہ بذریعہ ایلچی گری مشاہدہ جمال باکمال سے مشرف ہو یا ہمہ وقت کی صحبت رہی سب اصحاب علے الاطلاق ہیں بلا فرق لغویت و اصطلاحیت **رابعًا** لفظ ساتھی بھی مبہم ہے۔ ساتھی دینی یا دنیوی اگر ساتھی دینی مراد ہے تو کل مسلمان صحابی ہیں اور اگر ساتھی دنیوی مراد ہے تو کل کفار و مشرکین جو اُس زمانہ میں تھے صحابی ہوتے ہیں۔ بالجملہ حال حضرات اہل سنت اس بارے میں بھی کچھ ایسا بوقلمون ہے کہ بجز حیرت کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ کبھی تو دائرہ صحابیت کو ایسا تنگ کرتے ہیں کہ سوائے قدماء صحابہ مہاجرین اولین و خلفائے ثلثہ کوئی اُس دائرہ میں قدم نہیں رکھ سکتا حتی کہ جناب امیرؑ علیہ السلام بھی اطلاق لفظ اصحاب سے خارج ہوتے ہیں جیسا کہ کلام صاحب رجوم الشیاطین سے ظاہر ہوتا ہے **اور** کبھی اس حلقہ کو ایسا وسیع و فراخ کرتے ہیں کہ ثلثہ سے متجاوز ہو کر کل منافقین و مرتدین و کافرین کو اس عہد کرامت عہد کے جنہوں نے شاید پوری طور سے جمال مبارک کو بھی نہ دیکھا ہو سمیٹ لیتے ہیں جیسا کہ ابھی کلام مجیب اور ابن تیمیہ وغیرہ سے ظاہر ہوا۔ اور کبھی اس سلسلہ

صحابیت کو ایسا پھیلاتے ہیں کہ بالخصوص ہر فاسق و فاجر ضال و مضل اصحاب
اہوا و بدعت و کبائر الیٰ یوم القیامۃ جنہوں نے خواب میں بھی صورت مبارک
نبوی کبھی نہ دیکھی ہو نہ کسی صحابی و تابعی سے مشرف ہوا ہو فقط اسی فسق و فجور
ظلم و بدعت کی بدولت زمرۂ طیبۂ صحابہ میں داخل ہوتے ہیں چنانچہ صاحب
فتح الباری جنکا کلام منتہی الکلام میں مذکور ہے فرماتے ہیں قال ابن التین یحتمل ص ۷۲۰
ان یکونوا منافقین او مرتکبین الکبائر قال الداودی لا یمتنع دخول
اصحاب الکبائر والبدع فی ذلک الی ان قال واما دخول اصحاب البدع
فی ذلک فاستبعد تعبیرہ فی الخبر بقولہ اصحابی واصحاب البدع انما حدثوا
بعدہ واجیب بحمل الصحبۃ علی المعنی الاعم الخ یعنی کہا ابن تین نے کہ ممکن
ہے کہ مراد اصحابی سے منافقین اور مرتکبین کبایر ہوں اور کہا داودی نے
ممکن ہے دخول اصحاب کبایر و بدعت کا افراد صحابی میں لیکن داخل ہونا اصحاب
بدعت کا اس میں پس خلاف تعبیر یہ لفظ اصحابی ہے کیونکہ حضرت نے اُن لوگوں
کو اصحابی فرمایا حالانکہ اصحاب بدعت بعد آنحضرت پیدا ہوئی مگر جواب یہ دیا ص ۷۷
گیا ہے کہ صحبت معنی عام پر محمول ہوگا الخ اور خود مولوی حیدر علی بھی یہ معنی
بیان کرتے ہیں اما حمل حدیث بر فساق کفار جمیعًا پس اگرچہ از اشکال
رہائی و نجات میشود ولیکن بعضے از الفاظ مساعدت نمیکند الخ بالجملہ بنا بر قاعدۂ
الجنس یمیل الی الجنس یا الکفر ملۃ واحدۃ یہ نوازش و مہربانی حضرات
اہلسنت قابل غور ہے کہ اصحاب اہوا و بدعت و فسق و ضلالت کی محبت و
طرفداری نے انکو ایسا آمادہ کیا کہ معنی صحابیت کو عام کرکے اُن لوگوں کو نجات

فاخرہ صحابیت مشرف کیا اور مومنین کاملین کو جو شب و روز صحبت نبوی
میں حاضر رہتے تھے اُنکو بھی دربار صحابیت سے خارج کروادیا اس تحقیق کے
ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں ولہذا مذہب منصور
ہمین ہست کہ غیر از صحابہ ہرچند مطیع و متقی باشد بدرجہ ایشان نمے رسد این
نکتہ را بالمیت آں در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس ہست انتہی۔ جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ اصحاب اہوا و بدعت کے مقابلہ میں کوئی نہیں پہنچ سکتا اگرچہ کیسا
ہی مطیع و متقی ہو **قال** اور چند اشخاص منافقین الخ **اقول** صحت میں اس
جملہ کے کوئی کلام نہیں ہے مگر مجیب کے لئے اس کی مضرت عام معلوم ہر خاص
و عام ہے کیونکہ ثلثہ بھی تو انہیں منافقین کے فرد کامل ہیں کہ خود خلیفہ دوم
نے بحلف شرعی روبرو حضرت حذیفہ عالم اسماء منافقین کے اقرار کیا باللہ
انا من المنافقین یعنی قسم بخدا میں منافقوں سے ہوں اور حضرت حذیفہ ساکت
رہے والسکوت کالاقرار جیسا کہ مابعد با وضع عنوان مذکور ہوگا انشاءاللہ باقی
رہا شیخین کا اسلام لانا بطمع دنیا و حصول خلافت اور خبر دینا کاہنوں کا پس
خود ازالۃ الخفا وغیرہ سے ظاہر ہے۔ چنانچہ عنقریب توضیح و تصریح اس کی
وجوہ تطبیق حدیث اصحابی میں بر خلفائے ثلثہ مع نفاق و احداث ان[1]
لوگوں کی مذکور ہونگی فانتظروا و انا معکم من المنتظرین اور ہرگاہ
اس تحریر سے جفاۃ اعراب و اصحاب اہوا و بدعت وغیرہ کا مورد حدیث
اصحابی ہونا باطل ہوا اور برائت مالک عمر کی ارتداد سے اور مصداق حدیث

[1] جلد رابع میں اس کتاب ذوالفقار حیدری کی بخوبی مذکور ہی جو عنقریب مطبوع ہوکر بصیرت افزائے مومنین ہوگی۔

حوض ہونے سے اور اسلام و اجتہاد اُس کا بنا بر اصول موضوعہ سنیہ بخوبی
ظاہر ہوا۔ تو خلفاء ثلثہ و دیگر کبار صحابہ مقبولین سنیہ کا مورد حدیث اصحابی
ہونا بھی ظاہر ہوا الانحصار الامر بین ہذین الفریقین معذلک اب
اور علماء کے نصوص صریحہ محہ تردید احتمالات قبیحہ یہاں مذکور ہوتے ہیں
تاکہ معلوم ہو جائے وہی لوگ مصداق اس حدیث کے ہیں لاغیر وقد
یجئ مزید التحقیق فیما بعد ذلک انشاء اللہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور محمد
طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار کہتے ہیں جیسا کہ منتہی الکلام میں مذکور ہے و
فی حدیث الحوض فقال انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم اے
متخلفین عن بعض الواجبات ولم یرد ردۃ الکفر لھذا قیدہ باعقابہم
لانہ لم یرتد احد من اصحابہ بعدہ وانما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
یعنی حدیث حوض میں فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ رہے وہ لوگ پھرنیوالے اپنے
پاشنہ پا کی طرف یعنی تخلف کرنیوالے بعض واجبات سے اور نہیں مراد ہے
ردّہ سے ردّہ کفر چنانچہ اسی وجہ سے باعقابہم کی قید لگایا کیونکہ کوئی شخص
حضرت کے اصحاب سے مرتد نہ ہوا۔ جز این نیست کہ بعض قوم جفاۃ اعراب
کے مرتد ہوگئے پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ صاحب نہایہ و مجمع نے یہاں
دو دعوے کئے ہیں اور دو دلیل ذکر کیا۔ پہلا دعویٰ یہ ہے کہ مرتدین علے
اعقابہم سے متخلفین عن بعض الواجبات مراد ہیں نہ مرتدین حقیقی وغیرہ
اور دلیل اسکی علیٰ اعقابہم کی قید لگانا ہے کیونکہ اگر مطلق مرتدین مقصود
ہوتے تو قید علی اعقابہم لغو زاید ہوتی۔ پس اس دعوی و دلیل سے جملہ

جملہ مرتدین وکافرین خارج ہوئے اور متخلفین عن بعض الواجبات داخل بحث ہے
دوسرا دعوی یہ ہے کہ ردہ سے مراد ردہ کفر نہیں ہے دلیل یہ ہے کہ
بمعنی کفر کوئی صحابی مرتد نہ ہوا اور اگر اس معنی سے مرتد ہوئے تو بعض جفاۃ
اعراب نہ اصحاب پس ان دونو دعوی اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ
مورد اس حدیث کے بعض اصحاب خاص ہیں جو متخلف عن بعض الواجبات
ہوئے کیونکہ اگر مرتدین مراد ہوں تو لفظ علی اعقابہم لغو ہوتا ہے وہو محال
فی کلام الحکیم اور ردہ سے اگر ردہ کفر مراد لیں تو اس صورت میں کوئی مصداق
اسکا نہیں ٹھیرتا اس لئے کہ اصحاب سے کوئی مرتد نہ ہوا اگر مرتد ہوئے
تو وہ جفاۃ اعراب تھے نہ اصحاب۔ پس معلوم ہوا کہ صاحب نہایہ ومجمع البحار
نے بعض اصحاب خاص کو جنسے تخلف عن بعض الواجبات ہوا مورد اس
حدیث کا قرار دیا ہے نہ جفاۃ اعراب کو جو مرتد ہوئے جیسا کہ مولوی حیدر علی
اور کرمانی کا مدعا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ مولوی صاحب نے ان عبارت
کے معنی بھی بدلے ہیں اور نئی طرح کے تاویل کی ہے جس کے دیکھنے سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعی از قبیل المعنی فی بطن الشاعر وتاویل القول
بمالا یرضی بہ قائلہ ہے اگرچہ قبل اس کے ایک مقام پر اسی مضمون کو بیان
فرما چکے ہیں مگر بوصف تطویل لاطائل وہ تحریر مولوی صاحب کے نزدیک
مجمل تھی لہذا اس سے تعرض نہ کیا اور جسکو مفصل قرار دیتے ہیں اس پر
نظر ڈالی جاتی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔ درا جزاے سابق جواب ابن ابی دہقان گذشتہ
کہ ہرگز عبارت صاحب نہایہ نص دریں باب نیست لیکن چون مؤلف

باز دعوی نص نمود و تفصیل برائے عام مفید تر است از تکرار و طول کلام ہرگز
نہ اندیشیدہ اول بذکر عبارت مے پردازم بعد ازاں ادائے نص مزعومی را
باطل مے سازم اور بعد نقل عبارت نہایہ مذکورہ فرماتے ہیں حالیا باید دانست
کہ دریں عبارت چند احتمال است نخستین آنکہ لام اول متعلق بقریب یعنی صیغہ
مضارع مصدر بلم باشد و لام ثانی بتفسیرے کہ متضمن بریں دعویست کہ متخلفین
و مقصرین از بعض واجبات شرعی مرادند و ارتداد در مقام سلب آن از اصحاب
و ایجاب آن برائے اعراب برہماں تخلف و تقصیر کہ موضوع ایں کلام
و حدیثہ است محمول و مراد از صحابہ بدلیل تقابل جفاۃ اعراب و خواص
و ملازمین جناب سید النبیین پس مآلش بعبارت فارسی بدان میکشد کہ مقصود
از ارتداد کفر نیست والا قید علی اعقابہم لغو خواہد شد و متخلفین و مقصرین
ازاں جہت مراد اند کہ در ملازمین و خواص اصحاب کسے تخلف و تقصیر از واجبات
بعد سرور کائنات نکردہ و اینمعنی در قومے از جفاۃ اعراب کہ بصیرتے نداشتند
و از زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ پس ثابت شد کہ مورد حدیث جفاۃ
اعراب اند نہ اصحاب ملازمین جناب رسالتمآب انتہی **اقول** ولا یخفی خرافتہ
کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ دونو لام لم یر درۃ الکفر سے متعلق ہے
اول اصل صیغہ فعل مضارع سے اور دوسرا تفسیر سے جو متضمن دعوی ارادہ
متخلفین و مقصرین عن بعض الواجبات ہے لیکن فرق اگر ہے تو لفظ ارتداد
میں ہے کہ جس امر کا صاحب مجمع اثبات چاہتے ہیں مولویصاحب اسکی نفی
کرتے ہیں وکذلک بالعکس کیونکہ صاحب نہایہ ردہ کفری کی نفی کرتے ہیں اصحاب

سے اور اثبات کرتے ہیں جفاۃ اعراب کے لئے اور ردہ بمعنی تخلف عن الواجبات کو ثابت کرتے ہیں اصحاب کے لئے نہ جفاۃ اعراب کے لئے چنانچہ صاف مطلب یہی ہے کہ ردہ سے ردہ کفری نہیں مراد ہے کیونکہ اس معنی سے کوئی صحابی مرتد نہ ہوا اور اگر مرتد ہوئے اس معنی سے تو جفاۃ اعراب جنکو کوئی اصحاب نہیں کہتا پس ضرور ہوا کہ ردہ سے تخلف عن بعض الواجبات مراد ہو جس میں بعض صحابہ مبتلا ہوئے اور مولوی صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ مرتدین سے متخلفین و مقصرین اس وجہ سے مراد ہیں کہ صحابی سے تخلف عن الواجبات نہیں ہوا بلکہ اُس میں جفاۃ اعراب مبتلا ہوئے و بینہما بون بعید سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کا نام ہے۔ صاحب مجمع کو تاویل کی وجہ تو یہی ہے کہ حضرت اپنے صحابہ کے بعض افراد کو مرتد فرماتے ہیں حالانکہ اصحاب سے کوئی مرتد نہیں معلوم ہوتا اسوجہ سے ضرور ہوا کہ ارتداد کے معنی بدلیں اور تخلف عن الواجبات مراد لیں کہ یہ البتہ صحابہ سے سرزد ہوا۔ چنانچہ خود مولوی صاحب نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ بعض صحابہ مصدر احداث ہوئے اور مبتلا بتنافس ہوئے بخلاف تاویل علیل مولوی صاحب کہ اس صورت میں مرتدین کے معنی بدلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور کوئی حاجت تخلف عن الواجبات مراد لینے کی نہیں ہوئی کیونکہ جفاۃ اعراب سے دونو قسم کی ارتداد سرزد ہوئی یعنی ارتداد کفری اور ارتداد خلقی پس اگر مقصود صاحب نہایہ یعنی جفاۃ اعراب ہوتے تو اس تاویل کی کوئی حاجت ہی نہ تھی اور یہ امر خود ایسا ظاہر ہے کہ ہر شخص ادنیٰ تامل سے سمجھ سکتا ہے بلکہ ذرہ عربیت

بھی ہو تو اس مطلب کے سوا دوسرا امر ذہن میں آ ہی نہیں سکتا مگر تعصب و
جاہلیت وہ بدبلا ہے کہ آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے چنانچہ دیکھئے کہ خود مولوی
صاحب بھی اس مطلب کو سمجھے ہیں اور براہ تعصب و عصبیت بغرض اظہار
مرجوحیت و مفضولیت اُسکو احتمال دوم فرماتے ہیں وہٰذہ عبارتہ۔ احتمال دوم
آنکہ ردت در ہر دو جا بمعنی کفر محمول یعنی بر متخلفین از انجہت حمل کردیم کہ ارتداد
بقید اعقاب مقید ہست ردہ کفری ازاں مراد نتواند بود کہ کسے از اصحاب کافر
نشدہ جز انیست کہ قومے از جفاۃ اعراب کافر گشتند و اول دلیل بریں معنی آنکہ صاحب
نہایہ لفظ علے الاعقاب را بعد لفظ ارتداد قرینہ معنی ردہ خفی قرار دادہ و در
ہر دو جا باستعمال لفظ مذکور اطلاق اختیار ساختہ و تقیید را از نظر انداختہ پس
بہ یقین دانستیم کہ معنی کفر ارادہ میکند و تخلف را برائے کبار اصحاب ثابت مینماید
وہو المقصود انتہی اور ارجحیت بلکہ تعین اس معنی کا از قبیل بدیہیات کہ محتاج
تنبیہ نہیں ہے بخلاف احتمال اول کے جو مولوی صاحب نے اختراع کیا کہ کوئی
ذہن سلیم اُسکو کبھی قبول نہ کریگا اسیوجہ سے مولوی صاحب خود متنبہ ہو کر
درپئے ترویج متاع کاسد و تائید مطلب فاسد ہوئے اول کے رجحان و ثانی
کے بطلان کی فکر میں پڑے۔ و ایں محال است و خیال است و جنوں۔ اگرچہ
دو احتمال مولوی صاحب نے اور بیان کئے ہیں جسکو خود باطل بھی کہا ہے
لہذا اب اُن ادلہ کا دیکھنا چاہئے اور اُسکی خرافت پر غور کرنا چاہئے۔ مولوی
صاحب لکھتے ہیں۔ بدانکہ وجہ اول ہچند وجہ راجح بلکہ منصوص و احتمال ثانی
کہ مولف آنرا مطمح نظر ساختہ و نص قطعی پنداشتہ مرجوح بلکہ مخدوش است۔

اما اولاً پس از آنکه ہرگاه تخلف را از صحابہ کبار سلب کرده برائے جفاة اعراب ثابت نموده مورد حدیث متعین شد چنانچه وانمی و بطریق اولے معلوم گردید که احدے از صحابہ کبار براه کفر نرفته کما ہو مفاد تقریره علاوه بریں تقریر عبارات علما که مشاکل یکدگر افتاده نیز بر ہمدگر انطباق مے یابد والحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی الشقاق واگر در ہر دو مقام ارتداد را بر کفر حمل کنیم و جفاة اعراب از مصداق حدیث الحوض خارج نمائیم چنانکه مولف کرده نتیجه برنمے آید و ثمره بران مترتب نمے شود چه تقدیر اینست که احدے از صحابہ کفر را اختیار نساخته بلکه کفر بعد الاسلام منحصر در جفاة اعراب است و اینقدر که شنیدی مثبت مدعاے مخاطب که تخلف صحابہ مشہورین است نخواہد بود مگر نمے بینی که نفی کفر مستلزم نفی تخلف نیست لوجود الواسطة وھی کمال الایمان والاخلاص لاھل الاختصاص کما لا یخفی علی العوام والخواص باقیماند آنکه چون پیغمبر آنہا باصحابی تعبیر فرموده میباید که اخص خواص متخلف باشند نعم قطع النظر عن کونه مجرد ادعاء صدوره عن المخالفین خلافا لما روی فی اخبارنا قاطع لاصولهم و قاطع فم دعهم بالقطع والیقین لا بالظن والتخمین کما

تقریر بے انصاف سنعرفه انشاء الله انتهی **اقول** ناظرین با انصاف اس کلام کو دیکھکر بخوبی کہیں گے کہ یہ تقریر سراجدل و اعتساف و خون ناحق حق و انصاف ہے۔ اما اولاً پس اس لئے کہ یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ اگر تخلف عن الواجبات کو صحابہ کبار سے منتفی کرکے جفاة اعراب کے لئے ثابت کریں تو مورد حدیث متعین ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ پہلے تخلف عن الواجبات چاہتا ہے تعدد متخلفات کو اور

جب جفاۃ اعراب کے لئے ثابت کرینگے تو ضرور ہے کہ وہاں بھی تعدد پایا جاے حالانکہ بجز انکار اداے زکوۃ دوسرا کوئی واجب قرار نہیں پاتا جس سے ادا نہ ہونے تخلف کیا ہو بخلاف صحابہ کبار کے کہ اگر اُن کے لئے تخلف عن الواجبات کا اثبات کیا جائے جیسا کہ صاحب نہایہ فرماتے ہیں تو وہ واجبات بھی متعدد و متکثر ہوتے ہیں جن سے صحابہ نے تخلف کیا ہے کما ہو فی الواقع مثل ترک زہد و توکل و قناعت واحترام و رعایت حقوق اہلبیت و ابتلا بہ تنافس دنیاوی و بغض و حسد و ظلم وایذاے اہلبیت طاہرینؑ جیسا کہ مابعد اس کے بتصریح تمام احداث و تخلف اُنکے واجبات سے مرقوم ہونگے پس فے الحقیقت بنا بر تحقیق صاحب نہایہ و مجمع البحار مورد حدیث حوض متعین ہوتا ہے نہ تحقیق مولوی صاحب پر کیونکہ مرتدین کا حکم ہے علیحدہ بیان ہوا ہے اور اُن کے لئے آیات واحادیث کثیرہ وارد ہیں ازینجاست کہ علما نے اس حدیث کو اُنکے احکام واحوال میں نہیں لکھا ہے اور اُن لوگوں کا بیان آیات قرآنی میں صاف صاف آیا ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا میں وتحفہ اثنا عشریہ میں منقول ہے اور ان صحابہ کے لئے جو مورد حدیث حوض ہیں آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآبؐ کو علم تفصیلی ان محدثین اور اُن کے محدثات کا نہ تھا پس بنا بر قاعدہ جمع و اتفاق ضرور ہے کہ اُن مرتدین کو داخل اُن آیات واحادیث میں کریں جو اُن کے بارے میں وارد ہوئے ہیں اور مورد اس حدیث کے بھی بعض صحابہ کبار قرار دئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ اگر بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض نہ قرار دیں تو دو صورت سے خالی نہیں ہے یا اُن کو من جمیع الوجوہ جمیع عیوب وکل الزامات صغیرہ وکبیرہ سے خارج کریں تو اس صورت

میں ضرور ہے کہ قابل بعصمت اُن لوگوں کے ہوں اور کوئی اُنکی عصمت کا مدعی نہیں ہے اور نیز تکذیب صحاح ستہ وجملہ احادیث واخبار لازم آتی ہے کیونکہ بالیقین احادیث واخبار صحاح میں اُنکے الزام واحداث مذکور ہیں اور اگر اُنکو من جمیع الوجوہ جملہ عیوب سے مبرا نہ ہیں جو مفاد عدم اقرار بعصمت صحابہ ہے تو پھر اس حدیث حوض کے مورد قرار دینے میں کیا عذر ہوگا کہ اس صورت میں بخوبی تصدیق صحاح واخبار وآثار بھی حاصل ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر جفاۃ اعراب کو متخلف عن الواجبات قرار دیں تو لازم آتا ہے کہ اجماع صحابہ کے بطلان کے قایل ہوں وہو کما تری کیونکہ صحابہ کو اول وہلہ میں بہ نسبت اُن کے مقاتلہ کے تردد ہوا ہوا تھا بالاخر رائے ابوبکر کو قبول کر لیا جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے وفرقہ منع زکوۃ نمودند در باب ایں جماعہ فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال با ایشاں جایز نباشد از انجملہ عمر فاروق گفت الی ان قال داعیہ کہ در قلب حضرت صدیق ریختند بمنزلہ چراغے بود ہر کہ محاذی اومے افتاد بنور او متنور میشد تا آنکہ جموع عظیمہ از مسلمین مہیا برائے قتال شدند وسعی ہر چہ تمامتر بکار بردند الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بعد بحث وفحص اُن کے مقاتلہ پر آمادہ ہوئے اور درمیان منع صلوٰۃ و زکوٰۃ کی کوئی فاروق نہ رہا۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز بھی اسی کے قایل ہیں اور خود مولوی صاحب بھی اکثر علما سے ناقل ہیں کہ وہ لوگ مرتدین ومانعین زکوٰۃ کو ایک حکم میں قرار دیتے ہیں پس اگر اُنکو مرتد نہ قرار دیں بلکہ متخلف عن بعض الواجبات کے لئے کہیں حکم قتل کا نہیں ہے ومن ادعی فعلیہ البیان۔ چوتھے یہ کہ ہنوز یہ امر خود غیر معین ہے کہ مرتدین عن الاسلام کون تھے

اور مانعین زکوۃ کون تھے جیساکہ سابقاً مذکور ہوا کہ بعض لوگ اس کے قایل ہیں کہ
اُس زمانہ میں بجز انکار زکوۃ کوئی اسلام سے مرتد ہی نہیں ہوا جیساکہ صاحب
زبن الفتے وشاہ ولی اللہ وغیرہ کا کلام مذکور ہوا اور بعض قایل ہیں کہ بعض لوگ بت
پرست ہوئے اور بعض مانع زکوۃ اور بعض مدعی بنوت پس دعواے تعین اس صورت
میں کیونکر صحیح ہوگا اور خود در بارہ مالک جسکو مولوی صاحب یقینی مسلم بیان کرتے
ہیں ان کے یہاں اختلاف ہے جیساکہ استیعاب میں ہے وقد اختلف فی حال
مالک بن نویرہ الخ لہذا ضرور ہے کہ مولوی صاحب اپنی تحریفوں کو ترک کریں اور
تحقیق صاحب نہایہ ومجمع کو قبول فرمائیں کہ اسوقت جملہ امور صاف وواضح ہوجاتے
ہیں کہ وہ مرتدین جو بدست خلفا قتل ہوئے وہ مصداق دیگر آیات واحادیث ہیں
جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبد العزیز نے لکھا ہے اگرچہ کچھ لوگ اُس میں مسلم
ومومن خالص بھی ہوں اور مورد حدیث حوض وہی بعض افراد صحابہ کبار ہیں
فاز الحق ناہر واضح والصبح مسفر لائح ثانیاً یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ بطریق
اولیٰ معلوم ہوگا کہ کوئی صحابہ کافر نہیں ہوا گو خلاف واقع ہے بہرصورت مگر بعد
قطع النظر اس صورت میں اصحابی کہنا لغو ہوگا کیونکہ خود شاہ صاحب فرماتے
ہیں کہ کسی نے اہلسنت سے انکو اصحاب نہیں کہا ہے اور آپ بھی مخصوصین کے
سمجھنے کو لفظ اصحابی سے باقیماندہ فرماتے ہیں پس جب وہ بالاتفاق اصحاب نہیں
ہیں تو انکو اصحابی کہنا کیونکر صحیح ہوگا لہذا ضرور ہے کہ انہیں صحابہ کبار کے بعد
افراد کو مورد حدیث اصحابی قرار دیں والا یلزم اللغویۃ فی کلام الحکیم اور نیز
ہرگاہ ان کبار صحابہ سے بالیقین تخلف عن الواجبات سرزد ہوئے تو کیا ضرور ہے

کہ تکذیب واقعات کیجاے ثالثاً ادعاے مشاکلت کلام علما پس فی نفسہ لغو ہے کیونکہ پہلے یہ ضرور نہیں ہے کہ محض مشاکلت کے لئے تحقیق حق ترک کر کے تقلید امر باطل کیجائے۔ دوسرے آپکے یہاں مشاکلت کلام علمانہ کسی امر میں آجتک ہوئی ہے نہ ہوگی خود اسی حدیث کے متعلق اقوال علما کو ملاحظ فرمائیے کسقدر اختلاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے ربط نہیں چہ جائیکہ مشاکلت جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا۔ تیسرے ہرگاہ درمیان آپکے اور آپکے اُستاد شاہ عبدالعزیز صاحب قوۃ قدسہ کے کلاموں میں مشاکلت نہیں ہے باوصفیکہ علاوہ اتحاد ملت و مذہب قرابت استادی وشاگردی بھی درمیان میں ہے اور ہمہ تن اصلاح شاہ صاحب میں مصروف رہتے ہیں تو دیگر حضرات میں کیا امید کیجاسکتی ہے دیکھئے مولوی صاحب مورد حدیث اصحابی مسلمین متخلفین عن الواجبات منکرین زکوٰۃ کو قرار دیتے ہیں اور بالخصوص مالک بن نویرہ کو اُس کا مصداق بناتے ہیں اور کفار ومرتدین کے مورد ہونے سے انکار شدید کرتے ہیں شاہصاحب بالکل نقیض اس کے اُن لوگوں کو مصداق اس حدیث کا بناتے ہیں کہ موت آنہا بر کفر شدیہ اول مخالفت ہے۔ دوسرے شاہصاحب فرماتے ہیں۔ اکثر بنی حنیفہ وبنی تمیم کہ بطریق افادت بزیارت آنحضرتؐ مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و غایب و خاسر شدند اور بالیقین معلوم ہے کہ بنی حنیفہ وبنی تمیم مدعی نبوت ہو کر یقینی کافر ومرتد ہوئے نہ منکر زکوٰۃ اور مولوی صاحب خاص منکرین زکوٰۃ ہی کو مصداق اس حدیث کا بناتے ہیں۔ تیسرے مولوی صاحب مالک کا نام مصداق حدیث حوض میں قرار دیتے ہیں جو یقینی مسلم تھا اور شاہصاحب عیینہ بن حصین کو مورد اس کا بناتے

ہیں جسکو یقینی کافر بیان کرتے ہیں - چنانچہ بعبارت عربی حاشیہ میں فرماتے ہیں ص ۲۹۰
ولانک ان کان یشھد معہ المشاھد ویحضر المغازی المنافق لطلب الغنیمۃ
والرفیق الدین المرتاب والشاک وقد ارتد بعدہ اقوام منھم مثل عیینۃ
بن حصین الفزاری فانہ ارتد ولحق بالطلیحۃ بن خویلد الخ چوتھے
فی الواقع مشاکلت کلام علما میں جیسے اس صورت میں حاصل ہوتی ہے کہ
بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض قرار دیں ہرگز ویسے مشاکلت اُس صورت
میں نہیں حاصل ہوتی بلکہ اختلال عظیم اس صورت میں لازم آتا ہے مثل اس
کے کہ مرتدین مقتولین بید الخلفا کو مومن کہیں اور خلفا کو اس مقاتلہ میں ظالم
وخاطی قرار دیں اور تحقیقات علما کو جو دربارہ اثبات وارتداد وکفر انکی ہے حتی
کہ تحقیق شاہصاحب کو بھی باطل کریں اور صحاح ستہ وکتب معتمدہ سیر وتواریخ
کو جو احداث وتخلف عن الواجبات صحابہ سے مملو ہے باطل کریں - پانچویں بالفرض
اگر کلام کرمانی وغیرہ سے مشاکلت نہ ہوگی تو دیگر علما کے کلام سے مشاکلت ہوگی
مثل محمد طاہر گجراتی وصاحب مجمع البحار ومحقق دہلوی شاہ عبد الحق کے
کہ انہوں نے بکمال توضیح وتصریح باتفاق اکثر علما اس حدیث حوض کو انہیں
کبار صحابہ پر جو متخلف عن حقوق اہلبیت ہوئے حمل کیا ہے چنانچہ شرح مشکوٰۃ شرح مشکوٰۃ ... ص ۱۹۷
میں بذیل شرح حدیث اصحابی بعد ذکر احتمالات فرماتے ہیں - یا مراد بردت برجوع
از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض حقوق وصلاح سریرت
در بعض امور ورجوع از مرتبہ حُسن اخلاق وصدق نیست وتقصیر در بعض حقوق
ورعایت اہلبیت ؑ در ادب با ایشان بجہت ابتلا بدنیا وفتنہ چہ آنحضرت ﷺ فرمودہ بود

کہ من نمے ترسم برشما کفر و بت پرستی را و لیکن من مے ترسم از مداخلت دنیا و آفات آں کذا قالوہ اور ظاہر ہے کہ حقوق اہلبیتؑ میں تقصیر کرنے والے کبار مہاجرین صحابہ تھے نہ جفاۃ اعراب جیسا کہ مابعد اس کے مذکور ہوگا اور یہ امر خود بدیہی ہے کہ منع زکوٰۃ سے حقوق اہلبیتؑ میں کسی طرح کی تقصیر نہیں ہوئی اس لئے کہ یقیناً صدقہ ان پر حرام ہے غایۃ مافی الباب یہ تقصیر مشترک ہوگی درمیان سایر مسلمین و اہلبیت نبویؐ کی پس بنابر قاعدہ مقبولہ مولوی صاحب کہ الحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی الشقاق ضرور ہے کہ بعض صحابہ کبار پر محمول کیا جاے کہ اس صورت میں اتفاق فریقین عظیمین حاصل ہوگا والاتفاق خیر من الشقاق محقق صاحب کے کذا قالوہ سے معلوم ہوا کہ اور علمائے نے بھی ایسا ہی کہا ہے پس کلام صاحب نہایہ کو اگر کرمانی سے مشاکلت نہ ہوئی تو کیا مضایقہ۔ شاہ عبد الحق و دیگر علماے کبار کی تحقیقات سے مشاکلت ہوئی رابعًا دونو مقام میں ارتداد کو کفر پر حمل کرنے سے نتیجہ بہت صاف نمایاں ہوتا ہے کہ کفر حقیقی کو صحابہ کبار سے سلب کرتے ہیں اور جفاۃ اعراب کے لئے ایجاب فالامر ظاہر عند اولی الالباب خامسًا انحصار ارتداد و جفاۃ اعراب میں عمومًا نہیں ہے بلکہ بنابر اعتبار صحابیت ہے اور جیسا آپ اس انحصار میں گفتگو کر سکتے ہیں ویسا ہی کلام انحصار تخلف عن الواجبات میں ہے جیسے آپ جفاۃ اعراب میں محصور کرتے ہیں جیسا کہ کہا و متخلفین و مقصرین از انجمت مراد اند کہ در ملازمین و خواص اصحاب کسے تخلف و تقصیر از واجبات نکردہ

وانیمعنی در قومے از جفاۃ اعراب کہ بصیرتے نداشتند و از زمرہ مولفۃ القلوب
بودند محصور گشتہ الخ کیونکہ نہ کوئی عموم تخلف وتقصیر واجبات کو محض انکار
زکوٰۃ میں منحصر کرسکتا ہے چنانچہ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ انکار زکوٰۃ فردیست
از افراد تخلف عن الواجبات اور نہ مقصرین و متخلفین کو محض جفاۃ اعراب
میں محصور کرسکتا ہے جیساکہ اقوال علما سے مذکور ہوا کہ وہ کل اہوا و بدعت
کو الی یوم القیمۃ متخلف و مقصر بیان کرتے ہیں اور اصحابی میں داخل کرتے
ہیں معہذلک یہ کلام مولوی صاحب کہ در ملازمین وخواص اصحاب کسی
تخلف وتقصیر از واجبات نکردہ خود نہایت غلط ہے کیونکہ مولوی صاحب
نے قبول کیا ہے کہ بعض صحابہ مبتلا بہ تنافس ہوئے اور اُن سے احداث
سرزد ہوئے اور شاہ عبد الحق نے بتصریح تمام مہاجرین کے احداث اور
تقصیر حقوق کو قبول کیا ہے اور کف لسان کا حکم دیا ہے مولوی صاحب
نے شاید تحفہ کو بھی نہ دیکھا کہ جواب طعن پنجم عثمان میں فرماتے ہیں و نزد صہ ۲۲۶
اہلسنت عصمت خاصہ انبیاست صحابہ را معصوم نمیدانند و لہذا حضرات
امیر وشیخین بعض از صحابہ را حد زدہ اند و خود جناب پیغمبر مسطح را کہ از اہل بدر
بود و حسان بن ثابت را زیر قذف گرفتہ و کعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع
وہلال بن امیہ را کہ دوکس از ایشان حاضران غزوہ بدر بودند در سزاے تخلف
از غزوۂ تبوک تا پنجاہ روز مطرود و مغضوب داشتہ اند ماعز اسلمی را رجم فرمودہ
اند بسیارے را تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودہ انتہی - پس باوصف وقوع
ایسے امور کے کبار صحابہ سے مولوی صاحب کا یہ کہنا در ملازمین وخواص اصحاب

کسے تخلف وتقصیر از واجبات نہ کردہ۔ کیسا کذب صریح وتفوہ قبیح ہے بلکہ خود شاہ صاحب بذیل اسی حدیث اصحابی کے حاشیہ میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں عن حذیفہ بن الیمان قال قال رسول اللہ یکون لاصحابی من بعدی زلۃ یغفرھا اللہ لھم بسابقتھم معی الخ جس سے اثبات وقوع زلات وتخلف تقصیر از واجبات صحابہ کے لئے بخوبی ہوا اگر اس پر بھی مولوی صاحب بکمال ہواخواہی صحابہ تقصیر وتخلف عن الواجبات کو صحابہ سے کسی طرح قبول نہ کریں تو اختیار ہے ومن یشاقق الرسول من بعد تبین لہ الھدیٰ فقد کفر سادسًا طرفہ خبط ہے کہ فرماتے ہیں اسی قدر سے مدعاے مخاطب ثابت نہیں ہوتا آپ کے مخاطب کب اس کے مدعی ہیں کہ اسی قدر سے مدعا ثابت ہے بلکہ اُن کے پاس سیکڑوں دلیلیں موجود ہیں کہ جس سے اُن کا مدعا ثبوت ہے اور اُن دلیلوں کی قوت ومتانت کو اس سے خیال کرنا چاہئے کہ جب ایک دلیل کو اُنکے آپ باطل نہ کرسکے تو اور ادلہ قاطع وبراہین ساطعہ کیونکر باطل کرسکتے ہیں ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۞ بالجملہ شکر خدا کہ مولوی صاحب نے اس دلیل کے استحکام ومتانت کو ملجا ومجبور ہو کر قبول کر لیا اور عاجز وناچار ہو کر یہ فرمایا کہ فقط ایسی دلیل سے مدعا ثابت نہیں ہوتا وسخافتہ مما یضحک علیہ الثواکل فضل عن الافاضل سابعًا ایجاد واسطہ ایمان واخلاص طرفہ امر ہے اہلحق یا صاحب نہایہ ومجمع البحار کب اس کے منکر ہیں اگر وہ منکر ہوتے تو اسقدر تدقیق وتحقیق کی کیا حاجت تھی یہ توسیع مدعا اُن کا ہے کہ

بعض صحابہ کامل الایمان والاخلاص تھے جو مورد ہزاراں فضائل ومناقب ہوئے اور بعض مرتد عن الاسلام ہوئے اور بعض مرتد بمعنی تخلف عن الواجبات خصوصاً حقوق واجبہ اہلبیت طاہرین سے جو مورد اس حدیث حوض کے ہوئے هذا مع تسليم وجود الواسطة والا فانهم ينكرون الواسطة ثامناً۔ جس امر کو مولوی صاحب باقیماندہ فرماتے ہیں۔ یعنی چوں پیغمبر آنہا را باصحابے تعبیر فرمودے باید کہ اخص خواص متخلف باشد وہ بحال باقی وقایم برقرار ہے جسکو کوئی دلیل آپ کی قطع نہیں کرسکتی اور اس احتمال کی خلش نے آپکے علماء کو ایسا بیچین ومضطرو پریشان کیا کہ ایسے اختلافات شدید میں مبتلا ہوئے کہ کسی طرح اس الزام کو رفع کریں ایلچی گری سے صحابیت ثابت کی گاہے محض ہوا بدعت سے الی یوم القیامۃ جنس صحبت عطا ہوئی آخر کو صاحب نہایہ محدث جزری ومجمع البحار محمد طاہر گجراتی وشاہ عبدالحق نے جب دیکھا کہ کوئی تاویل کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا طوعاً وکرہاً قبول کرلیا کہ اخص خواص صحابہ کبار اس حدیث کے مورد ہیں کما هو مفاد تقريراتهم ومقتضى عباراتهم تاسعاً جس امر سے مولوی صاحب نے قطع نظر کیا ہے پس وہ امر فی الواقع قابل قطع نظر واغماض بصر ہے کیونکہ بفرض تسلیم محال مضرت اسکی زیادہ تر مضر اہلسنت ہے كما عرفته من استقصاء الافحام واستيفاء الانتقام بل من نفس كلامك ايها الحبر العلام حيث حملته على الجدل والهزل في صدر منتهى الكلام والجدل ساقط عن الاعتبار والالتفات عند الاعلام بل الخواص و العوام فتبتينه وبالغ رايك لعل الله يهديك الى سبل السلام والاسلام

لیکن دلیل ثانی جسکو مولوی صاحب باین عبارت تحریر فرماتے ہیں اما ثانیا پس بر خیال مولف لازم مے آید کہ ارتداد شرعی در قبیلے از جفاۃ اعراب محصور باشد و قبل ازیں گذشت کہ این ارتداد در بسیارے از اقوام اعراب پدید آمد بلے تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوٰۃ از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ بالجملہ انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب بریں صورت اسانست بخلاف اول انتہی پس نہایت واہی ہے - اما اولاً پس یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب نے حصر در قبیلے از جفاۃ اعراب کس کلام سے استخراج کیا ہے جو یہ الزام لگاتے ہیں مگر بہر کیف یہ امر خود آپکے تمامی منتہی الکلام سے ثابت ہے کہ مرتد شرعی قلیل تھے چنانچہ اپنے انہیں تین آدمیوں کو مرتد شرعی میں شمار کیا ہے مسیلمہ کذاب طلیحہ بن خویلد اسود عنسی حالانکہ مسیلمہ کذاب کو صاحب تیسیر القاری نے منجملہ مانعین زکوٰۃ شمار کیا ہے کما مر پس اب مرتد شرعی دو ہی قبیلے رہے طلحہ بن خویلد اور اسود عنسی ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ ایں ارتداد در بسیارے از اقوام اعراب پدید آمد مخالف ہے اُن تحقیقات کے جو مولویصاحب نے لکھا ہے کہ مرتد شرعی تین ہی قبیلے تھے اور سابقاً تحقیقات شاہ ولی اللہ و صاحب زین الفتی سے مذکور ہوا کہ سب کا ارتداد بوجہ منع زکوٰۃ تھا اور قبل از حارث جو عہد خلیفہ دوم میں نصرانی ہوا کوئی اصل اسلام سے مرتد نہیں ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ارتداد اُن کا منحصر تھا منع زکوٰۃ میں و منع قطع النظر ان امور سے عرض کرتا ہوں کہ ہرگاہ شاہ صاحب نے اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم ہی کو مورد حدیث حوض بنایا تو اب قلت و کثرت مرتدین سے کیا بحث ہے ثالثاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ بلے تخلف از واجبات شرعیہ

مثل انکار زکوۃ از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ - ناظرین کو زعفران زار کشمیر کے سیر
دکھانا ہے سبحان اللہ کہیں تو مولویصاحب منکرین زکوۃ کے تقلیل کے قایل ہوتے
ہیں اور کہیں تکفیر ثابت کرتے ہیں اس تناقض و تہافت کا کیا علاج ہے بالجملہ یہاں
مولویصاحب نے اقرار کیا کہ مرتدین یعنی منکرین زکوٰۃ قلیل تھے حالانکہ قبل اس کے
بجواب کلام جناب سید مرتضےٰ رضی اللہ عنہ درپے تکفیر منکرین زکوٰۃ ہوئے - چنانچہ ص ۱۰۰
فرماتے ہیں - بعضے از روایات کتب فریقین کہ اشعار و دلالت بران وارد کہ غیراز
بنو حنیفہ بعضے دیگر نیز پیروی مالک امامیہ اختیار کردند باید شنید بعد اُس کے اپنے
استاد کے کلام سے ناقل ہیں و دیگر فرقہ ہائے اعراب کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد
شدہ بودند و انکار زکوٰۃ میکردند الخ پھر کہا - اکنون در ثبوت این امر کہ بعضے دیگر
غیراز بنی یربوع مہلات مالک بن نویرہ گم دیدند کدام حالت منتظرہ باقی ماندہ و در
صحت قول صاحب مغنی و کذلک سائر اہل الردہ چہ تردد و شبہہ را مجال و گنجایش
ست اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں - لہذا بریک روایت فاضل نیشاپوری ص ۱۲۱
تفسیر آیہ کریمہ یاایہا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ الاٰیۃ نقل فرمودہ
اکتفائے نمایم مفسر مذکور بعد ذکر چندے از اہل ارتداد مثل عنسے ذو الحمار و مسیلمۂ
کذاب کہ در اجزاء سابقہ از کتب سیر پارہ از حال کثیر الاختلال انہا سمت گذارش
یافتہ مے نویسد و سبع فی عہد ابی بکرؓ فزارہ قوم عیینہ بن حصین و غطفان
قوم مرۃ بن مسلمۃ القشیری و بنو سلیم قوم الفجاۃ بن عبد یالیل و بنو یربوع
قوم مالک بن نویرہ و بعض بنی تمیم و قوم سجاح بنت المنذر المتنبیۃ التی زوجۃ
من مسیلمۃ الکذاب و کندہ قوم الاشعث بن قیس و بنو بکر بن وائل بالبحرین

قوم حطم بن زید وحاربھم ابو بکر یعنی سات قبیلے عہد ابو بکر میں مرتد ہوئے
قوم عینیہ بن حصین وعطفان و بنو سلیم و بنو ع و بعض بنی تمیم و کندہ قوم اشعث
بن قیس و بنو بکر بن وائل قوم حطم بعد اس کے کہا وفقیر خاکسار احدی از علماے
شیعیان بر ینمعنی قادر نمے بینم کہ با وجود عدم تعداد مانعین زکوۃ و امثال آنہا کہ در
کلام مولانا نظام الدین نیشاپوری نقلا عن تفسیر الامام الرازی رحمۃ اللہ علیہما تفصیل
شاں گذشت استیعاب این سیزدہ قوم نماید الخ بالجملہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ
مانعین زکوۃ کی تعداد اس کثرت سے تھی کہ مولوی صاحب کے نزدیک کوئی قادر
نہیں ہے کہ تعداد اُنکی بیان کرسکے وکیف لا شاہ ولی اللہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ
بجز مکہ مدینہ وجواثا کے لوگوں کے سب بوجہ منع زکوٰۃ مرتد ہوئے پس یہ قول مولوی
صاحب ہاے تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوٰۃ از بعض جفاۃ صادر شد غلط
ہوا اور خود اس تقریر سے کثرت ثابت ہے کیونکہ واجبات کے افراد کثیر ہیں کہ منجملہ
اُن کے ایک زکوۃ کو مولویصاحب نے لکھا ہے کہ بعض جفاۃ سے سرزد ہوا پس
اور واجبات سے تخلف جو اور لوگوں سے سرزد ہُوا تو وہ بھی داخل اس حدیث
کے ہونگے فکثر الجمیع **رابعًا** نتیجہ جو اس قلت پر مولویصاحب نے متفرع کیا
تھا وہ بھی غلط ہوا یعنی انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
بریں صورت اسان بخلاف اول کیونکہ قلت اُن منکرین زکوۃ کے باطل ہوئی اور
یہ کل تقریریں بنا بر تسلیم و فرض کے ہے والا نہ کلام صاحب نہایہ و مجمع میں قلت
کا وجود ہی نہیں ہے کہ تاویل کی حاجت ہو کیونکہ صاحب نہایہ نے کہیں دعوے
قلت کا نہیں کیا ہے اور نہ تصغیر اصحابی کو مانا ہے اُنکی تقریر بہ قطع نظر ان امور سے

ہے پس مرتدین خواہ قلیل ہوں خواہ کثیر مفاد حاصل ہے اور اُنکے نزدیک جملہ مرتدین
کاایک حکم ہے خواہ منکر زکوۃ ہوں خواہ مرتد عن الاسلام مقصود اُنکا یہی ہے کہ یہ
حدیث بعض مخصوصین صحابہ کبار کے بارے میں ہے نہ مرتدین کے جو جفاۃ اعراب
سے تھے والا علی اعقابہم کے قید لغو ہوتی اور صحابہ سے کوئی مرتد ہی نہ ہوا جن کے
بارے میں یہ حدیث ہوسکے پس ضرور ہے کہ ارتداد سے تخلف عن الواجبات مراد
ہو جنکے صحابہ مرتکب ہوئے وہو المطلوب لیکن دلیل ثالث یعنی قولہ اماثالثاً"
پس دیدنیست کہ بر ارادہ معنی کفر در ہر دو مقام خیال کرد و قبول کردنیست زیراکہ بعد تصریح
بریںمعنی کہ از ارتداد تخلف مراد ست ضرورتے نیست کہ ہر جا قید علی اعقابہم
اضافہ کنند و تکیہ کلام خویش گردانند بلکہ میتواں گفت کہ صاحب نہایہ جائیکہ
روئت کفر بعد از تصریح دریں عبارت کہ ارتداد بر تخلف محمول ست ارادہ کرد
روئت را مضاف بہ کفر نمود و صاحب مجمع البحار لا عن الاسلام اور دہ حیث
قال وفی حدیث الحوض لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم اے متخلفین
عن بعض الواجبات لا عن الاسلام الخ پس بایں قرینہ معلوم شد کہ در
ہر دو مقام نفی و اثبات ہماں تقصیر و تخلف مراد ست کہ سخن دراں میرود
لاغیر والا ظاہراں بود کہ میگفتند لم یکفر احد من الصحابہ بعدہ و انما
کفر قوم من جفاۃ الاعراب مثلاً انتہی پس خرافت اس تقریر کی ظاہر
ہے کیونکہ اوّلاً مآل دونو کا واحد ہے خواہ متخلفین عن بعض الواجبات صرف
کہیں یا بنظر مزید توضیح لا عن الاسلام بھی اُس کے ساتھ اضافہ کریں ثانیاً
اُس قرینہ کو مولوی صاحب نے نہیں بیان کیا جو مشار الیہ بایں قرینہ معلوم

شدکا ہو سکے اگر اضافہ لفظ لاعن الاسلام کو قرینہ سمجھا ہے تو ع بریں عقل و
ہمت بباید گریست + اب ہم خود آپ ہی کو حکم بدیتے ہیں کہ اگر صرف متخلفین
عن بعض الواجبات صاحب نہایہ نے کہا تو کیا مولوی صاحب اُس سے مرتدین
عن الاسلام سمجھتے ہیں علاوہ بران خود ہی سابقاً مولوی صاحب ناقل ہیں کہ
صاحب نہایہ نے ردہ کو مضاف بسوے کفر کیا اور صاحب مجمع نے لاعن الاسلام
اضافہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ردہ کفری یا عن الاسلام کو ایک کے واسطے
یعنی جفاۃ اعراب کے لئے ثابت کیا اور اصحاب سے نفی کیا اور تخلف عن الواجبات
کو صرف اصحاب کے لئے ثابت کیا وہو المطلوب رابعاً یہ کنا مولوی صاحب
کا کہ لم یکفر احد من الصحابۃ کیوں نہ کہا پس دلیل کمال علمی حضرت مخاطب ہے
کہ ہنوز ردہ و کفر میں اُنکو فرق نہیں معلوم ہوا بعد اسلام وہ لوگ مرتد ہوئے
تھے یا کافر اور چونکہ نفس حدیث شریف میں لفظ ردہ وارد ہے اس وجہ سے
اس کی حاجت ہوئی فتعلم لیکن دلیل رابع بقولہ اما رابعاً الخ پس چونکہ مولوی
صاحب بکمال دلالت بیان کرتے ہیں کہ بالفعل شروع بخاری ہے کہ شرح
کرمانی ہمکو ملی اور اُس سے بھی تقویت احتمال اول کے ہوئی الخ لہذا یہ کلام نہ
قابل نقل ہے نہ لایق التفات کیونکہ یہ وہی عبارت کرمانی ہے جسکا حال سابقاً
مذکور ہوا چونکہ ہمکو کوئی عذر اس میں نہیں ہے کہ کرمانی اسی کے قایل ہیں کہ
مراد اس حدیث سے وہی جفاۃ اعراب ہیں لہذا نہ محتاج تردید ہے نہ لایق التفات
خصوصاً درصورتیکہ سابقاً مقصود کرمانی کو باطل کر چکے پس یہ تطویل مولوی صاحب
خالی از تحقیق ہے بہرکیف کرمانی کی عبارت سے نہایۃ کی کیونکر تایید ہو گئی کیا حدیث

جزری وگجراتی یہ نہ کہیں گے ھم الرجال نحن الرّجال بالجملہ ہر عالم اور مجتہد اپنی اپنی
تحقیقات کا مالک ہے اُسکو کچھ ضرور نہیں ہے کہ تقلید کرتا پھرے پہلے مولوی
صاحب محدث جزری کا مقلد کرمانی ہونا ثابت کریں تب یہ دعوی پیش کریں
وہو غیر ممکن اور دلیل شافی وبرہان کافی اسبات پر یہ ہے کہ کرمانی وغیرہ نے
برارت صحابہ پر تخلف عن الواجبات سے الحمد للہ رب العالمین کہا بخلاف محدث
جزری و محمد طاہر گجراتی کے کہ چونکہ حسب تحقیقات انکی وہی صحابہ کبار کے
بعض افراد مصدر احداث قرار پائے اور ارتداد بمعنی تخلف عن الواجبات میں
مبتلا نظر آئے لہذا الحمد للہ نہ کہا اور بات بھی ایسی ہی ہے کہ اسپر شکر نہ کریں پس
بخوبی معلوم ہوا کہ تحقیقات دونوں کی علحدہ علحدہ ہیں نہ واحد وہذا آخر الکلام فیما
یتعلق بہذا المقام پس الحمد للہ کہ کلام محدث جزری صاحب نہایہ اور محمد طاہر گجراتی
صاحب مجمع البحار سے ثابت ہوا کہ مورد اس حدیث اصحابی کے صحابہ کبار کے
بعض افراد ہیں نہ منکرین زکوٰۃ جنکے ارتداد پر صحابہ خصوصاً خلیفہ اول کا اجماع ہوا
اور جو کچھ اجمال یا گنجلک یا خفان دونو کلاموں میں تھا اُسکو فاضل فضل ابن روزبہان
نے صاف کر دیا اور رگ وریشہ تک کو مولوی صاحب کی قطع کر دیا ہر چند آخر میں خود
بھی بلحاظ شرکت تعصب مذہبی کرمانے کے ہم آواز ہوئے چنانچہ اپنی ابطال الباطل میں
بعد نقل عبارت جناب علامہ حلّیؒ و ذکر چند احادیث فضائل ومناقب صحابہ صحیحین
وغیرہ سے بجواب جناب علامہ لکھتے ہیں ما روی من الجمع بین الصحیحین ان رسول اللہ
یقال لہ لا تدری ما احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان ھذا فی اھل الردۃ الذین
ارتدوا بعد وفات رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ ثم ارتدوا بعدہ

ویدل علیہ الاحادیث والاخبار التی ستذکر بعد ھذا ولاشک ان ھذا لم یرد فی شان جمیع اصحاب محمدؐ بالاجماع لان فیھم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلاخلاف فھو من اھل النجاۃ بلا نزاع فان ارید بہ من بدل بعض التبدیل ولم یبلغ الارتداد فلیس فی الاصحاب الامن بدل بعض التبدیل فیرجع الوعید الی الاکثر فلزم ان لایھتدی بمحمدؐ الا نفر محمدود فی کل عصر من الاعصار وھذا ینافی ما ذکرہ رسول اللہؐ من کثرۃ امتہ یوم القیامۃ وانہ یباھی بھم الامم کما ورد فی صحاح الاحادیث وان ارید بہ التبدیل الی حد الکفر فھو عین المدعی فلزم من ھذہ المقدمات ان ھذا الحدیث وامثالہ فی ھذا الباب واردۃ فی شان اھل الرّدہ کما قالہ العلما انتھی اور اس تحریر دلپذیر سے بوجوہ عدیدہ تائید ہماری مطلوب کے ظاہر ہے ۔ پہلے یہ کہ کہا وہ لوگ جنکے بارے میں یہ حدیث وارد ہے اصحاب آنحضرت تھے بعد اُس کے مرتد ہو گئے عین دعویٰ اہلحق ہے کہ جو لوگ حیات آں حضرت میں زمرہ صحابہ سے شمار کئے جاتے تھے اُنہیں لوگوں سے کچھ لوگ بعد وفات حضرت مورد لعن وطعن و مصدر عذاب جبار وقہار ہوگئے پس وہ کلیہ اہلسنت کہ الصحابۃ کلھم عدول اور مطلق صحابیت کا موجب مدح وثنا ہونا باطل ہوا اور اسی طرح اگر دیگر صحابہ بھی مصدر لعن وطعن ہوں تو کونسا امر تعجب خیز ہے جو اہلسنت واسطے فریب دہی عوام کے حیلہ صحابیت پیش کرتے ہیں کہ بھلا صحابی رسولؐ سے کبھی ایسے امور ہو سکتے ہیں چنانچہ اسی بنیاد پر شاہصاحب نے عقل اہلحق کو مورچہ سے بھی کم قرار دیا کہ حضرت سلیمان کی فیض صحبت کا یہ اثر ہے کہ موچیوں

نے اپنے قوم کی تعلیم کی اور خاتم النبیین افضل المرسلین کی صحبت کا یہ بھی اثر ہو
کہ صحابی آپ کے ظلم وفسق وفجور سے محفوظ رہیں الی غیر ذلک من التقریرات
پس اس تقریر نے شاہ عبد العزیز کی اُس دمدمہ کو گرادیا جسمیں خود شاہصاحب
ان مرتدین کو شرف صحابیت سے خارج کیا تھا اور کہا کہ کوئی اہلسنت سے اُنکو اصحاب
نہیں کہتا دوسرے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہیں کہ باتفاق علما وہ مرتدین صحابہ
رسولؐ تھے اور احادیث کثیرہ واخبار شہیرہ اسپر دال ہیں پس اس سے حکم شذوذ
یعنی بعض علما کا قایل بصحابیت مرتدین مذکورین ہونا بھی باطل ہوا کیونکہ یہ
امر باتفاق علما واخبار کثیرہ ثابت ہے تیسرے یہ کہ فرماتے ہیں یہ حدیث تمامی
صحابہ کے حق میں نہیں وارد ہے کیونکہ بعض اصحاب سے ایسے ہیں جن سے کوئی
تبدیل وتغییر نہیں واقع ہوئے اور وہ لوگ بلانزاع اہل نجات سے ہیں۔ پس معلوم
ہوا کہ صحابہ مقبول فریقین اس الزام سے بری ہیں اور بلانزاع وبلاخلاف
وہی اہل نجات سے ہیں اور وہ لوگ نہیں ہیں مگر امثال حضرت ابوذر وسلمان
فارسی ومقداد وعمار وغیرہ کہ عند الفریقین مقبول وممدوح ہیں اُنکو فاضل مذکور
انطباق سے اس حدیث کے خارج کرتے ہیں تو اب ساری فضولی مولوی حیدر علی
کی مسلک ثانی میں باطل ولغو ہوگئی کہ خود اہلسنت مخالف اجماع کو باطل قرار دیتے
ہیں چوتھے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہیں کہ اگر مقصود یہ ہے کہ جس نے کچھ بھی تبدیل
کیا ہو اگرچہ حد ارتداد پر نہ پہنچا ہو وہ اس میں داخل ہیں تو اصحاب میں بہت
کم لوگ ایسے ہیں جنھوں نے کچھ تبدیل نہ کیا ہو تو اس صورت میں وعید اکثر صحابہ
کی طرف راجع ہوتا ہے پس اس سے مولوی صاحب کی تاویلین کلام محدث

جزری میں اور بھی باطل ہوئیں کیونکہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ الحمد للہ کبار صحابہ سے کوئی تبدیل و تغیر و تاخیر از حقوق واجبہ سرزد نہ ہوئی اور ابن روزبہان بانگ پکار کر کہتے ہیں کہ سوائے ان صحابہ کے جو مجمع علیہم اور مقبول فریقین ہیں کوئی صحابی ایسا نہیں ہے جس سے تبدیل و تغیر نہیں ہوئے پس الحمد للہ کہ خود ابن روزبہان کی تقریر سے ثلاثہ و معاونین کا اُنکے جو یقینی مقبول الفریقین اور مجمع علیہ طرفین نہیں ہیں بلکہ خود ایک فریق کے نزدیک بھی مبرا عن الخطا والزلل نہیں ہیں مصدر تبدیل و تغیر و تاخیر و تخلف عن الحقوق الواجبہ ہونا ثابت و ظاہر ہوا باقی جو فاضل مذکور استعجابا کہتے ہیں کہ اس بنیاد پر لازم آتا ہے کہ وعید راجع بہ اکثر ہوا اور فیض قدم سے آنحضرت کی ہدایت بہت کم لوگوں کو ہوئی ہو حالانکہ خود حضرت نے اکثر احادیث میں خبر دی ہے کہ اسقدر ہماری امت ہوگی بروز قیامت کہ ہم دیگر انبیا کی امتوں پر فخر و مباہات کرینگے پس یہ استعجاب حضرت کا خود عجیب ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ۷۳ تہتر فرقے ہونگے ہماری امت کے جن میں ایک ناجی ہوگا باقی ناری اور کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ فخر اسی وقت کی امت موجودہ و صحابہ حاضرین کی نسبت ہے ممکن ہے کہ حضرت کے بعد بہ کثرت مع ہدایت آپکی امت میں ہو جیساکہ خود حضرت نے امت مابعد کو حاضرین صحابی سے افضل فرمایا ہے اور باتفاق فریقین مسلم ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تمامی روے زمین ایک مذہب ہوگا اور سب اخیار و ابرار ہونگے نہ منافق و اشرار پانچویں فاضل مذکور کہتے ہیں کہ اگر تبدیل سے مراد وہ تبدیل ہے جو حد کفر پر پہنچی تو یہ عین مدعی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث اہل ردہ کے بارے میں وارد ہے مگر چونکہ خود مولویصاحب
نے اس احتمال کو یعنی یہ کہ یہ حدیث اُن مرتدین میں وارد ہے جو کافر ہوئے باطل
کیا ہے لہذا کوئی حاجت اسکی ابطال اور تردید کی نہیں ہے فان الباطل باطل
پس الحمدللہ کہ فاضل فضل ابن روزبہان نے مولوی صاحب کے کل اباطیل
کو باطل کر دیا کہ اکثر صحابہ کے تبدیل و تغیر کو بخوبی ثابت کیا اور جو کچھ اس
عبارت میں گنجلک تھی اُسکو محقق دہلوی اہلسنت شاہ عبدالحق نے شرح
مشکوٰۃ میں باتفاق علما صاف کر دیا کہ مورد اس حدیث اصحابی کے وہی صحابہ
ہیں جنھوں نے حقوق اہلبیتؑ میں کسی طرح کی تقصیر کیا اور مودۃ القربےٰ ایسے
واجب کی بجا آوری میں کسی طرح کا تخلف کیا کما مرّ ویجی فیما بعد انشاءاللہ
فالحمد للہ حمداً جزیلاً علےٰ ما ظہر الحق ولاح فاطفی السراج
وقد طلع الصباح اور ہرگاہ یہ ادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ جو واسطے
ابطال تقریرات اہل ضلال کے ذوالفقار حیدری اور سیف اللہ الاکبر
ہیں ملاحظہ ارباب انصاف میں در آئی تو اب اوراد لہ کو ملاحظہ کرنا چاہیئے
جس سے طرف استدلال اہلحق ظاہر اور حجت خدا سب پر واضح و باہر ہوجائے
وقد جاء الحق وذہق الباطل ان الباطل کان ذہوقا فالحمد للہ کما
ہو اہلہ والصلوٰۃ والسلام علی محمدؐ و اہلہ تم الحصۃ الثانیۃ
من حصص سیف اللہ الاکبر و ستیلوہا المجلد الثالث انشاءاللہ تعالےٰ

تمت